أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

میں "خاتم النّبیّین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

فتنۂ قادیانیت سے متعلق تیس سوالات کے جوابات

آئینۂ قادیانیت

نظرثانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی مدظلہ

استاذ التفسیر حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہ

مقدمہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

مناظر ختم نبوت، حضرت مولانا

اللہ وسایا صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

www.amtkn.com www.emaktaba.info

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

وفاق المدارس العربیہ پاکستان
سے ملحقہ مدارس کے درجہ سابعہ
سال اوّل کے نصاب میں منظور شدہ!

نام کتاب	:	آئینۂ قادیانیت
نظر ثانی	:	حضرت مولانا عبدالمجید صاحب شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا وامیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
	:	حضرت مولانا محمد عابد صاحب استاذ التفسیر جامعہ خیر المدارس ملتان
	:	حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ شیخ الحدیث بنوری ٹاؤن کراچی
ترتیب	:	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
طباعت	:	دہم/ اکتوبر 2011ء
صفحات	:	216
قیمت	:	-/70 روپے
مطبع	:	اصغر پریس لاہور
ناشر	:	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون:061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

انتساب!

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے پہلے صدر' خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور پہلے ناظم اعلیٰ' مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور اب ان کے جانشین' وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر' شیخ الحدیث' یادگار اسلاف' حضرت مولانا محمد سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ اور ناظم اعلیٰ' فاضل اجل حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری مدظلہ کے نام!

گر قبول افتد زہے عزو شرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست

افتتاحیہ: شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ ۶
پیش لفظ: استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہ ۷
تقریظ: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہ ۱۰
مقدمہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ ۱۳

ختم نبوت

سوال نمبر:۱ ختم نبوت کا معنی، مطلب، اہمیت وخصوصیات ۲۲
سوال نمبر:۲ آیت ختم نبوت کی تشریح وتوضیح، کتب کے نام ۲۶
سوال نمبر:۳ ختم نبوت پر آیات، احادیث، اجماع، تواتر ۳۶
سوال نمبر:۴ قادیانی تحریف اور اس کا جواب ۴۷
سوال نمبر:۵ ظلی وبروزی من گھڑت اصطلاح کا بطلان ۵۱
سوال نمبر:۶ وحی، الہام، کشف ۵۴
سوال نمبر:۷ آیات واحادیث میں قادیانی تحریفات کے جوابات ۶۲
سوال نمبر:۸ لاہوری، قادیانی، گروپوں کا اختلاف اور حکم ۸۵
سوال نمبر:۹ عہد صدیقیؓ سے دور حاضر تک تحریک ختم نبوت ۹۱
سوال نمبر:۱۰ ردقادیانیت کے لئے علمائے دیوبند کی خدمات ۹۴

حیات عیسیٰ علیہ السلام

سوال نمبر:۱ حیات مسیح پر اسلام، یہودیت اور مسیحیت کا نقطۂ نظر ۱۱۲
سوال نمبر:۲ رفع مسیح الی السماء پر قرآن وسنت کے دلائل ۱۱۵
سوال نمبر:۳ حیات مسیح کے خلاف قادیانی عقیدہ کی اصل وجہ ۱۲۶
سوال نمبر:۴ یٰعیسیٰ انی متوفیک میں قادیانی تحریف کا جواب اور حضرت

	ابن عباسؓ کا عقیدہ	۱۲۷
سوال نمبر:۵	رافعك اور بل رفعه الله کی توضیح وتشریح	۱۳۰
سوال نمبر:۶	نزول مسیح کے دلائل، نزول مسیح ختم نبوت کے منافی نہیں	۱۳۶
سوال نمبر:۷	حضرت مہدیؓ دجال لعین اور قادیانی دجال	۱۴۲
سوال نمبر:۸	رفع مسیح کے خلاف قادیانی تحریفات کے جوابات	۱۴۹
سوال نمبر:۹	رفع ونزول کا امکان عقلی وحکمتیں	۱۵۳
سوال نمبر:۱۰	قادیانی وساوس وشبہات کے جوابات	۱۵۸

کذب مرزا قادیانی

سوال نمبر:۱	مرزا قادیانی کے حالات ودعاوی کی کیفیت	۱۶۴
سوال نمبر:۲	ایمان، ضروریات دین، کفر دون کفر کی توضیح	۱۷۱
سوال نمبر:۳	قادیانیوں کی وجوہ تکفیر، مسجد، قبرستان ودیگر احکام	۱۷۸
سوال نمبر:۴	اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی	۱۸۶
سوال نمبر:۵	مرزا قادیانی اور انگریز	۱۹۰
سوال نمبر:۶	اولیائے امت کی عبارات میں تحریف کا اصولی جواب	۱۹۳
سوال نمبر:۷	مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں	۱۹۴
سوال نمبر:۸	محمدی بیگم اور مرزا قادیانی	۱۹۷
سوال نمبر:۹	لوتقوّل علینا میں قادیانی تحریف کا جواب	۲۰۲
سوال نمبر:۱۰	مرزا قادیانی کا اخلاق	۲۰۴
	ضمیمہ آئینہ قادیانیت	۲۰۸
	عقائد ذکری فرقہ	۲۰۹
	عقائد بابی فرقہ	۲۱۱
	عقائد بہائی فرقہ	۲۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

افتتاحیہ

از شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں

الحمد للہ رب العالمین ۰ والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء

وخاتم المرسلین ۰ اما بعد!

نبی کریم ﷺ کی محبت وعظمت ایمان کی بنیاد ہے۔ آپ ﷺ کی امت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے جہاں دین متین کی حفاظت کی، وہاں آپ ﷺ کی ذات اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ناموس کے دفاع میں بڑی حساس اور غیرت مند رہی۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ کھڑا ہوگیا تھا۔ مگر امت کے ہراوّل دستے نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ گزشتہ صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو الحمدللہ! تمام مکاتب فکر کے علماء امت خصوصاً علماء دیوبند نے بھرپور طور پر اس کا رد کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، الحمدللہ! ہر سطح پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور دفاع کے لئے خدمت کر رہی ہے۔ حال ہی میں شاہین ختم نبوت عزیزم مولوی اللہ وسایا سلمہ نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اکابرین کے حکم کی تعمیل میں بڑی عرق ریزی کے ساتھ تیس سوالات کے جوابات ”آئینہ قادیانیت“ کے نام سے مرتب کئے ہیں۔ فقیر دعاگو ہے کہ اللہ پاک ان کی اس کاوش کو قبول فرمائیں۔ آمین! انشاءاللہ! یہ محنت بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ان کے قرب کا ذریعہ بنے گی۔ میں تمام اہل علم سے عموماً اپنے سے محبت رکھنے والوں سے خصوصاً گزارش کروں گا کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ اللہ پاک مرتب اور تمام معاونین کو جزائے خیر نصیب فرمائیں۔

فقیر ابوالخلیل خان محمد

از خانقاہ سراجیہ کندیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

پیش لفظ

از حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہ

خلیفہ مجاز، پیر طریقت، شیخ کامل، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ

الحمد للّٰہ رب العالمین ۰ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین ۰ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۰ قال النبی ﷺ انا خاتم النبیین لا نبّی بعدی ۰ اما بعد!

نبی کریم ﷺ کا وجود مسعود پوری کائنات کے لئے بے شمار خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن انعامات سے آپ ﷺ کو نوازا ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ آپؐ نبی بھی ہیں۔ سید الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی۔ مگر اس کے ساتھ آپ ﷺ کا خاص امتیاز و اعزاز ختم نبوت کا تاج ہے۔ اسی کی بدولت آپ ﷺ کو ان مقامات و درجات سے نوازا گیا کہ جن کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام روز اوّل سے ناموس نبوت کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی کو سعادت سمجھتی رہی ہے۔ گزشتہ صدی میں متحدہ ہندوستان پر فرنگی کے تسلط کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے ایک بار پھر امت مسلمہ کی غیرت کو للکارا۔ حالات انتہائی کٹھن تھے۔ ملکی قانون غداروں کا محافظ تھا۔ لیکن غیرت و عشق بھی عجیب چیز ہے۔ اس کے دیوانے موت سے بھاگتے نہیں بلکہ موت ان سے دوڑتی ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں صداقت نے طاقت کو پاش پاش کر دیا اور پورے ملک کے مسلمان اس دجل، فریب سے آگاہ ہوگئے۔ اس ذیل میں خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ اور امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ کی گرانقدر خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ لیکن تقسیم کے بعد اس فتنہ نے نئے انداز میں سر اٹھایا تو ایک بار پھر آقا ﷺ کی ناموس کے دفاع کے لئے سرفروشان میدان میں اترے اور ۱۹۵۳ء میں ایسی تحریک چلائی کہ مرزائیت کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے اس مقدس مقصد کے لئے جماعت کی تشکیل ہوچکی تھی۔ مجلس کے بانی مرحوم اور ان کے رفقاء کرام نے کام کے لئے مستحکم اصول وضع کئے۔ جن پر جماعت نے بڑی حکمت، حوصلے اور جرأت کے ساتھ ہر سطح پر اس فتنہ کے خلاف کام شروع کر دیا۔

جس کے اثرات پورے ملک وبیرون ملک میں ظاہر ہونے لگے۔ مگر کام میں الجھن اس وقت پیدا ہوجاتی جب ملک کا قانون غداران ختم نبوت کو تحفظ فراہم کرتا۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ ۱۹۷۴ء میں چناب نگر اسٹیشن پر مرزائیوں کی غنڈہ گردی کے نتیجہ میں تحریک چلی۔ جس کے نتیجہ میں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

الحمدللہ! آج بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے اصولوں کے مطابق ہر سطح پر کام کر رہی ہے۔ اعلیٰ عدالتوں میں مرزائیوں کو مسلسل شکست فاش ہو رہی ہے۔ تحریری حوالے سے اتنا کام ہوچکا ہے کہ اس موضوع پر پورا کتب خانہ مرتب ہوگیا ہے۔ تحریکی محنت سے آگاہی کے لئے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک!

لیکن اس کے ساتھ جماعت نے اس بات کی بھی شدت سے ضرورت محسوس کی کہ اہل علم کو اس موضوع کی طرف بطور خاص مزید متوجہ کیا جائے۔ جس کی مفید صورت یہ سامنے آئی کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے حضرات اکابر سے گزارش کی جائے کہ وہ عقیدہ تحفظ ختم نبوت کو داخل نصاب کریں۔ اس سے جہاں طلباء کرام کو اس موضوع کی اہمیت اور نزاکت کا علم ہوگا۔ وہاں اس لائن پر کام کرنے والوں کو راہنما اصول بھی حاصل ہوجائیں گے۔

الحمدللہ! وفاق کے حضرات کرام نے حوصلہ افزائی فرمائی اور طے پایا کہ جدید اسلوب میں قدیم مواد کو مرتب کیا جائے۔ چنانچہ اس ذیل میں تیس سوالات مرتب کئے گئے ہیں۔

میر کارواں، حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے حکم پر شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے بڑی محنت سے جوابات مرتب کئے جو ”آئینہ قادیانیت“ کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس موضوع پر کام کرنے والے حضرات جانتے ہیں کہ بنیادی طور پر تین موضوعات پر گفتگو کی جاتی ہے۔

۱...... کذب مرزا: جس میں اصول تکفیر بھی آجاتے ہیں۔

۲...... ختم نبوت:

۳...... حیات عیسیٰ علیہ السلام:

الحمدللہ! مولانا موصوف مدظلہ نے تینوں موضوعات پر دلنشین انداز سے حقائق ترتیب دیئے ہیں۔ جس کو کچھ علماء کرام نے ملاحظہ کیا۔ چنانچہ کتاب کا پہلا ایڈیشن اکتوبر ۲۰۰۱ء میں منظر عام پر آگیا۔ کتاب دوبارہ بعض اہل علم حضرات کی خدمت میں پیش کی گئی۔ وفاق المدارس

العربیہ پاکستان کے صدر، یادگار اسلاف، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ نے بڑی شفقت فرمائی اور متعدد مقامات پر ہونے والی فروگزاشتوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ حضرت موصوف مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ مجلس نے تمام متعلقہ مقامات کی تصحیح کردی۔ اس کے علاوہ جانشین حضرت لدھیانوی مرحوم، حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ، مرکزی راہنما مجلس تحفظ ختم نبوت نے از اوّل تا آخر بغور کتاب کا مطالعہ کیا اور تصحیح کی۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ کے فرزند اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کے علاوہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحبؒ، مولانا محمد عبداللہ احمد پور شرقیہ، مولانا منظور احمد چنیوٹی، علامہ خالد محمود سیالکوٹی نے بھی ملاحظہ کیا۔ راقم الحروف محمد عابد نے بھی اپنی ہمت کے مطابق دیکھا۔ جن حضرات نے نظر ثانی کی ان کی آراء کی روشنی میں حذف و اضافہ بھی کیا گیا۔ بہرحال امکانی حد تک کوشش کی گئی کہ کوئی لفظی و معنوی غلطی رہ نہ جائے۔

اب اس کی دوسری طباعت کا اہتمام کیا جارہا ہے تاکہ شعبان و رمضان کی تعطیلات میں ملک کے متعدد مقامات پر ختم نبوت کے موضوع پر منعقد کئے جانے والے دروس سے علماء وطلبہ اس کتاب سے مزید مستفید ہوسکیں۔ بہرحال مدارس عربیہ کے علمائے کرام کو اس مبارک موضوع کی طرف متوجہ کرنے کی یہ ابتدائی سنجیدہ کوشش تو ضرور ہے۔ مگر حرف آخر نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے حضرات اکابر نور اللہ مرقدہ علمائے دیوبند کی اس ذیل میں جو گرانقدر خدمات ہیں موجودہ نسل اس سے بخوبی آگاہ نہیں۔ اگر اس وقت اس نزاکت کو نہ سمجھا گیا تو اندیشہ ہے کہ کہیں آنے والی نسل مزید ناواقفیت کا شکار نہ ہوجائے۔ اللہ پاک جزائے خیر نصیب فرمائے شہید ختم نبوت حضرت لدھیانویؒ کو، کہ جنہوں نے اس ضمن میں حضرات اکابر کی خدمات پر مشتمل ''دارالعلوم دیوبند اور تحفظ ختم نبوت'' نامی پمفلٹ میں بڑے جامع انداز میں تاریخ مرتب کردی ہے۔ یہ رسالہ تحفہ قادیانیت میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ''آئینہ قادیانیت'' کو عوام وخواص کے لئے مفید بنائے اور حضرت مؤلف مدظلہ کو اپنا قرب خاص نصیب فرمائے۔ آمین!

امیدوار شفاعت

محمد عابد غفرلہ...... مدرس جامعہ خیر المدارس

یکے از خدام حضرت بہلوی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تقریظ

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

قادیانیت کے دجل وفریب سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنا اور ''قصر ختم نبوت'' میں نقب لگانے والوں کی دسیسہ کاریوں سے مسلمانوں کی ''متاع ایمان'' کی حفاظت کرنا افضل ترین عبادت ہے۔

اس فریضہ کی انجام دہی کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ فرمانے کا حکم دیا تھا۔ اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد خلیفۃ الرسولؐ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے تمام صحابہ کرامؓ کے فیصلہ کے مطابق مرتدین ومنکرین ختم نبوت کے خلاف باقاعدہ جہاد فرمایا۔ اور اس وقت تک تلوار نیام میں نہیں رکھی جب تک اس فتنہ کا مکمل استیصال نہیں ہوا۔ اس کے بعد بھی جس متنبّی نے سر اٹھایا۔ اسلامی حکومتوں نے اپنا دینی فریضہ ادا کرتے ہوئے اس پر حد ارتداد جاری کر کے اسے جہنم واصل کیا۔ برصغیر میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام سرفہرست ہے۔ جسے ہندوستان میں برطانوی علمداری کی وجہ سے پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود اور ۱۹۰۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ علمائے امت نے اس فتنہ کے تعاقب واستیصال کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر انگریزی سرپرستی کے باعث یہ فتنہ سرطان کی مانند بڑھتا گیا۔

تاہم علمائے کرام کے بروقت انتباہ اور جدوجہد کی برکت سے تمام مسلمان، قادیانی دجل وفریب کی حقیقت سمجھنے لگے اور امت کے اجتماعی ضمیر نے انہیں ملت کے غداروں کی صف

میں شمار کیا۔خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ فرقہ شمار کرتے تھے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو نہ ماننے والوں کو نہ صرف کافر قرار دیا بلکہ انہیں زانیہ کی اولاد، کتیوں کے بچے اور ولد الزنا تک کہا اور اپنے پیروکاروں کو ان کے بچوں، عورتوں اور معصوموں تک کی نماز جنازہ سے روک دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کی وحدت ''عقیدہ ختم نبوت'' پر استوار ہے۔ جو شخص ضروریات دین اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط وغیر متزلزل ایمان رکھے وہ مومن ہے۔ خواہ کسی مسلک اور کسی فقہ کا پیروکار ہو۔لیکن جو شخص اس وحدت کو توڑتا ہے اور ظلی اور بروزی وغیرہ کی آڑ میں ختم نبوت کا انکار کرتا ہے اس کا رشتہ امت محمدیہ ﷺ سے منقطع ہو جاتا ہے۔ قادیانیوں کے اسی ارتداد اور خروج عن الاسلام کی بناء پر اہل اسلام کی ۹۰ رسالہ جدوجہد اور عظیم الشان تحریک کے بعد ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

پاکستان کی قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ کسی فرد واحد کی ذاتی رائے نہ تھی۔ بلکہ پوری قوم اور ملت اسلامیہ کا متفقہ موقف تھا۔ساری دنیا کے مسلمان، آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی ذات کے بعد نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔تاہم قادیانی شاطرین نے اس فیصلے کو قبول نہیں کیا اور وہ آج تک سادہ لوح مسلمانوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ:

''ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ پھر مسلمان کیوں نہیں؟۔''

حالانکہ قادیانیوں کو یہ حقیقت بھی معلوم ہے کہ جب کوئی شخص دین کے اساسی و بنیادی عقیدے کا انکار کر دے تو محض کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے اسی نوع کے دجل وفریب سے آگاہ ہونا اور مسلمانوں کو بچانا از بس ضروری ہے۔اس سلسلہ میں ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی

جارہی تھی کہ دورہ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے طلبہ کو قادیانیت کے خدوخال سے نہ صرف آگاہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس کی علمی تردید اور استیصال کے لئے ٹھوس دلائل و براہین سے مسلح بھی ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ بحیثیت عالم دین مرزا قادیانی کے دجل وفریب اور کفروالحاد کو برملا واضح کرسکیں اور عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں قادیانیوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا مؤثر ومثبت جواب دے سکیں۔

چنانچہ ’’وفاق المدارس العربیہ پاکستان‘‘ کی درخواست پر خواجہ خواجگان مخدوم العلماء حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے حکم سے ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان‘‘ کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زید مجدہم نے ’’آئینہ قادیانیت‘‘ تالیف فرمائی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس حقیقت کو سمجھنے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا کہ اسلام کی ساری عمارت آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر قائم ہے۔ جو فرد یا طبقہ اسے منہدم کرنے کی کوشش کرے گا۔ امت مسلمہ اسے کسی صورت میں برداشت نہ کرے گی۔

اسی طرح اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب، کذب بیانیوں اور جھوٹی پیشگوئیوں کا پردہ بھی خوب چاک کیا گیا ہے۔ فتنہ قادیانیت کے استیصال وتعاقب کے سلسلہ میں یہ کتاب انشاء اللہ فضلاء وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لئے کلیدی رہنما ثابت ہوگی۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسے مؤلف زید مجدھم اور ناشرین وناظرین کے لئے دنیا وآخرت میں نافع بنائیں اور فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی وسرکوبی کے لئے اہل اسلام کو اپنے اسلاف کی طرح مجاہدانہ اور سرفروشانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

(مولانا) محمد حنیف جالندھری

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۹/۱۰/۱۴۲۴ھ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۰ اما بعد!

’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۰ وکان اللہ بکل شئ علیما (الاحزاب)‘‘ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔﴾ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

’’عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ ﷺ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج۲ ص۲۲۸، واللفظ لہ، ترمذی ج۲ ص۴۵)‘‘ ﴿حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔﴾

’’عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی ج۲ ص۵۱)‘‘ ﴿حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت ونبوت ختم ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔﴾

’’عن ابی امامۃ الباھلیؓ عن النبی ﷺ قال انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجہ ص۲۹۷)‘‘ ﴿حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔﴾

’’عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یا ابا ذرؓ اوّل الرسل آدم وآخرھم محمد (کنزالعمال ج۱۱ ص۴۸۰)‘‘ ﴿حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوذر! نبیوں میں سب سے پہلے نبی آدم (علیہ السلام) ہیں اور سب سے آخری نبی محمد (ﷺ) ہیں۔﴾

قرآن کریم کی صریح آیات اور بے شمار احادیث متواترہ سے صراحتاً یہ بات ثابت ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ جس سلسلہ نبوت کا حضرت آدم علیہ السلام سے آغاز ہوا تھا۔ حضور ﷺ پر وہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت قیامت تک وسیع اور محیط ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی بھی انداز میں دعویٰ نبوت کی گنجائش نہیں۔ جس مسلمان کے قلب میں یہ بات اتر جائے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت ورسالت میں سے کسی کی گنجائش ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس ارتداد کی بناء پر واجب القتل گردانا جائے گا۔ تاوقتیکہ توبہ کرے۔

اس بناء پر امام اعظم ابوحنیفہؒ نے جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنے والے کے لئے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اپنی کتاب ''ختم نبوت کامل'' میں بے شمار آیات کریمہ کی صراحت ودلالت اور سینکڑوں احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت ورسالت کا امکان باقی نہیں رہتا۔

حضور ﷺ نے اپنے آخری زمانہ میں جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے قتل کا حکم صادر فرما کر اس بات کی وضاحت کر دی تھی کہ شریعت اسلامیہ میں جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکار واجب القتل ہیں۔ حضور ﷺ کی اس دنیا سے تشریف بری کے بعد امت میں جس مسئلہ پر سب سے پہلا اجماع ہوا وہ صحابہ کرامؓ کے درمیان مسئلہ ختم نبوت پر تھا۔ خلیفہ اوّل وجانشین رسول اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسیلمہ کذاب کے جھوٹے دعویٰ نبوت کو مسترد کرتے ہوئے جہاد کا اعلان کیا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہ صرف اس کی تائید کی بلکہ عملی طور پر اس جہاد میں شرکت کی۔

اجماع امت کے حوالہ سے ہم تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرتے ہیں تو تمام اکابر امت کی تصریح ملتی ہے کہ چودہ سو سالہ اسلامی دور میں کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں اس بات پر علمائے امت کا اجماع نہ ہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا اور جو شخص آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

علامہ علی قاریؒ (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲) میں صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:

’’دعویٰ النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع‘‘ ﴿ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔﴾

حافظ ابن حزم اندلسیؒ اپنی کتاب (الفصل فی الملل والاھوا والنحل ج۱ ص۷۷) پر رقمطراز ہیں کہ:

’’قد صح عن رسول اللہ ﷺ بنقل الکواف التی نقلت نبوتہ واعلامہ وکتابہ انہ اخبر انہ لا نبی بعدہ الاما جاء ت الاخبار الصحاح من نزول عیسیٰ علیہ السلام الذی بعث الی بنی اسرائیل وادعی الیھود قتلہ وصلبہ فوجب القرار بھذہ الجملہ وصح ان وجود النبوۃ بعدہ علیہ السلام باطل لا یکون البتۃ‘‘ ﴿جس کثیر تعداد جماعت اور جم غفیر نے آنحضرت ﷺ کی نبوت اور نشانات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے۔اسی کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر کی نقل سے حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔البتہ صحیح احادیث میں یہ ضرور آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے اور یہود نے جن کو قتل کرنے اور صلیب دینے کا دعویٰ کیا تھا۔پس اس امر کا اقرار واجب ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے۔ ہرگز نہیں ہوسکتا۔﴾

حافظ فضل اللہ تورپشتی (المعتمد فی المعتقد ص۹۴) پر فرماتے ہیں کہ:

’’وازاں جملہ آنست کہ تصدیق وی کند کہ بعداز وی ہیچ نبی نباشد،مرسل ونہ غیر مرسل، ومراد از خاتم النبیین آنست کہ نبوت را مہر کردو نبوت بآمدن او تمام شد یا بمعنی آنکہ خدا تعالیٰ پیغمبری رابوی ختم کرد وختم خدای حکم است بدآنچہ ازاں نخواہد گردانیدن۔‘‘

﴿منجملہ عقائد کے یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کرے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔نہ رسول اور نہ غیر رسول اور خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت پر مہر لگا دی اور نبوت آپ ﷺ کی تشریف آوری سے حد تمام کو پہنچ گئی۔یا یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پیغمبری پر آپ ﷺ کے ذریعہ مہر لگا دی اور خدا تعالیٰ کا مہر کرنا اس بات کا حکم ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبی

نہیں بھیجے گا۔﴾

(فتاویٰ عالمگیری ج۲ص۲۶۳) میں صراحت سے مذکور ہے کہ:

’’اذا لم یعرف الرجل ان محمداً ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم او قال انا رسول اللّٰہ اوقال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ‘‘﴿جب کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر کہے کہ میں رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچا تا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔﴾

فقہ شفعی کی مستند کتاب (مغنی المحتاج شرح منہاج ج۴ص۱۳۵) میں صراحت سے مذکور ہے کہ:

’’(او) نفی (الرسل) بان قال لم یرسلھم اللّٰہ او نفی النبوۃ نبی او ادعی نبوۃ بعد بینا ﷺ صدق مدعیھا او قال للنبی ﷺ اسود او امرد او غیر قریشی او قال النبوۃ مکتسبۃ او تنال رتبتھا بصفاء القلوب او اوحی الی ولم یدع نبوۃ (او کذب رسولا) او نبیا اوسبہ او استخف بہ او باسمہ او باسم اللّٰہ (کفر) ‘‘﴿یا کوئی شخص رسولوں کی نفی کرے اور یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں بھیجا یا کسی خاص نبی کی نبوت کا انکار کرے یا ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے یا یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ (نعوذ باللہ) کالے تھے یا بے ریش تھے۔ یا قریشی نہیں تھے۔ یا یہ کہے کہ نبوت حاصل ہو سکتی ہے یا قلب کی صفائی کے ذریعہ نبوت کے رتبے کو پہنچ سکتے ہیں۔ یا نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے۔ مگر یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یا کسی رسول و نبی کو جھوٹا کہے یا نبی کو برا بھلا کہے یا کسی نبی کی تحقیر کرے۔ یا اللہ تعالیٰ کے نام کی تحقیر کرے تو ان سب صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔﴾

حنبلی مسلک کے مشہور و مستند مجموعہ (فتاویٰ مغنی ابن قدامہ ج۱۰ص۱۲۲) میں اس سلسلہ میں یہ حکم تحریر ہے کہ:

’’ومن ادعی النبوۃ او صدق من ادعاھا فقد ارتد لان مسیلمۃ لما

ادعی النبوة فصدقه قومه صاروا بذلك مرتدين وكذلك طليحة الاسدی ومصدقوه...... وقال النبی ﷺ لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه رسول الله ’’ ﴿جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے وہ مرتد ہے۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ بھی اس کی وجہ سے مرتد قرار پائی۔ اس طرح طلیحہ اسدی اور اس کے تصدیق کنندگان بھی............ اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ تیس جھوٹے نکلیں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ رسول اللہ ہے۔﴾

قاضی عیاضؒ (الشفاء ج۲ ص۲۴۶) میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’وكذلك من ادعى نبوة احد مع نبينا ﷺ او بعده ...... او من ادعى النبوة لنفسه او جوز اكتسابها...... وكذلك من ادعى منهم انه يوحى اليه وان لم يدع النبوة...... وفهؤ لاء كلهم كفار مكذبون للنبى ﷺ لانه اخبر ﷺ انه خاتم النبيين لا نبى بعده واخبر عن الله تعالىٰ انه خاتم النبيين وانه ارسل كافة للناس واجمعت الامة على حمل هذا الكلام على ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلاشك فى كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعاً اجماعاً وسمعاً ’’ ﴿اسی طرح جو شخص ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ یا آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کے نبی ہونے کا مدعی ہو...... یا خود اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کے حصول کو اور صفائے قلب کے ذریعہ مرتبہ نبوت تک پہنچنے کو جائز رکھے...... اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ خواہ صراحتاً نبوت کا دعویٰ نہ کرے...... تو یہ سب لوگ کافر ہیں۔ کیونکہ یہ آنحضرت ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ تمام انسانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام ظاہر پر محمول

ہے اور یہ کہ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے اس سے ظاہری مفہوم ہی مراد ہے۔ اس لئے ان تمام لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں اور ان کا کفر کتاب وسنت اور اجماع کی رو سے قطعی ہے۔

ان تمام شواہد و براہین کی بناء پر ہمارے مرشد شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالے ''عقیدۂ ختم نبوت'' (مشمولہ تحفہ قادیانیت جلد اوّل) میں قرآنی آیات، احادیث نبویہؐ اور اجماع امت کے تمام اقوال اور فقہائے کرام کی تصریحات تحریر فرمانے کے بعد خصوصی کلام کے طور پر تحریر فرمایا ہے کہ:

''قرآن کریم، احادیث متواترہ، فقہائے امت کے فتاویٰ اور اجماع امت کی رو سے آنحضرت ﷺ بلا استثناء تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے علی الاطلاق خاتم ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی معنی و مفہوم میں بھی نبی نہیں کہلاسکتا۔ نہ منصب نبوت پر فائز ہوسکتا ہے اور جو شخص اس کا مدعی ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اور یہ خاتمیت آنحضرت ﷺ کے لئے اعلیٰ ترین شرف و منزلت اور عظیم الشان اعزاز واکرام ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص کا نبی بن کر آنا آنحضرت ﷺ کی سخت توہین ہے۔ کیونکہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو سوال ہوگا کہ اس نئے نبی کو کچھ نئے علوم بھی دیئے گئے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ اس نئے نبی کو نئے علوم نہیں دیئے گئے بلکہ وہی علوم اس پر دوبارہ نازل کئے گئے تھے تو قرآن مجید اور علوم نبوی ﷺ کے موجود ہوتے ہوئے دوبارہ انہی علوم کو نازل کرنا کارِ عبث ہوگا اور حق تعالیٰ شانہ عبث سے منزہ ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ بعد کے نبی کو ایسے علوم دیئے گئے جو آنحضرت ﷺ کو نہیں دیئے گئے تو اس سے (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کے علوم کا ناقص ہونا، قرآن کریم کا تمام دینی امور کے لئے واضح بیان (تبیاناً لکل شیٔ) نہ ہونا اور دین اسلام کا کامل نہ ہونا لازم آئے گا اور یہ آنحضرت ﷺ کی قرآن کریم کی اور دین اسلام کی سخت توہین ہے۔

علاوہ ازیں اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو ظاہر ہے کہ اس پر ایمان لانا لازم ہوگا اور اس کا انکار کفر ہوگا۔ ورنہ نبوت کے کیا معنی؟ اور یہ آنحضرت ﷺ کی ایک دوسرے انداز میں توہین وتنقیص ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے پورے دین

پر ایمان رکھنے کے باوجود کافر ہے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ کا مستحق ہو۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا بھی (نعوذ باللہ) کفر سے بچانے اور دوزخ سے نجات دلانے کے لئے کافی نہیں۔

جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنہ کا آغاز اس وقت ہی ہو گیا تھا جب مسیلمہ کذاب نے اپنے قبیلہ بنو حنیفہ کے ساتھ آستانہ نبوی ﷺ پر حاضر ہو کر بیعت اسلام کی مگر ساتھ یہ درخواست بھی کر دی کہ مجھے اپنا جانشین یا خلیفہ مقرر کر دیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے دست مبارک میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم امر خلافت میں اگر مجھ سے یہ شاخ بھی طلب کرو تو میں دینے کو تیار نہیں۔ یہاں پر بھی مؤرخین کے مطابق اصل صورتحال یہ تھی کہ مسیلمہ کذاب نے بیعت کے لئے خلافت یا نبوت میں شراکت کی شرط رکھی تھی۔ جب آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمائی تو اس نے بیعت اسلام ہی نہیں کی۔ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد اس نے نبوت میں شراکت کا اعلان کر دیا۔ اس فتنہ کو خلیفہ اوّل سیدنا صدیق اکبرؓ نے جہاد کے ذریعہ ختم کیا اور مسیلمہ کذاب اپنے لشکر سمیت جہنم رسید ہوا۔

آنحضرت ﷺ کی اس دنیا سے تشریف بری سے چند دن قبل اسود عنسی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور اہل نجران کو شعبدہ بازی اور کہانت کے چکروں میں ڈال کر اپنا پیروکار بنالیا۔ بعد ازاں اس نے یمن پر چڑھائی کر کے پورے یمن پر قبضہ کر لیا۔ حضرت عمرو بن حزمؓ اور حضرت خالد بن سعیدؓ نے مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچائی۔ جس پر آپ ﷺ نے اہل یمن کے بعض سرداروں کو اہل نجران و یمن کے خلاف جہاد کے لئے خطوط تحریر فرمائے اور اسود عنسی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اسود عنسی نے یمن کے شہر صنعاء پر فتح پانے کے بعد اس کے مسلمان حاکم، شہر بن بازان کو شہید کر کے ان کی اہلیہ آزاد کو جبری طور پر اپنا محکوم بنالیا تھا۔ اس مسلمان عورت کے عم زاد حضرت فیروز دیلمیؓ کو جو شاہ حبشہ کے بھانجے تھے۔ ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ اپنی بہن کی مدد کو پہنچے اور ابھی بہن کی نجات کے لئے فکر مند تھے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے جہاد اور اسود عنسی کے قتل کا حکم ملا۔ اس پر انہوں نے اپنی بہن سے مل کر اسود عنسی کو اس کے محل کے اندر ہی قتل کرنے کی مہم تیار کی اور ایک رات موقع پا کر حضرت فیروز دیلمیؓ محل کے عقب سے نقب لگا کر اسود عنسی کے کمرے میں پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے اسود عنسی جاگ گیا۔ حضرت فیروز دیلمیؓ نے فوری طور پر جست لگا کر اسود عنسی کو پکڑ لیا اور اس کی گردن مروڑ

دی۔شورسن کر پہرہ دار آئے تو آزاد نے کہا کہ خاموش رہو۔تمہارے نبی پر وحی نازل ہورہی ہے۔اسود کے مرتے ہی حضرت فیروز دیلمیؓ نے اس کے قتل کا اعلان کیا اور مؤذن نے فجر کی اذان میں ’’اشهد ان محمد رسول الله ‘‘بعد’’اشهد ان علیهلة کذاب ‘‘کے الفاظ کے ساتھ اہل یمن کو اس سے نجات حاصل کرنے کی خوشخبری سنائی۔آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آکر خبر دی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان الفاظ کے ساتھ خوشخبری سنائی۔

’’فاز فیروز‘‘فیروز کامیاب ہوگیا۔

آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کے پاس پہلے جھوٹے مدعی نبوت کے جہنم رسید ہونے کی اطلاع تفصیل کے ساتھ آئی۔اس طرح آپ ﷺ کی یہ سنت جاری ہوئی کہ جھوٹا مدعی نبوت واجب القتل ہے۔آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق قیامت تک تیس کذاب دجال پیدا ہوں گے۔ہم چودہ سوسالہ تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ابھی تک ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی ہے۔جنہوں نے کسی نہ کسی انداز میں دعویٰ نبوت کیا۔مگر بڑے جھوٹے مدعیان نبوت جن کی جھوٹی نبوت کو کسی نہ کسی حد تک کوئی حیثیت حاصل ہوئی یا جن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ کسی شمار میں ہوئے ان کی تعداد ابھی تک تیس کو نہیں پہنچی۔اس بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ ابھی قیامت تک ایسے کچھ اور فتنے بھی رونما ہوں گے جو ملت اسلامیہ کے لئے ناسور بنیں گے اور ان میں سب سے آخری دجال اعظم یعنی کانا دجال ہوگا۔جس کے قتل کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف لائیں گے۔چودہ سوسالہ تاریخ میں جتنے بھی جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنوں کا ظہور ہوا۔امت مسلمہ نے ان کا قلع قمع کرنے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔اس لئے ان فتنوں میں سے کوئی فتنہ باقی نہیں رہا۔البتہ انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے شروع میں انگریزی استبداد وغلامی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں جھوٹے مدعی نبوت کے برپا کردہ جس فتنہ قادیانیت نے سر اٹھایا۔باوجود ایک صدی گزر جانے کے وہ اب تک ملت اسلامیہ کو ناسور کی شکل میں نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔فتنہ قادیانیت محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے قول کے مطابق اتنا بڑا فتنہ تھا۔جس کے آغاز کے وقت ایسا اندازہ ہوتا تھا کہ یہ ملت اسلامیہ کو اپنے بہاؤ میں بہا کر لے جائے گا۔لیکن علماء نے اس کے آگے بند باندھ کر اس فتنہ کی شرانگیزیوں اور گمراہیوں سے امت کو محفوظ کردیا۔

فتنہ قادیانیت کی سب سے بڑی خرابی اور اس برائی کی جڑ یہ ہے کہ اس فتنہ کو ہمیشہ عیسائیوں اور یہودیوں کی سرپرستی حاصل رہی اور اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ زن، زر اور زمین اور مال و دولت اس کے سب سے بڑے ہتھیار رہے ہیں اور متفقہ مسائل وعقائد میں شکوک وشبہات اور بحث ومباحثہ کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنا اس کا طریقہ کار رہا ہے۔ اس لئے جب بھی ہم ان کے کسی مناظرہ یا مباحثہ کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام، ختم نبوت کا مفہوم، اجرائے نبوت، امام مہدیؑ کی تشریف آوری جیسے علمی اور دقیق مسائل کے بارے میں گفتگو کرتے نظر آتے ہیں۔ جن کے بارے میں مسلمان عقیدہ کی مضبوطی کی حد تک تو واقفیت رکھتے ہیں۔ مگر ان امور پر علمی بحث عوام الناس تو کیا اکثر علمائے کرام کے دائرہ علم سے بھی باہر ہوتی ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے منتہی طلباء کے لئے ایک ایسا نصاب تیار کیا جائے جس میں ان مباحث کا احاطہ کیا جائے اور اس کا باقاعدہ امتحان ہو۔ اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے درخواست کی۔ جس کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے اپنی مجلس عاملہ سے منظور کرا کر نصاب کی تیاری کی ذمہ داری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سپرد کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کی منظوری سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کے ذمہ یہ خدمت سپرد کی۔ انہوں نے بہت محنت اور دقت نظر سے یہ نصاب تیار کیا۔ جس کو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مدظلہ کہروڑپکا، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور راقم الحروف کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے نظر ثانی کے بعد مستند اور مفید قرار دیا۔ امید ہے کہ یہ نصاب نہ صرف اس ضرورت کو پورا کرے گا بلکہ اس کے پڑھنے والے ایک عظیم مبلغ اور مناظر ختم نبوت کے طور پر تیار ہو کر امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کے ناسور سے بچانے کے لئے اہم کردار ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کے علمائے کرام اور اہل علم کے لئے نافع بنائے۔ وما توفیقی الا باللّٰہ!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی

استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

ختم نبوت

سوال ا...... ختم نبوت کا معنی اور مطلب اور اس کی اہمیت، اور آپ ﷺ کی ذات اطہر کے ساتھ اس منصب کی خصوصیات کو واضح طور پر بیان کریں؟۔

جواب......

ختم نبوت کا معنی اور مطلب

اللہ رب العزت نے سلسلۂ نبوت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ ﷺ آخرالانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے۔ جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں۔ اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔

الف...... قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ

ب...... رحمت عالم ﷺ کی احادیث متواترہ (دو سو دس احادیث مبارکہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

ج...... آنحضرت ﷺ کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا۔ چنانچہ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنی آخری کتاب ''خاتم النبیین'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''واوّل اجماعے کہ دریں امت منعقد شدہ اجماع بر قتل مسیلمہ کذاب بودہ کہ بسبب دعوئ نبوت بود، شنائع دگر وے صحابہؓ را بعد قتل وے معلوم شدہ، چنانکہ ابن خلدون آوردہ سپس اجماع بلا فصل قرناً بعد قرنٍ بر کفر وارتداد و قتل مدعی نبوت ماندہ و ہیچ تفصیلے از بحث نبوت تشریعیہ و غیر تشریعیہ نبودہ۔''

ترجمہ: ’’اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا۔ وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا۔ جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا۔ اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرامؓ کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا۔ جیسا کہ ابن خلدونؒ نے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد قرناً بعد قرنٍ مدعی نبوت کے کفر وارتداد اور قتل پر ہمیشہ اجماع بلا فصل رہا ہے، اور نبوت تشریعیہ یا غیر تشریعیہ کی کوئی تفصیل کبھی زیر بحث نہیں آئی۔‘‘ (خاتم النبیین ص ۶۷، ترجمہ ص ۱۹۷)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنی تصنیف ’’مسك الختام فی ختم نبوة سيد الانام ﷺ‘‘ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

’’امت محمدیہ ﷺ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا۔ وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔‘‘ (احتساب قادیانیت ج۲ ص۱۰)

آنحضرت ﷺ کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں۔ ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ (رحمتہ للعالمین ج ۲ ص ۲۱۳ قاضی سلمان منصور پوریؒ) اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی۔ اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہؓ اور تابعینؒ کی تعداد بارہ سو ہے (جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے)

(ختم نبوت کامل ص ۳۰۴ حصہ سوم از مفتی محمد شفیعؒ و مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴)

رحمت عالم ﷺ کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں۔ جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کر گئی۔ اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ انہی حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی حضرت حبیب بن زید انصاری خزرجیؓ کی شہادت کا واقعہ ملاحظہ ہو:

’’حبيب بن زيد ...... الانصارى الخزرجى ...... هوالذى ارسله رسول الله ﷺ الى مسيلمة الكذاب الحنفى صاحب اليمامه فكان مسيلمة اذا قال له اتشهد ان محمدا رسول الله قال نعم واذا قال اتشهد انى رسول الله قال انا اصم لا اسمع ففعل ذلك مرارا فقطعه مسيلمة عضوا عضوا فمات شهيدا‘‘ (اسدالغابه فى معرفة الصحابه ج۱ ص ٤٢١ طبع بيروت)

ترجمہ:''حضرت حبیب بن زید انصاریؓ کو آنحضرت ﷺ نے یمامہ کے قبیلہ بنوحنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیبؓ نے فرمایا ہاں۔ مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیبؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں۔ تیری یہ بات نہیں سن سکتا۔ مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا۔ وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا۔ حتیٰ کہ حبیبؓ بن زید کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔''

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ مسئلہ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت سے کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے۔ اب حضرات تابعینؒ میں سے ایک تابعیؒ کا واقعہ بھی ملاحظہ ہو:

''حضرت ابومسلم خولانیؒ جن کا نام عبداللہ بن ثوبؒ ہے اور یہ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا السلام) کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں۔ جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرما دیا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنا دیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکار دوعالم ﷺ کے عہد مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے۔ لیکن سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا۔ جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا کرتا تھا۔ اسی دوران اس نے حضرت ابومسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ حضرت ابومسلمؒ نے انکار کیا۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابومسلمؒ نے فرمایا ہاں۔ اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابومسلمؒ کو اس آگ میں ڈال دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو بے اثر فرما دیا، اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کر دو۔ ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل آ جائے۔ چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کر دیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی۔ یعنی مدینہ منورہ۔ چنانچہ یہ سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے۔ لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت ﷺ روپوش

ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ وصال فرما چکے تھے، اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے۔
انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی ﷺ کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہاں حضرت عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ یمن سے! حضرت ابومسلمؒ نے جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً پوچھا کہ اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا، اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابومسلمؒ نے فرمایا کہ ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی۔ انہوں نے فوراً فرمایا کہ میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟ حضرت ابومسلم خولانیؒ نے جواب دیا کہ ”جی ہاں!“ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرطِ مسرت و محبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے۔ انہیں صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ ﷺ کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔“ (حلیۃ الاولیاء ص۱۲۹، ج۲، تہذیب ج۶ ص۴۵۸، تاریخ ابن عساکر ص۳۱۵، ج۷، جہاں دیدہ ص۲۹۳ و ترجمان السنۃ ص۳۴۱ ج۴)

منصب ختم نبوت کا اعزاز

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق ”رب العالمین“ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے لئے ”رحمۃ للعالمین“ قرآن مجید کے لئے ”ذکر للعالمین“ اور بیت اللہ شریف کے لئے ”ھدی للعالمین“ فرمایا گیا ہے۔ اس سے جہاں آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت کی آفاقیت و عالمگیریت ثابت ہوتی ہے۔ وہاں آپ ﷺ کے وصف ختم نبوت کا اختصاص بھی آپ ﷺ کی ذات اقدس کے لئے ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے علاقہ، مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لئے تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حق تعالیٰ نے کل کائنات کو آپ کی نبوت و رسالت کے لئے ایک اکائی (ون یونٹ) بنادیا۔
جس طرح کل کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ ”رب“ ہیں۔ اسی طرح کل کائنات کے

لئے آنخضرت ﷺ ''نبی'' ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپ ﷺ کا اعزاز و اختصاص ہے۔ آنخضرت ﷺ نے اپنے لئے جن چھ خصوصیات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

''ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون''

ترجمہ: ''میں تمام مخلوق کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔'' (مشکوٰۃ ص ۵۱۲ باب فضائل سید المرسلین' مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد)

آنخضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کی امت آخری امت ہے۔ آپ ﷺ کا قبلہ آخری قبلہ (بیت اللہ شریف) ہے۔ آپ ﷺ پر نازل شدہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ منصب ختم نبوت کے اختصاص کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کردیئے۔ چنانچہ قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ شریف کو ھدی للعالمین کا اعزاز بھی آپ ﷺ کی ختم نبوت کے صدقے میں ملا۔ آپ ﷺ کی امت آخری امت قرار پائی۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ''انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم''

(ابن ماجہ ص ۲۹۷)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''خصائص الکبریٰ'' میں آنخضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا۔ آپ ﷺ ہی کی خصوصیت قرار دیا ہے۔

(دیکھئے ج ۲ ص ۱۹۳، ۱۹۷، ۲۸۴)

اسی طرح امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

''وخاتم بودن آنحضرت (ﷺ) از میان انبیاء از بعض خصائص و کمالات مخصوصہ کمال ذاتی خود است'' (خاتم النبیین فارسی ص ۶۰)

ترجمہ: ''اور انبیاء میں آنخضرت ﷺ کا خاتم ہونا۔ آپ ﷺ کے مخصوص فضائل وکمالات میں سے خود آپ ﷺ کا اپنا ذاتی کمال ہے۔'' (خاتم النبیین اردو ص ۱۸۷)

سوال ۲...... قال اللہ تعالیٰ: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' اس آیت کی توضیح وتشریح ایسے طور سے کریں کہ مسئلہ ختم نبوت نکھر کر سامنے آجائے اور اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے پانچ کتابوں کے نام تحریر کریں؟۔

جواب......
آیت خاتم النبیین کی تفسیر

”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شئی علیما (احزاب:۴۰)“

ترجمہ: ”محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے۔ لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا۔“

شان نزول

اس آیت شریفہ کا شان نزول یہ ہے کہ آفتاب نبوت ﷺ کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن رسومات میں مبتلا تھے۔ ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنیٰ یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام واحوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے تھے۔ اس کو بیٹا کہہ کر پکارتے تھے اور مرنے کے بعد شریک وراثت ہونے میں اور رشتے ناتے اور حلت وحرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے۔ اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی اس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی۔ اختلاط نسب، غیر وارث شرعی کو اپنی طرف سے وارث بنانا۔ ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔

اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر وضلالت کی بے ہودہ رسوم سے عالم کو پاک کردے۔ اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استیصال (جڑ سے اکھاڑنے) کی فکر کرتا۔ چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ ایک قولی اور دوسرا عملی۔ ایک طرف تو یہ اعلان فرمادیا:

”و ما جعل ادعیاء کم ابناء کم ذلکم قولکم بافواھکم و اللّٰہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل ادعوھم لاباء ھم ھو اقسط عند اللّٰہ(احزاب:۴،۵)“

ترجمہ: ”اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے۔ یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ۔ پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے۔ یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔“

اصل مدعا تو یہ تھا کہ شرکت نسب اور شرکت وراثت اور احکام حلت وحرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے۔ لیکن اس خیال کو بالکل باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ متبنیٰ یعنی لے پالک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہوگیا کہ لے پالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔ نزول وحی سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو (جو کہ آپ ﷺ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبنیٰ (لے پالک بیٹا) بنالیا تھا اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو ''زید بن محمدؐ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو ''زید بن حارثہؓ'' کہنا شروع کیا۔ صحابہ کرامؓ اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قدیم کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ لیکن چونکہ کسی رائج شدہ رسم کے خلاف کرنے میں اعزہ واقارب اور اپنی قوم وقبیلہ کے ہزاروں طعن وتشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے۔ چنانچہ جب حضرت زیدؓ نے اپنی بی بی زینبؓ کو باہمی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دے دی تو خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کا نکاح ان سے کردیا۔ زوجنکھا۔ تاکہ اس رسم وعقیدہ کا کلیتاً استیصال ہوجائے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

''فلما قضیٰ زید منها وطراً زوجنکها لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاء هم ...... (احزاب:۳۷)''

ترجمہ: ''پس جبکہ زیدؓ زینبؓ سے طلاق دے کر فارغ ہوگئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کردیا۔ تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک کی بیبیوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔''

ادھر آپ ﷺ کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا۔ ادھر جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا۔ تمام کفار عرب میں شور مچا کہ لو۔ اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی:

''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین (احزاب:۴۰)''

ترجمہ:’’محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔‘‘

اس آیت میں یہ بتلادیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت زیدؓ کے نسبی باپ بھی نہ ہوئے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا ان کی سابقہ بی بی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے، اور اس بارے میں آپ ﷺ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔ ان کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ ﷺ حضرت زیدؓ کے باپ نہیں۔ لیکن خداوند عالم نے ان کے مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا۔ یہی نہیں کہ آپ ﷺ زیدؓ کے باپ نہیں بلکہ آپ ﷺ تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں۔ پس ایک ایسی ذات پر جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں۔ یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کجروی ہے۔ آپ ﷺ کے تمام فرزند بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔ ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ آیت میں ’’رجالکم‘‘ کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔ بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت ﷺ سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا جواب دینا اور آپ ﷺ کی برأت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:’’ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین‘‘ (لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر)

خاتم النبیین کی قرآنی تفسیر

اب سب سے پہلے قرآن مجید کی رو سے اس کا ترجمہ و تفسیر کیا جانا چاہئے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ’’ختم‘‘ کے مادہ کا قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے:

۱...... ’’ختم اللہ علی قلوبھم‘‘ (بقرہ:۷) (مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر)

۲...... ’’ختم علی قلوبکم‘‘ (انعام:۴۶) (مہر کردی تمہارے دلوں پر)

۳...... ’’ختم علی سمعه وقلبه‘‘ (جاثیہ:۲۳) (مہر کردی ان کے کان پر اور دل پر)

۴...... ’’الیوم نختم علی افواھھم‘‘ (یٰسین:۶۵) (آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر)

۵...... ’’فان یشاء اللّٰہ یختم علی قلبك ‘‘(شوریٰ:۲۴)(سو اگر اللہ چاہے مہر کردے تیرے دل پر)

٦...... ’’رحیق مختوم ‘‘(مطففین:۲۵)(مہر لگی ہوئی خالص شراب)

۷...... ’’ختامه مسك ‘‘(مطففین:۲٦)(جس کی مہر جمتی ہے مشک پر)

ان ساتوں مقامات کے اول و آخر، سیاق وسباق کو دیکھ لیں ’’ختم‘‘ کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے۔ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ اس کی ایسی بندش کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے، اور اندر سے کوئی چیز اس سے باہر نہ نکالی جاسکے۔ وہاں پر ’’ختم‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کردی۔ کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں کے اندر داخل نہیں ہوسکتا۔فرمایا: ’’ختم اللّٰہ علی قلوبھم ‘‘اب زیر بحث آیت خاتم النبیین کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں۔ تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دوعالم ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسے طور پر بندش کردی۔ بند کردیا۔ مہر لگادی۔ اب کسی نبی کو نہ اس سلسلہ سے نکالا جاسکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ فھو المقصود۔ لیکن قادیانی اس ترجمہ کو نہیں مانتے۔

خاتم النبیین کی نبوی تفسیر

’’عن ثوبانؓ قال : قال رسول اللّٰہ ﷺ انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی‘‘

(ابوداؤد ص۱۲۷ ج۲ کتاب الفتن واللفظ لہ، ترمذی ص۴۵ ج۲)

ترجمہ: ’’حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔‘‘

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے لفظ ’’خاتم النبیین‘‘ کی تفسیر ’’لا نبی بعدی‘‘ کے ساتھ خود فرمادی ہے۔

اسی لئے حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت چند احادیث نقل کرنے کے

بعد آٹھ سطر پر مشتمل ایک نہایت ایمان افروز ارشاد فرماتے ہیں۔ چند جملے آپ بھی پڑھ لیجئے:

’’و قد اخبر اللّٰہ تبارك و تعالیٰ فی کتابه و رسوله ﷺ فی السنة المتواترة عنه انه لا نبی بعده' لیعلموا ان کل من ادعیٰ ھذا المقام بعده فھو کذاب افاك دجال ضال مضل' و لو تخرق و شعبذ واتی بانواع السحر و الطلا سم‘‘ (تفسیر ابن کثیرؒ ج۳ ص۴۹۴)

ترجمہ: ’’اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اکرم ﷺ نے حدیث متواتر کے ذریعہ خبر دی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ آپ ﷺ کے بعد جس نے بھی اس مقام (یعنی نبوت) کا دعویٰ کیا۔ وہ بہت جھوٹا۔ بہت بڑا افترا پرداز۔ بڑا ہی مکار اور فریبی۔ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہوگا۔ اگرچہ وہ خوارق عادات اور شعبدہ بازی دکھائے اور مختلف قسم کے جادو اور طلسماتی کرشموں کا مظاہرہ کرے۔‘‘

خاتم النبیین کی تفسیر صحابہ کرامؓ سے

حضرات صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کا مسئلہ ختم نبوت سے متعلق کیا مؤقف تھا۔ خاتم النبیین کا ان کے نزدیک کیا ترجمہ تھا؟۔ اس کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کتاب ’’ختم نبوت کامل‘‘ کے تیسرے حصہ کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں پر صرف دو تابعین کرامؒ کی آرأ مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہؒ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

’’عن قتادة ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ای آخرھم‘‘

(ابن جریر ص۱۶ ج۲۲)

ترجمہ: ’’حضرت قتادہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ اور لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔‘‘

حضرت قتادہؒ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے۔ (درمنثور ص۲۰۴ ج۵)

اس قول نے بھی صاف وہی بتلا دیا جو ہم اوپر قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کرچکے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں۔ کیا اس میں کہیں تشریعی غیر تشریعی اور بروزی وظلی

وغیرہ کی کوئی تفصیل ہے؟ نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت ہی آیت مذکور میں: ’’ولکن نبینا خاتم النبیین ‘‘ ہے۔ جو خود اسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے، اور سیوطیؒ نے در منثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسنؒ سے نقل کیا ہے:

’’عن الحسن فی قولہ و خاتم النبیین قال ختم اللّٰہ النبیین بمحمد ﷺ و کان آخر من بعث‘‘ (در منثور ص۲۰۴ ج۵)

ترجمہ: ’’حضرت حسنؒ سے آیت خاتم النبیین کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمد ﷺ پر ختم کر دیا اور آپ ﷺ ان رسولوں میں سے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے آخری ٹھہرے۔‘‘

کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے؟۔

خاتم النبیین اور اصحاب لغت

خاتم النبیین ’’ت‘‘ کی زبر یا زیر سے ہو۔ قرآن و حدیث کی تصریحات اور صحابہؓ و تابعینؒ کی تفاسیر اور ائمہ سلفؒ کی شہادتوں سے بھی قطع نظر کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے۔ تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتی ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی قرأت پر دو معنی ہو سکتے ہیں۔ آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے۔ اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی آخر النبیین۔ لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے اور بہ لحاظ مراد کہا جا سکتا ہے کہ دونوں قرأتوں پر آیت کے معنی لغتاً یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء علیہم السلام کے آخر ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ تفسیر ’’روح المعانی‘‘ میں تصریح موجود ہے:

’’و الخاتم اسم آلۃ لما یختم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیّون بہ و مآلہ آخرالنبیین‘‘ (روح المعانی ص۳۲ ج۲۲)

ترجمہ: ’’اور خاتم بالفتح اس آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے: ’’وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے‘‘ اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النبیین ہے۔‘‘

اور علامہ احمد معروف بہ ملا جیون صاحبؒ نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

’’و المآل علیٰ کل توجیه هو المعنی الآخر و لذلك فسر صاحب المدارك قرأة عاصم بالآخر و صاحب البیضاوی کل القرأتین بالآخر‘‘

ترجمہ: ’’اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح وبالکسر) میں وہ صرف معنی آخر ہی ہیں اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاویؒ نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔‘‘

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہوگئی کہ لفظ خاتم کے دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں۔ اور ان دونوں کا خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے۔ یعنی آخر النبیین اور اسی بناء پر بیضاویؒ نے دونوں قرأتوں کے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا۔ بلکہ دونوں صورتوں میں آخر النبیین تفسیر کی ہے۔ خداوند عالم ائمہ لغت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا۔ بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس سے اس وقت ہماری بحث ہے۔ صاف طور پر بتلا دیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لغتاً محتمل ہیں۔ اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدائے علیم وخبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور معتبر وغیر معتبر لکھی گئیں۔ اور کہاں کہاں اور کس کس صورت میں موجود ہیں۔ ہمیں نہ ان سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے۔ بلکہ صرف ان چند کتابوں سے جو عرب وعجم میں مسلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں ’’مشتے نمونہ از خروارے‘‘ ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر کے معنی ائمہ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تحریر کئے ہیں۔

۱...... مفردات القرآن

یہ کتاب امام راغب اصفہانیؒ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں

فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔ آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں:

’’وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہ‘‘

(مفردات راغب ص۱۴۲)

ترجمہ: ’’آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کو ختم کردیا۔ یعنی آپ ﷺ نے تشریف لاکر نبوت کو تمام فرمادیا۔‘‘

۲......المحکم لابن السیدہ

لغت عرب کی وہ معتمد علیہ کتاب ہے۔ جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معتبرات میں سے شمار کیا ہے کہ جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جاسکے۔ اس میں لکھا ہے:

’’وخاتم کل شئی وخاتمتہ عاقبتہ وآخرہ از لسان العرب‘‘

ترجمہ: ’’اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔‘‘

۳......لسان العرب

لغت کی مقبول کتاب ہے۔ عرب وعجم میں مستند مانی جاتی ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے:

’’خاتمھم و خاتمھم : آخرھم عن اللحیانی و محمد ﷺ خاتم الانبیاء علیہ و علیھم الصلوٰۃ و السلام‘‘ (لسان العرب ص۲۵ ج۴ طبع بیروت)

ترجمہ: ’’خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انہی معانی پر لحیانی سے نقل کیا جاتا ہے۔ محمد ﷺ خاتم الانبیاء (یعنی آخر الانبیاء) ہیں۔‘‘

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے۔ لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد (دال) ہوتا ہے کہ اگرچہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہوسکتے ہیں۔ لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف سے اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم تنہا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش کرنے) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں۔ آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت ''نبیین'' کی طرف ہے۔ اس لئے اس کے معنی آخرالنبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے۔ وہو ہذا:

۴......تاج العروس

شرح قاموس للعلامۃ الزبیدی میں لحیانی سے نقل کیا ہے:

''ومن اسمائه عليه السلام الخاتم والخاتم وهوالذى ختم النبوة بمجيئه''

ترجمہ: ''اور آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کر دیا۔''

۵......قاموس

''والخاتم آخر القوم كالخاتم ومنه قوله تعالىٰ وخاتم النبيين اى آخرهم''

ترجمہ: ''اور خاتم بالکسر اور بالفتح، قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین۔ یعنی آخرالنبیین۔''

اس میں بھی لفظ ''قوم'' بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ چند اقوال ائمہ لغت بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' پیش کئے گئے ہیں۔ جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب۔ آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخرالنبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔

خلاصہ

اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کے لئے خاتم النبیین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

قرآن وسنت، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ کی تفسیرات کی رو سے اس کا معنی آخری نبی کا ہے۔ اور اصحاب لغت کی تصنیفات نے ثابت کر دیا ہے کہ خاتم کا لفظ جب جمع کی طرف مضاف ہے تو اس کا معنی سوائے آخری کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی خاتم کو جمع کی طرف مضاف کیا ہے۔ وہاں بھی اس کے معنی آخری کے ہی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

''میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا، اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔'' (تریاق القلوب ص۱۵۷ خزائن ص۴۷۹ ج۱۵)

ختم نبوت کے موضوع پر کتابوں کے نام

اس مقدس موضوع پر اکابرین امت نے بیسیوں کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے دس کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱...... ''ختم نبوت کامل'' ......(مؤلفہ: مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

۲...... ''مسک الختام فی ختم نبوت سید الانام ﷺ مشمولہ احتساب قادیانیت جلد دوم......(مؤلفہ: مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

۳...... ''عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم نبوۃ'' ......(مؤلفہ: علامہ خالد محمود)

۴...... ''ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں'' ......(مؤلفہ: مولانا سرفراز خان صفدر)

۵...... ''فلسفہ ختم نبوت'' ......(مؤلفہ: مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ)

۶...... ''مسئلہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں'' ......(مؤلفہ: مولانا محمد اسحٰق سندیلوی)

۷...... ''ختم نبوت'' ......(مؤلفہ: پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ)

۸...... ''خاتم النبیین'' ......(مؤلفہ: مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

۹...... ''عالمگیر نبوت'' ......(مؤلفہ: مولانا شمس الحق افغانیؒ)

۱۰...... ''عقیدۂ ختم نبوت'' ......(مؤلفہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول)

سوال۳...... مسئلہ ختم نبوت جن آیات مبارکہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے۔ ان میں سے تین تین آیات مبارکہ اور احادیث نقل کر کے ان کی تشریح قلم بند کریں؟

جواب......
ختم نبوت سے متعلق آیات

سورۂ احزاب کی آیت ۴۰ آیت خاتم النبیین کی تشریح وتوضیح پہلے گزر چکی ہے۔اب دوسری آیات ملاحظہ ہوں:

۱...... ”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (توبہ: ۳۳، صف: ۹)“

ترجمہ:”اور وہ ذات وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے۔تا کہ تمام ادیان پر بلند اور غالب کرے۔“

نوٹ: غلبہ اور بلند کرنے کی یہ صورت ہے کہ حضور ہی کی نبوت اور وحی پر مستقل طور پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کو فرض کیا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں اور وحیوں پر ایمان لانے کو اس کے تابع کر دیا ہے اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت سب انبیاء کرام علیہم السلام سے آخر ہو اور آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا سب نبیوں پر ایمان لانے کو مشتمل ہو۔ بالفرض اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی باعتبار نبوت مبعوث ہو تو اس کی نبوت پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا فرض ہوگا جو دین کا اعلیٰ رکن ہوگا۔تو اس صورت میں تمام ادیان پر غلبہ مقصود نہیں ہوسکتا۔ بلکہ حضور علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی وحی پر ایمان لانا مغلوب ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ پر اور آپ کی وحی پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اگر اس نبی اور اس کی وحی پر ایمان نہ لایا تو نجات نہ ہوگی۔ کافروں میں شمار ہوگا۔ کیونکہ صاحب الزمان رسول یہی ہوگا۔ حضور علیہ السلام صاحب الزماں رسول نہ رہیں گے۔(معاذ اللہ)

۲...... ”و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ (آل عمران: ۸۱)“

ترجمہ:”جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور نبوت دوں۔ پھر تمہارے پاس ایک ”وہ رسول“ آجائے جو تمہاری کتابوں اور وحیوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا (یعنی اگر تم اس کا زمانہ پاؤ) تو تم سب ضرور ضرور اس رسول ﷺ پر ایمان لانا اور ان کی مدد فرض سمجھنا۔“

اس سے بکمال وضاحت ظاہر ہے کہ اس رسول ﷺ مصدق کی بعثت سب نبیوں کے آخر میں ہوگی۔ وہ آنخضرت ﷺ ہیں۔ اس آیت کریمہ میں دو لفظ غور طلب ہیں۔ ایک تو ''میثاق النبیین'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنخضرت ﷺ کے بارے میں یہ عہد تمام دیگر انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا تھا۔ دوسرا ''ثم جاء کم ''۔ لفظ ''ثم'' تراخی کے لئے آتا ہے۔ یعنی اس کے بعد جو بات مذکور ہے۔ وہ بعد میں ہوگی اور درمیان میں زمانی فاصلہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنخضرت ﷺ کی بعثت سب سے آخر میں اور کچھ عرصہ کے وقفہ سے ہوگی۔ اس لئے آپ ﷺ کی آمد سے پہلے کا زمانہ۔ زمانۂ فترت کہلاتا ہے: ''قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل (مائدہ: ۱۹)''

۳...... ''و ما ارسلنك الا کافة للناس بشیراً و نذیراً (سبا: ۲۸)''

ترجمہ: ''ہم نے تم کو تمام دنیا کے انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔''

۴...... ''قل یٰایها الناس انی رسول اللّٰه الیکم جمیعا (اعراف: ۱۵۸)''

ترجمہ: ''فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

نوٹ: یہ دونوں آیتیں صاف اعلان کر رہی ہیں کہ حضور علیہ السلام بغیر استثناء تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جیسا کہ خود آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

''انا رسول من ادرکت حیا و من یولد بعدی''

ترجمہ: ''میں اس کے لئے بھی اللہ کا رسول ہوں جس کو اس کی زندگی میں پالوں اور اس کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہو۔''

(کنز العمال ج۱۱ ص۴۰۴ حدیث ۳۱۸۸۵، خصائص کبریٰ ص۸۸ ج۲)

پس ان آیتوں سے واضح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ قیامت تک آپ ﷺ ہی صاحب الزماں رسول ہیں۔ بالفرض اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو حضور علیہ السلام کافة الناس کی طرف اللہ تعالیٰ کے صاحب الزماں رسول نہیں ہوسکتے۔ بلکہ براہ راست مستقل طور پر اسی نبی پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا اور اس کو اپنی طرف اللہ کا بھیجا ہوا اعتقاد کرنا فرض ہوگا۔ ورنہ نجات ممکن نہیں اور حضور علیہ السلام کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا اس کے ضمن میں داخل ہوگا۔ (معاذ اللہ)

۵...... ”و ما ارسلنك الا رحمة للعلمين(انبياء: ۱۰۷)“

ترجمہ:”میں نے تم کوتمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

نوٹ: یعنی حضور علیہ السلام پر ایمان لانا تمام جہان والوں کو نجات کے لئے کافی ہے۔ پس اگر بالفرض آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوتو آپ ﷺ کی امت کو اس پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا فرض ہوگا۔ اور اگر آنحضرت ﷺ پر ایمان کامل رکھتے ہوئے بھی اس کی نبوت اور اس کی وحی پر ایمان نہ لاوے تو نجات نہ ہوگی۔ یہ رحمۃ للعالمینی کے منافی ہے کہ اب آپ ﷺ پر مستقلاً ایمان لانا کافی نہیں۔ آپ ﷺ صاحب الزمان رسول نہیں رہے؟ (معاذ اللہ)

۶...... ”اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا (مائده: ۳)“

ترجمہ:”آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا۔ اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا۔ اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔“

نوٹ: یوں تو ہر نبی اپنے اپنے زمانہ کے مطابق دینی احکام لاتے رہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے قبل زمانہ کے حالات اور تقاضے تغیر پذیر تھے۔ اس لئے تمام نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری دیتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ پر نزول وحی کے اختتام سے دین پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ ﷺ کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا تمام نبیوں کی نبوتوں اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے پر مشتمل ہے۔ اسی لئے اس کے بعد”واتممت عليكم نعمتى “فرمایا۔ علیکم۔ یعنی نعمت نبوت کو میں نے تم پر تمام کر دیا۔ لہٰذا دین کے اکمال اور نعمت نبوت کے اتمام کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ سلسلۂ وحی جاری رہ سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ اے امیر المومنین: ”قرآن کی یہ آیت اگر ہم پر نازل ہوتی ہم اس دن کو عید مناتے۔“ (رواہ البخاری) اور حضور علیہ السلام اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی دن زندہ رہے۔ (معارف القرآن ص۱۴۱ ج۳) اور اس کے نزول کے بعد کوئی حکم حلال وحرام نازل نہیں ہوا۔ آپ ﷺ آخری نبی اور آپ ﷺ پر نازل شدہ کتاب کامل و مکمل۔ آخری کتاب ہے۔

۷...... ”يٰايها الذين آمنوا اٰمنوا بالله و رسوله و الكتاب الذى نزل على رسوله و الكتاب الذى انزل من قبل(النساء: ۱۳۶)“

ترجمہ:''اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول محمد ﷺ پر اور اس کتاب پر جس کو اپنے رسول پر نازل کیا ہے اور ان کتابوں پر جو ان سے پہلے نازل کی گئیں۔''

نوٹ: یہ آیت بڑی وضاحت سے ثابت کر رہی ہے کہ ہم کو صرف حضور علیہ السلام کی نبوت اور آپ ﷺ کی وحی اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اگر بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد کوئی بعہدۂ نبوت مشرف کیا جاتا تو ضرور تھا کہ قرآن کریم اس کی نبوت اور وحی پر ایمان لانے کی بھی تاکید فرماتا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

۸...... ''و الذین یؤمنون بما انزل الیك و ما انزل من قبلك و بالآخرۃ ھم یوقنون اولئك علی ھدی من ربھم و اولئك ھم المفلحون (بقرہ: ٤،٥)''

ترجمہ:''جو ایمان لاتے ہیں۔ اس وحی پر جو آپ ﷺ پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو آپ ﷺ سے پہلے نازل کی گئی اور یومِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ خدا کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

۹...... ''لٰکن الراسخون فی العلم منھم والمؤمنون یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك(نساء: ١٦٢)''

ترجمہ:''لیکن ان میں سے راسخ فی العلم اور ایمان لانے والے لوگ ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی اور جو آپ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی۔''

نوٹ: یہ دونوں آیتیں ختم نبوت پر صاف طور سے اعلان کر رہی ہیں۔ بلکہ قرآن شریف میں سینکڑوں جگہ اس قسم کی آیتیں ہیں۔ جن میں آنحضرت ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ پر نازل شدہ وحی کے ساتھ آپ ﷺ سے پہلے کے نبیوں کی نبوت اور ان کی وحی پر ایمان رکھنے کے لئے حکم فرمایا گیا۔ لیکن بعد کے نبیوں کا ذکر کہیں نہیں آتا۔ ان دو آیتوں میں صرف حضور علیہ السلام کی وحی اور حضور علیہ السلام سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی وحی پر ایمان لانے کو کافی اور مدار نجات فرمایا گیا ہے۔

۱۰...... ''انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحٰفظون (حجر: ٩)''

ترجمہ:''تحقیق ہم نے قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔''

نوٹ: خداوند عالم نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ ہم خود قرآن کریم کی حفاظت

فرمائیں گے۔یعنی محرفین کی تحریف سے اس کو بچائے رکھیں گے۔قیامت تک کوئی شخص اس میں ایک حرف اور ایک نقطہ کی بھی کمی زیادتی نہیں کرسکتا۔اور نیز اس کے احکام کو بھی قائم اور برقرار رکھیں گے۔اس کے بعد کوئی شریعت نہیں جو اس کو منسوخ کردے۔غرض قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا۔

تنبیہ: یہ آیتیں بطور اختصار کے ختم نبوت کے ثبوت اور تائید میں پیش کردی گئیں۔ ورنہ قرآن کریم میں سو آیتیں ختم نبوت پر واضح طور پر دلالت کرنے والی موجود ہیں۔
(مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ’’ختم نبوت کامل‘‘ از حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ)

ختم نبوت سے متعلق احادیث مبارکہ

نوٹ: یہاں پر ہم اتنا عرض کردیں کہ آئندہ صفحات میں ہم زیادہ تر احادیث کے الفاظ نقل کرنے پر اکتفا کریں گے۔شارحین حدیث کے تشریحی اقوال نقل کرنے سے اجتناب کیا ہے۔تاکہ کتاب کا حجم زیادہ نہ ہوجائے۔

حدیث۱......

’’عن ابی هريرةؓ أن رسول اللهﷺ قال مثلی و مثل الأنبياء من قبلی كمثل رجل بنی بنيانا فأحسنه و أجمله الا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به و يعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فأنا اللبنة و أنا خاتم النبيين‘‘
(صحیح بخاری کتاب المناقب ص۵۰۱ ج۱، صحیح مسلم ص۲۴۸ ج۲ واللفظ لہ)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا۔مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگادی گئی؟۔آپﷺ نے فرمایا میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔‘‘

حدیث۲......

’’عن أبی هريرةؓ ان رسول اللهﷺ قال فضلت على الانبياء بست

اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و أحلت لیٰ الغنائم و جعلت لی الارض طھورا و مسجداً و أرسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون''
(صحیح مسلم ص۱۹۹ج۱،مشکوٰۃ ص۵۱۲)

ترجمہ:''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے:(۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے۔(۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔(۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے۔(۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے۔(۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔(۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔''

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابرؓ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ اس کے آخر میں ہے:

''وکان النبی یبعث الی قومه خاصة و بعثت الی الناس عامة''(مشکوٰۃ ص۵۱۲)

ترجمہ:''پہلے انبیاء کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔''

حدیث۳......

''عن سعد بن ابی وقاصؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لعلیؓ انت منی بمنزلة هرون من موسى الا انه لا نبی بعدی (بخاری ص ٦٣٣ ج ٢)''

''و فی روایة المسلم أنه لا نبوة بعدی '' (صحیح مسلم ص۲۷۸ج۲)

ترجمہ:''سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ:''میرے بعد نبوت نہیں۔''

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی تصنیف ''ازالۃ الخفاء میں ''مآثر علیؓ'' کے تحت لکھتے ہیں:

’’فمن المتواتر: أنت منی بمنزلة هارون من موسیٰ (ازالۃ الخفاء مترجم ص ۴۴۴ ج ۴)‘‘

ترجمہ:’’متواتر احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی۔‘‘

حدیث۴……

’’عن ابی ھریرةؓ یحدث عن النبی ﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون‘‘ (صحیح بخاری ص۴۹۱ ج۱، واللفظ لہ، صحیح مسلم ص۱۲۶ ج۲، مسند احمد ص۲۹۷ ج۲)

ترجمہ:’’حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔‘‘

نوٹ: بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیاء آتے تھے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ کے بعد ایسے انبیاء کی آمد بھی بند ہے۔

حدیث۵……

’’عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ ﷺ انه سیکون فی أمتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وأنا خاتم النبیین لا نبی بعدی‘‘

(ابوداؤد ص۱۲۷ ج۲ کتاب الفتن واللفظ لہ، ترمذی ص۴۵ ج۲)

ترجمہ:’’حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔‘‘

حدیث۶……

’’عن أنس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی‘‘(ترمذی ص۵۱ ج۲ ابواب الرؤیا، مسند احمد ص۲۶۷ ج۳)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت ونبوت ختم ہوچکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔''

حدیث ۷......

''عن ابی هريرةؓ أنه سمع رسول الله ﷺ يقول نحن الآخرون السابقون يوم القيامة بيد أنهم أوتوا الكتاب من قبلنا''

(صحیح بخاری ص۱۲۰ ج۱ واللفظ لہ، صحیح مسلم ص۲۸۲ ج۱)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔''

حدیث ۸......

''عن عقبة بن عامرؓ قال قال رسول الله ﷺ لو كان نبی بعدی لكان عمر بن الخطابؓ'' (ترمذی ص۲۰۹ ج۲ ابواب المناقب)

ترجمہ: ''حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے۔''

حدیث ۹......

''عن جبير بن مطعمؓ قال سمعت النبی ﷺ يقول أن لی أسماء۰ أنا محمد۰ و أنا أحمد۰ و أنا الماحی الذی يمحوالله بی الكفر۰ و أنا الحاشر الذی يحشر الناس علی قدمی۰ و أنا العاقب۰ و العاقب الذی ليس بعده نبی'' (متفق علیہ، مشکوۃ ص۵۱۵)

ترجمہ: ''حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ میرے چند نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کے دو اسمائے گرامی آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

اوّل ''الحاشر'' حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اشارة الی انه لیس بعده نبی ولا شریعة ...... فلما کان لا أمة بعد امته لأنه لا نبی بعده، نسب الحشر الیه، لأنه یقع عقبه''(فتح الباری ص۴۰۶ ج۶)

ترجمہ: ''یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور کوئی شریعت نہیں۔ سو چونکہ آپ ﷺ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اور چونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے حشر کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔''

دوسرا اسم گرامی: ''العاقب'' جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے۔ یعنی کہ: ''الذی لیس بعده نبی''(آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں)

حدیث۱۰......

متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

''بعثت أنا والساعة کهاتین (مسلم ص ٤٠٦ ج ٢)''

(مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے)

ان احادیث میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور اب قیامت تک آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبی ''تذکرہ'' میں لکھتے ہیں:

''وأما قوله بعثت أنا والساعة کهاتین فمعناه أنا النبی الاخیر فلا یلینی نبی آخر، وانما تلینی القیامة کما تلی السبابة الوسطی ولیس بینهما اصبع أخری ...... ولیس بینی وبین القیامة نبی''

(التذکرة فی أحوال الموتی وأمور الآخرة ص ٧١١)

ترجمہ:''اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں۔میرے بعد اور کوئی نبی نہیں۔ میرے بعد بس قیامت ہے۔جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے۔دونوں کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں۔اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔''

علامہ سندھیؒ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں:

''التشبیه فی المقارنة بینهما، أی لیس بینهما اصبع اخری کما أنه لا نبی بینه ﷺ وبین الساعة'' (حاشیہ علامہ سندھیؒ بر نسائی ص۲۳۴ ج۱)

ترجمہ:''تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے (یعنی دونوں کے باہم ملے ہوئے ہونے میں ہے) یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے درمیان اور قیامت کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔''

ختم نبوت پر اجماع امت

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ ''الاقتصاد'' میں فرماتے ہیں:

''ان الأمة فهمت بالاجماع من هذا اللفظ و من قرائن أحواله أنه أفهم عدم نبی بعده أبدا ...... و أنه لیس فیه تأویل و لا تخصیص فمنکر هذا لا یکون الا منکر الاجماع'' (الاقتصاد فی الاعتقاد ص۱۲۳)

ترجمہ:''بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور اس کا منکر اجماع کا منکر ہوگا۔''

حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

''و دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع''

(شرح فقہ اکبر ص۲۰۲)

علامہ ابن نجیم مصریؒ جن کو ابوحنیفہ ثانی کہا جاتا ہے۔فرماتے ہیں:

''اذا لم یعرف ان محمداً ﷺ اخر الانبیأ فلیس بمسلم لانه من الضروریات'' (الاشباہ والنظائر مطبوعہ کراچی ج۲ ص۹۱)

ختم نبوت پر تواتر

حافظ ابن کثیرؒ آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں:

”وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول اللهﷺ من حديث جماعة من الصحابة رضى الله عنهم“ (تفسیر ابن کثیر ص۴۹۳ ج۳)

ترجمہ: ”اور ختم نبوت پر آنحضرتﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں۔ جن کو صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔“

اور علامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی میں زیر آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں:

”و كونهﷺ خاتم النبيين مما نطق به الكتاب و صدعت به السنة و أجمعت عليه الأمة فيكفر مدعى خلافه و يقتل ان اصر“

(روح المعانی ص۳۹ ج۲۲)

ترجمہ: ”اور آنحضرتﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے۔ احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے۔ پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔“

پس عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح آنحضرتﷺ کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے اور ہر دور میں امت کا اس پر اجماع واتفاق چلا آیا ہے۔

سوال۴...... مرزائی ختم نبوت کے معنی میں کیا تحریف کرتے ہیں؟۔ قادیانی مؤقف مختصر مگر جامع طور پر تحریر فرمائیں، ساتھ ہی اس کا مختصر اور جامع جواب بھی دیں۔

جواب......

خاتم النبیین اور قادیانی جماعت

قرآن وسنت، صحابہ کرامؓ اور اصحاب لغت کی طرف سے لفظ خاتم النبیین کی وضاحت کے بعد اب قادیانی جماعت کے مؤقف کو دیکھئے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ:

’’خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر‘‘ یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عنایت فرماتے تھے۔ اب آپ ﷺ کی اتباع سے نبوت ملے گی۔ جو شخص رحمت دو عالم ﷺ کی اتباع کرے گا۔ آپ ﷺ اس پر مہر لگا دیں گے۔ تو وہ نبی بن جائے گا۔

(حقیقت الوحی ص ۹۷ حاشیہ ص ۲۸‘ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰، ۳۰)

ہمارے نزدیک قادیانی جماعت کا یہ مؤقف سراسر غلط، فاسد، باطل، بے دینی، تحریف دجل وافتراء، کذب وجعل سازی پر مبنی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس موقع پر کیا خوب چیلنج کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اگر مرزا صاحب اور ان کی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ ’’آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔‘‘ لغت عرب کے طویل وعریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کر دیں یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلا سکیں گے۔ خود مرزا صاحب نے جو (برکات الدعا ص ۱۴، ۱۵، خزائن ص ۱۷، ۱۸ ج ۶) میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اور دوسرا احادیث نبی کریم ﷺ سے اور تیسرا اقوال صحابہ کرامؓ سے رکھا ہے۔ اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں تو خدارا خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں۔ اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو احادیث نبویہؐ کے اتنے وسیع وعریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں۔ پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے ہیں کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی۔ بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم ﷺ نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابیؓ، کسی تابعیؒ کا قول ہی پیش کرو۔ جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ:

چیلنج

اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعویٰ میں کوئی صداقت کی

ہو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو۔ اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں۔ احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو۔ صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ تو وہ نقد انعام وصول کر سکتے ہیں۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔ لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا قادیانی اوران کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے۔ تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کرسکیں گے: ''و لو کان بعضھم لبعض ظھیرا'' بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہ ﷺ کی تصریحات اور صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے صاف صاف آثار، سلف صالحینؒ اور ائمہ تفسیرؒ کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت ''خاتم النبیین'' کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں باطل ہیں۔'' (ختم نبوت کامل)

قادیانی ترجمہ کے وجوہِ ابطال

۱...... اوّل اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم اور آخرالقوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے۔ اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ص۴۳۱ ج۳) پر خاتم النبیین کا معنی: ''اور ختم کرنے والا نبیوں کا'' کیا ہے۔

۳...... مرزا غلام احمد قادیانی نے لفظ خاتم کو جمع کی طرف کئی جگہ مضاف کیا ہے۔ یہاں صرف ایک مقام کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ مرزا نے اپنی کتاب تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ص۴۷۹ ج۱۵ پر اپنے متعلق تحریر کیا ہے:

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ماں باپ کے ہاں آخری ''ولد'' تھا۔ مرزا کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا۔ صحیح یا بیمار۔ چھوٹا یا بڑا۔ کسی قسم کا کوئی پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی، بروزی، مستقل، غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اور اگر خاتم النبیین کا معنی ہے کہ حضور ﷺ کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ مرزائیوں کو کرنا ہوگا کہ مرزا کی مہر سے مرزا کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔ اس صورت میں اب مرزا قادیانی مہر لگاتے جائیں گے اور مرزا قادیانی کی ماں بچے جنتی چلی جائے گی۔ ہے ہمت تو کریں مرزائی یہ ترجمہ:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

۴...... پھر قادیانی جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ سے لے کر مرزا قادیانی تک کوئی نبی نہیں بنا، خود مرزا نے لکھا ہے:

''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا کو ہی نبوت ملی۔ اور پھر مرزا کے بعد قادیانیوں میں خلافت (نام نہاد) ہے۔ نبوت نہیں۔ اس لحاظ سے بقول قادیانیوں کے حضور ﷺ کی مہر سے صرف مرزا ہی نبی بنا۔ تو گویا حضور ﷺ ''خاتم النبی'' ہوئے۔ خاتم النبیین نہ ہوئے۔ مرزا محمود نے لکھا ہے:

''ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا، سو وہ ظاہر ہو گیا۔'' (ضمیمہ نمبر ۱ حقیقت النبوۃ ص ۲۶۸)

۵...... خاتم النبیین کا معنی اگر نبیوں کی مہر لیا جائے اور حضور ﷺ کی مہر سے نبی

بننے مراد لئے جائیں۔تو آپ ﷺ آئندہ کے نبیوں کے لئے خاتم ہوئے۔سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے لئے آپ ﷺ خاتم النبیین نہ ہوئے۔اس اعتبار سے یہ بات قرآنی منشاء کے صاف خلاف ہے۔

٦...... مرزا غلام احمد قادیانی نے رحمت دوعالم ﷺ کی اتباع کی تو نبی بن گئے۔(یہ ہے خاتم النبیین کا قادیانی معنی) یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''اب میں بموجب آیت کریمہ:''واما بنعمة ربك فحدث ''اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔''(حقیقت الوحی ص ٦٧ خزائن ص ٧٠ ج ٢٢)

لیجئے! خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر۔وہ لگے گی اتباع کرنے سے۔وہ صرف مرزا قادیانی پر لگی۔اس لئے آپ خاتم النبی ہوئے۔اب اس حوالہ میں مرزا نے کہہ دیا کہ جناب اتباع سے نہیں بلکہ شکم مادر میں مجھے یہ نعمت ملی۔تو گویا خاتم النبیین کی مہر سے آج تک کوئی نبی نہیں بنا تو خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

سوال ۵......ظلی بروزی نبی کی من گھڑت قادیانی اصطلاحات پر جامع نوٹ تحریر کرتے ہوئے اس کا مسکت جواب تحریر کریں؟

جواب......

ظلّی اور بروزی

ظل، سایہ کو کہتے ہیں۔جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی شیطان کی تصویر(ظل) تھا۔ بروز، کا معنی ہے کہ کسی شخصیت کی جگہ کوئی اور ظاہر ہوجائے۔جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی نے شیطان کی شکل اختیار کرلی۔اس کی جگہ ظاہر ہوگیا۔حلول، کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی روح دوسرے میں داخل ہوگئی۔جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی میں شیطان کی روح سرایت(حلول) کرگئی۔تناسخ، کا معنی یہ ہے کہ ایک شخص مرجائے اور اس کی شخصیت دوسرے جنم میں دوسرے شخص کی ہوبہو شکل اختیار کرجائے۔جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی اس زمانہ میں شیطانِ مجسم تھا۔

قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ظلّی نبی تھا۔یعنی آنحضرت ﷺ کے اتباع کی وجہ سے وہ آنحضرت ﷺ کا ظل ہو گیا۔اس اعتبار سے اس کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ اتحاد ہو گیا اور آپ ﷺ کا وجود مرزا قادیانی کا وجود ہے۔جیسا کہ اس نے لکھا ہے:"صار وجودی وجودہ" (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷،خزائن ص ۲۵۸ ج ۱۶)

"یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں۔ بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا۔تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ نے پھر محمد صلعم (مرزا) کو اتارا۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۰۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے محمد رسول اللہ (معاذ اللہ) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق حضرت خاتم النبیین محمد ﷺ کا دوبار دنیا میں آنا مقدر تھا۔پہلی بار آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں آئے۔یعنی مرزا کی بروزی شکل میں محمد ﷺ کی روحانیت مع اپنے تمام کمالاتِ نبوت کے دوبارہ جلوہ گر ہوئی ہے۔چنانچہ ملاحظہ ہو:

"..........اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔" (خطبہ الہامیہ خزائن ص ۲۷۰ ج ۱۶)

"آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا۔جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔" (تحفہ گولڑویہ ۱۶۳ حاشیہ،خزائن ص ۲۴۹ ج ۱۷)

قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے لئے ظلّی اور بروزی کی اصطلاح استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ان الفاظ کی آڑ میں بھی وہ دراصل رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"خدا ایک اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے۔اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی......

جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایک ہی ہو۔ اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔'' (کشتی نوح ص۱۵ خزائن ص۱۶ ج۱۹)

قارئین محترم! مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر یہاں ننگا ناچ رہا ہے۔ اس کا کہنا کہ میں ظلّی بروزی محمدؐ ہوں۔ کیا معنی؟ کہ جب آئینہ میں حضور ﷺ کی شکل دیکھنا چاہو تو وہ غلام احمد ہے۔ دونوں ایک ہیں۔ قطع نظر اس خبث و بد طینتی کے مجھے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ظلی و بروزی کہہ کر مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو قادیانی جو فریب کا چولا پہناتے ہیں۔ وہ اصولی طور پر غلط ہے۔ اس لئے کہ:

۱...... ''نقطۂ محمدیہ...... ایسا ہی ظل الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے۔ جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے۔ اور امہات صفات الٰہیہ یعنی حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم اور اکمل طور پر اس (آنحضرت ﷺ) میں انعکاس پذیر ہیں۔'' (سرمہ چشم آریہ ص۲۷۱،۲۷۲، حاشیہ خزائن ج۲ ص۲۲۴)

۲...... ''حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔''
(ایام الصلح ص۳۹، خزائن ص۲۶۵ ج۱۴)

۳...... ''خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔''
(شہادۃ القرآن ص۵۷، خزائن ص۳۵۳ ج۶)

اگر اب کسی قادیانی کی ہمت ہے کہ وہ کہہ دے کہ آنحضرت ﷺ خدا ہیں۔ اور حضرت عمرؓ اور خلفاء نبی اور رسول ہیں۔ نعوذ باللہ۔ مثلاً بقول مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ ظلی خدا ہو کر صحیح اور حقیقی اور سچے اور واقعی خدا بن جائیں گے؟ یا محمود قادیانی کے باپ مرزا قادیانی کے اقرار سے خلفاء آنحضرت ﷺ کے ظل ہوتے ہیں اور صحابہ کرامؓ میں بھی حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے ظل ہیں۔ تو کیا خلفاء اور حضرت عمرؓ بھی ظلی نبی ہو کر واقعی اور سچے اور صحیح اور حقیقی نبی قرار پائیں گے؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا تو مرزا قادیانی بزعم خود اگر ظلّی نبی (خاکم بدہن) ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ سچا اور حقیقی اور واقعی اور صحیح نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ محض نقلی نبی ہی ہوگا۔

۴...... حدیث شریف میں ہے:''السلطان (المسلم) ظل اللّٰہ فی

الارض ‘‘ کیا سلطان (بادشاہ) خدابن جاتا ہے یا اس کا وجود خدا کا وجود بن جاتا ہے؟ غرض ظلی وبروزی خالص قادیانی ڈھکوسلہ ہے۔

سوال ۶ ...... وحی الہام اور کشف کا شرعی معنی اور حیثیت واضح کرتے ہوئے بتائیں کہ قادیانی ان اصطلاحات میں کیا تحریفات کرتے ہیں اور اس کا کیا جواب ہے؟

جواب......

وحی

اصطلاح شریعت میں وحی اس کلامِ الٰہی کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے بذریعہ فرشتہ نبی کو بھیجا ہو۔ اس کو وحی نبوت بھی کہتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر بذریعہ القاء فی القلب ہو تو اس کو وحی الہام کہتے ہیں (فرشتہ کا واسطہ ہونا ضروری نہیں ہے) جو اولیاء پر ہوتی ہے اور اگر بذریعہ خواب ہو تو اصطلاح شریعت میں اس کو رویائے صالحہ کہتے ہیں۔ جو عام مؤمنین اور صالحین کو ہوتا ہے۔ کشف اور الہام اور رویائے صالحہ پر لغتاً وحی کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے: ’’و اوحینا الیٰ ام موسیٰ ‘‘ مگر عرف شرع میں جب لفظ وحی کا بولا جاتا ہے تو اس سے وحی نبوت ہی مراد ہوتی ہے۔ یہ ایسا ہے کہ جیسے قرآن کریم میں باعتبار لغت کے شیطانی وسوسوں پر بھی وحی کا اطلاق آیا ہے:

’’کما قال تعالیٰ وان الشیٰطین لیوحون الی اولیائھم (انعام: ۱۲۱)‘‘

’’وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیٰطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام: ۱۱۲)‘‘

لیکن عرف میں شیطانی وسوسوں پر وحی کا اطلاق نہیں ہوتا۔

الہام

کسی خیر اور اچھی بات کا بلا نظر وفکر اور بلا کسی سبب ظاہری کے من جانب اللہ قلب میں القاء ہونے کا نام الہام ہے۔ جو علم بطریق حواس حاصل ہو وہ ادراک حسی ہے اور جو علم بغیر حس اور عقل۔ من جانب اللہ بلا کسی سبب کے دل میں ڈالا جائے وہ الہام ہے۔ الہام محض موہبت ربانی ہے اور فراست ایمانی۔ جس کا حدیث میں ذکر آیا ہے۔ وہ من وجہ کسب ہے اور من وجہ وہب ہے۔

کشف اگر چہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے الہام سے عام۔ لیکن کشف کا زیادہ تعلق امور حسیہ سے ہے اور الہام کا تعلق امور قلبیہ سے ہے۔

کشف

عالم غیب کی کسی چیز سے پردہ اٹھا کر دکھلا دینے کا نام کشف ہے۔ کشف سے پہلے جو چیز مستور تھی۔ اب وہ مکشوف یعنی ظاہر اور آشکارا ہوگئی۔ قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ کشاف اصطلاحات الفنون ص۱۲۵۴ پر لکھتے ہیں:

’’الکشف عند اهل السلوك هوا المكاشفه ومكاشفه رفع حجاب راگویند که میاں روحانی جسمانی است که ادراك آن بحواس ظاهری نتواں کرد الخ‘‘

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ: ’’حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی صفائی اور نورانیت پر موقوف ہے۔ جس قدر قلب صاف اور منور ہوگا۔ اسی قدر حجابات مرتفع ہوں گے۔ جاننا چاہئے کہ حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی نورانیت پر موقوف تو ہے۔ مگر لازم نہیں۔‘‘

وحی اور الہام میں فرق

وحی نبوت قطعی ہوتی ہے اور معصوم عن الخطاء ہوتی ہے اور نبی پر اس کی تبلیغ فرض ہوتی ہے اور امت پر اس کا اتباع لازم ہوتا ہے اور الہام ظنی ہوتا ہے اور معصوم عن الخطاء نہیں ہوتا۔ اولیاء معصوم نہیں۔ اسی وجہ سے اولیاء کا الہام دوسروں پر حجت نہیں اور نہ الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت ہوسکتا ہے۔ حتیٰ کہ استحباب بھی الہام سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ نیز علم احکام شرعیہ بذریعہ وحی انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر انبیاء پر جو الہام ہوتا ہے۔ سو وہ از قسم بشارت یا از قسم تفہیم ہوتا ہے۔ احکام پر مشتمل نہیں ہوتا۔ جیسے حضرت مریم علیہا السلام کو جو وحی الہام ہوئی وہ از قسم بشارت تھی نہ کہ از قسم احکام اور بعض مرتبہ وحی الہام کسی حکم شرعی کی تفہیم اور افہام کے لئے ہوتی ہے۔ جو نسبت رویائے صالحہ کو الہام سے ہے۔ وہی نسبت الہام کو وحی نبوت سے ہے۔ یعنی جس طرح رویائے صالحہ الہام سے درجہ میں کمتر ہے۔ اسی طرح الہام درجہ میں وحی نبوت سے فروتر ہے اور جس طرح رویائے صالحہ میں ایک درجہ کا ابہام اور اخفاء ہوتا ہے اور الہام اس سے زیادہ واضح

ہوتا ہے۔اسی طرح الہام بھی باعتبار وحی کے خفی اور مبہم ہوتا ہےاور وحی صاف اور واضح ہوتی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے’’الاعلام بمعنی الکشف والوحی والالہام‘‘مندرجہ احتساب قادیانیت جلد دوم ازحضرت کاندھلویؒ۔

انقطاعِ وحی نبوت

حضور سرور کائناتﷺ کے بعد وحی نبوت کا دروازہ بند ہوگیا۔اس سلسلے میں اکابرین امت کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

۱...... حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرتﷺ کی وفات کے وقت فرمایا:

’’الیوم فقدنا الوحی و من عنداللّٰہ عز و جل الکلام، رواہ ابواسمٰعیل الھروی فی دلائل التوحید‘‘ترجمہ:’’آج ہمارے پاس وحی نہیں ہےاور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فرمان ہے۔‘‘ (کنزالعمال ص ۲۳۵ ج ۷ حدیث نمبر ۱۸۷۶۰)

۲...... نیز حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا:

’’قد انقطع الوحی وتم الدین او ینقص وانا حی ۰ رواہ النسائی بھذا اللفظ معناہ فی الصحیحین‘‘

(الریاض النضرۃ ص ۹۸ ج اوتاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۹۴)

ترجمہ:’’اب وحی منقطع ہوچکی اور دین الٰہی تمام ہوچکا۔کیا میری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع ہوجائے گا؟۔‘‘

۳...... صحیح بخاری ص ۳۶۰ ج ۱ میں اسی مضمون کا کلام حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ دونوں حضرات سے منقول ہے۔

۴...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتﷺ کی وفات ہوئی تو ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ چلو حضرت ام ایمنؓ کی زیارت کر آئیں۔ کیونکہ آنحضرتﷺ بھی ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم تینوں وہاں گئے۔حضرت ام ایمنؓ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں۔ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ دیکھو ام ایمن! رسول اللہﷺ کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپﷺ کے واسطے مقدر ہے۔انہوں نے کہا:

"قد علمت ما عند اللہ خیرلرسول اللہ ﷺ و لکن ابکی علی خبر السماء انقطع عنا" (ابوعوانہ وکنز العمال ص۲۲۵ ج ۷ حدیث نمبر ۱۸۷۳۴ و مسلم ج ۲ ص ۲۹۱)

ترجمہ: "یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپ ﷺ کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک ہے۔ لیکن میں اس پر روتی ہوں کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہوگئیں۔"

اسی طرح مسلم شریف میں ہے: "ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء"

۵...... علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: "لان بموت النبی ﷺ انقطع الوحی" (مواہب لدینہ ص۲۵۹)

ترجمہ: "اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔"

۶...... ایسے مدعی کے بارے میں علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے: "و من اعتقد وحیا بعد محمد ﷺ کفر باجماع المسلمین"

ترجمہ: "اور جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو۔ وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔" (بحوالہ ختم نبوت ص۳۲۲ از حضرت مفتی محمد شفیعؒ)

قادیانی گروہ کشف والہام اور وحی میں تحریف نہیں کرتے۔ بلکہ تلبیس کرتے ہیں کہ نہ صرف کشف والہام۔ بلکہ وحی نبوت کو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے جاری مانتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نام نہاد وحی کو ایک مستقل کتاب کی شکل میں شائع کیا ہے اور اس کا نام انہوں نے "تذکرہ" رکھا ہے۔ حالانکہ تذکرہ قرآن مجید کا نام ہے۔ جیسا کہ آیت مبارکہ ہے:

"کلا انها تذکرة فمن شاء ذکره فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة (عبس ۱۱،۱٤)"

ان آیات میں "تذکرہ" قرآن مجید کو قرار دیا گیا ہے۔ قادیانی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے مجموعہ کا نام قرآن رکھتے تو مسلمانوں میں اشتعال پھیلتا۔ انہوں نے قرآن مجید کا غیر عرفی نام چرا کر مرزا کی وحی پر چسپاں کر دیا اور اسی تذکرہ کے پہلے صفحہ پر عنوان قائم کیا: "تذکرہ یعنی وحی مقدس ورویاء وکشوف حضرت مسیح موعود"

قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے وحی نبوت کو جاری مانتے ہیں۔اس تذکرہ کا حجم ۸۱۸ صفحات ہے۔اس میں مرزا قادیانی کی نام نہاد وحی (خرافات) کو جمع کیا گیا ہے۔غرض قادیانی جماعت مرزا قادیانی کے لئے وحی نبوت کو جاری مانتی ہے۔حالانکہ اوپر گزرچکا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد وحی کا مدعی۔مدعی نبوت ہے۔اور یہ بجائے خود مستقل کفر ہے۔اب مرزا قادیانی کی ہزارہا عبارتوں میں سے چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔جس میں مرزا قادیانی نے اپنے لئے وحی کا دعویٰ کیا ہے:

۱…… ’’پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں۔یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے۔جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں۔اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے۔اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔‘‘ (تحفۃ الندوہ ص۷، خزائن ج۱۹ ص۹۵)

۲…… ’’خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔بلکہ اس وقت تو پہلے زمانے کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہوچکے ہیں۔ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے:’’ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ‘‘ دیکھو براہین احمدیہ۔اس میں صاف طور پر اس عاجز (مرزا) کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ص۴۳۱ ج۳، ایک غلطی کا ازالہ ص۲، خزائن ص۲۰۶ ج۱۸، النبوۃ فی الاسلام ص۳۰۷، حقیقت النبوۃ ص۲۶۱)

۳…… ’’غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ص۴۰۶ ج۲۲)

۴...... ’’اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰، ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام ص۳۱۰، حقیقت النبوۃ ص۲۶۴، مجموعہ اشتہارات ص۴۳۵ ج۳)

۵...... ’’میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

اب ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا قادیانی اپنے اوپر جبریل علیہ السلام کے نزول کے بھی مدعی ہیں:

۶...... ’’جاء نی ائل واختار وادار اصبعه واشاره ان وعد الله اتیٰ ۰ فطوبیٰ لمن وجدو رائ ’’یعنی میرے پاس آئل آیا اور اس نے مجھے چن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک جو اس کو پاوے اور دیکھے۔ (اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ منہ)

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ص۱۰۶ ج۲۲)

۷...... ’’اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷، خزائن ج۲۲ ص۵۷۵)

اسلامی عقیدہ کے مطابق حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک خاص امتیاز یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے معصوم ہوتے ہیں۔ ٹھیک انہی کے طرز پر مرزا قادیانی کو بھی معصوم ہونے کا دعویٰ ہے:

۸...... ’’ما انا الا کالقرآن وسیظهر علی یدی ماظهر من الفرقان‘‘ (تذکرہ ص۶۷۴)

''اور میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔''

قرآن کریم مسلمانوں کی نہایت مقدس مذہبی کتاب ہے۔ جسے خود مرزا قادیانی کے پیرو بھی محفوظ عن الخطا سمجھتے ہیں اور مرزا قادیانی اپنے تقدس کو قرآن کے مثل ثابت کرتے ہیں۔

۹:...... ''نحن نزلناه و انا له لحافظون'' (تذکرہ ص۱۰۷ طبع ۴ ربوہ)

''ہم نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

یہ قرآن کریم کی آیت ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے معمولی تصرف کے ساتھ اپنی ذات پر چسپاں کیا ہے۔ گویا جس طرح قرآن منزل من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر خطا و خلل سے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ٹھیک وہی تقدس مرزا قادیانی کو بھی حاصل ہے:

۱۰...... ''و ما ینطق عن الهویٰ ان هو الا وحی یوحی''

(تذکرہ ص۳۷۸، ۳۹۴)

''اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ تو وحی ہے جو اس (مرزا) پر نازل کی جاتی ہے۔''

علماء شریعت کی طرح تمام صوفیاء بھی اس پر متفق ہیں کہ نبوت و رسالت خاتم النبیین ﷺ پر ختم ہوگئی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور حضور پرنور ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ مرتد اور دائرۂ اسلام سے قطعاً خارج ہے۔ البتہ نبوت و رسالت کے کچھ کمالات اور اجزاء باقی ہیں کہ جو اولیاء امت کو عطا کئے جاتے ہیں۔ مثلاً کشف اور الہام اور رویائے صادقہ (سچا خواب) اور کرامتیں۔ اس قسم کے کمالات نبوت کے اجزاء ہیں۔ وہ ہنوز باقی ہیں۔ لیکن ان کمالات کی وجہ سے کسی شخص پر نبی کا اطلاق کسی طرح جائز نہیں۔ اور نہ ان کے کشف اور الہام پر ایمان لانا واجب ہے۔ ایمان فقط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہے۔ نبی کا تو خواب بھی وحی ہے: ''رویأ الانبیاء وحی'' (بخاری) مگر ولی کا خواب اور الہام شرعاً حجت نہیں۔ نبی کے خواب سے ایک معصوم کا ذبح کرنا اور قتل کرنا بھی جائز ہے۔ مگر ولی کے الہام سے قتل کا جواز تو درکنار اس سے استحباب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ غرض کسی بھی بڑے سے بڑے بزرگ کا کشف والہام شرعی مسئلہ کے اثبات کے لئے کوئی مستقل دلیل نہیں ہے۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر کسی شخص میں کچھ کمالات اور خصلتیں بادشاہ اور وزیر کی سی پائی جائیں تو اس بناء پر وہ شخص بادشاہ اور

وزیر نہیں بن سکتا۔ اور اگر کوئی اس بنا پر بادشاہت اور وزارت کا دعویٰ کرے اور اپنے کو وزیر اور بادشاہ کہنے لگے تو فوراً گرفتاری کے احکام جاری ہوجائیں گے۔ اس طرح اگر کسی شخص میں نبوت کے برائے نام کچھ کمالات پائے جائیں تو اس سے اس شخص کا منصب نبوت پر فائز ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ اگر کوئی شخص اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ مرتد اور اسلام کا باغی سمجھا جائے گا۔

''عن ابی هريرة قال سمعت رسول اللهﷺ يقول لم يبق من النبوة الا المبشرات'' (رواہ البخاری فی کتاب التعبیر ص۱۰۳۵ ج۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! نبوت کا کوئی جزو سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔''

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہوچکی اور سلسلہ وحی منقطع ہوگیا۔ البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو مبشرات باقی ہے۔ یعنی جو سچے خواب مسلمان دیکھتے ہیں۔ یہ بھی نبوت کے اجزا میں سے ایک جزو ہے۔ جس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ: ''سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے۔''

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

عبرت کی جگہ ہے کہ ارشادات نبویہﷺ کے ان بینات کے بعد بھی بجائے اس کے کہ مرزائی قلوب میں زلزلہ پڑ جاتا۔ اور وہ ایک متنبّی کاذب کو چھوڑ کر سید الانبیاءﷺ کی نبوت کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتے۔ ان کی جسارت اور تحریف میں دلیری اور بڑھتی جاتی ہے۔ وكذلك يطبع الله على قلب كل متكبر جبار!

ادھر حدیث میں سلسلہ نبوت کے انقطاع پر یہ صاف ارشاد ہوتا ہے اور ادھر قادیانی دنیا میں خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ اس سے بقاء نبوت ثابت ہوگیا۔ ان هذا لشئ عجاب۔ کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے۔ جس سے نفس نبوت کا بقاء ثابت ہوتا ہے۔ جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو اس کو پانی کہا جاسکتا ہے۔ اسی طرح نبوت کے ایک جزو کا باقی ہونا خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔ اہل دانش فیصلہ کریں کہ اس فلسفہ اور سائنس کے دور میں

ایک مدعی نبوت کی طرف سے کہا جارہا ہے جس کو جزو اور کل کا بدیہی امتیاز معلوم نہیں۔ وہ کسی شے کے ایک جزو موجود ہونے کو کل کا موجود ہونا سمجھتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے ایک جزو مثلاً اللہ اکبر کو پوری نماز اور وضو کے ایک جزو مثلاً ہاتھ دھونے کو پورا وضو کہا جائے۔ اسی طرح ایک لفظ اللہ کو پوری اذان اور ایک منٹ کے روزہ کو ادائے روزہ کہا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیانی نبوت کی یہی برکات ہیں کہ کسی شے کے ایک جزو کے وجود کو کل کا وجود قرار دیا جائے اور جزو پر کل کا اطلاق درست ہو جائے تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا۔ اور کھانے کے بیس اجزاء میں سے ایک جزو نمک ہے۔ تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا۔ نمک کو پلاؤ اور پلاؤ کو نمک کہا جائے تو کوئی غلطی نہ ہوگی۔ اور پھر تو شاید ایک دھاگہ کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا اور ایک انگلی کے ناخن کو انسان اور ایک رسی کو چارپائی بھی کہا جائے اور ایک میخ کو کواڑ بھی۔ کیا خوب!

نبوت ہو تو ایسی ہو کہ تمام بدیہات ہی کو بدل ڈالے۔ پس اگر ایک اینٹ کو مکان اور نمک کو پلاؤ اور ایک دھاگہ کو کپڑا اور ایک رسی کو چارپائی اور ایک میخ کو کواڑ نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھیالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔ رہی پانی کی مثال کہ اس کا ایک قطرہ بھی پانی ہی کہلاتا ہے اور پورا سمندر بھی پانی کہلاتا ہے۔ سو یہ ایک جدید مرزائی فلسفہ ہے کہ عقلمندوں نے پانی کے ایک قطرہ کو پانی کا ایک جزو سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ پانی کا ایک قطرہ بھی ایسا ہی مکمل پانی ہے۔ جیسے ایک دریا۔ جو شخص علم کی ابجد سے بھی واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ پانی کے ہر قطرہ میں اجزائے مائیہ پورے پورے موجود ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ سمندر میں پانی کے اجزاء زیادہ ہیں اور قطرہ میں کم مقدار میں موجود ہیں۔ مگر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک قطرہ میں پانی کے دونوں اجزاء جن کا جدید فلسفہ ہائیڈروجن اور آکسیجن نام رکھتا ہے۔ موجود ہیں۔ اس لئے پانی کے قطرات کو پانی کے اجزاء نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ پانی کے اجزاء وہی ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں۔ تو جس طرح تنہا ہائیڈروجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے اور تنہا آکسیجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے۔ اسی طرح نبوت کے کسی جزو کو نبوت کہنا بھی غلطی ہے۔ یہ محض لچر اور ناقابل ذکر بات ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہونے سے نبوت کا بقا ثابت کر ڈالا۔ (تلخیص از ختم نبوت کامل)

سوال ۷...... مرزائی اجرائے نبوت پر جن آیات مبارکہ اور احادیث میں تحریف کرتے ہیں۔ ان میں سے تین کو ذکر کر کے ان کا شافی جواب لکھیں؟

جواب ...... مرزائیوں سے ختم نبوت واجرائے نبوت پر بحث کرنا اصولی طور پر غلط ہے۔اس لئے کہ ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان ختم نبوت واجرائے نبوت کا مسئلہ مابہ النزاع ہی نہیں۔ مسلمان بھی نبوت کو ختم مانتے ہیں۔ قادیانی بھی۔ اہل اسلام کے نزدیک رحمت دوعالم ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا۔ مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں۔

اب فرق واضح ہوگیا کہ مسلمان رحمت دوعالم ﷺ پر نبوت کو بند مانتے ہیں۔ قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی پر۔ اس وضاحت کے بعد اب قادیانیوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ سارے قرآن وحدیث سے ایک آیت یا ایک حدیث پڑھیں۔ جس میں لکھا ہوا ہو کہ نبوت رحمت دوعالم ﷺ پر ختم نہیں۔ بلکہ حضور ﷺ کے بعد چودہ سو سال میں ایک مرزا قادیانی نبی بنے ہیں۔ اور مرزا قادیانی کے بعد قیامت تک اور کوئی نبی نہیں بنے گا۔ قیامت تک تمام زندہ مردہ قادیانی اکٹھے ہوکر ایک آیت اور ایک حدیث اس سلسلہ میں نہیں دکھا سکتے۔

مرزا کہتا ہے:

۱...... ”نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ص۴۰۶، ۴۰۷ ج۲۲)

۲...... ”چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وہ میں ہوں۔ اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست وپا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہوگیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۱، خزائن ص۲۱۵ ج۱۸)

۳...... ”اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔...... پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گزرا۔“

(حقیقت النبوۃ ص۱۳۸ از مرزا محمود قادیانی)

۴...... ”ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب

نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“ (کشتی نوح ص۵۶، خزائن ص۶۱ ج۱۹)

۵...... ”فاراد اللّٰہ ان یتم النباء و یکمل البناء باللبنة الاخیرة فانا تلك اللبنة“ (خطبہ الہامیہ ص۱۱۲، خزائن ص۱۷۸ ج۱۶)

”پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشینگوئی کو پورا اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچادے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔“

۶...... ”امت محمدیہ ﷺ میں سے ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آسکتے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے۔ جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے۔ بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کردی اور کھول کر بیان فرمادیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔“

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

ان اقتباسات کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی قرار دیتا ہے۔ گویا مرزا قادیانی خاتم النبیین ہے۔ معاذ اللہ۔

قادیانی تحریفات

آیت نمبر۱...... ”یٰبنی آدم امّا یأتینکم“

قادیانی کہتے ہیں کہ: ”یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ و اصلح فلا خوف علیهم و لا هم یحزنون (اعراف:۳۵)“

یہ آیت آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ لہٰذا اس میں حضور ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کے بعد بنی آدم کو خطاب ہے۔ لہٰذا جب تک بنی آدم دنیا میں موجود ہیں۔ اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

جواب۱...... اس آیت کریمہ سے قبل اسی رکوع میں تین بار ”یا بنی آدم“ آیا ہے۔ اور اول ”یا بنی آدم“ کا تعلق ”اهبطوا بعضكم لبعض عدو“ سے ہے۔ ”اهبطوا“ کے مخاطب سیدنا آدم علیہ السلام وسیدہ حوا علیہا السلام ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں بھی

آدم علیہ السلام کے وقت کی اولاد آدم کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ پھر زیر بحث آیت نمبر ۳۵ ہے۔ آیت نمبر ۱۰ سے سیدنا آدم علیہ السلام کا ذکر شروع ہے۔ اس تسلسل کے تناظر میں دیکھا جائے تو حقیقت میں یہ خطاب اولین اولاد آدم علیہ السلام کو ہے۔ اس پر قرینہ اس کا سباق ہے۔ تسلسل اور سباق آیات کی صراحتاً دلالت موجود ہے کہ یہاں پر حکایت حال ماضیہ کے طور پر اس کو ذکر کیا گیا ہے۔

جواب۲...... قرآن مجید کے اسلوب بیان سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی امت اجابت کو ’’یا ایھا الذین آمنوا‘‘ سے مخاطب کیا جاتا ہے، اور آپ ﷺ کی امت دعوت کو ’’یا ایھا الناس‘‘ سے خطاب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی آپ ﷺ کی امت کو ’’یا بنی آدم‘‘ سے خطاب نہیں کیا گیا۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ آیت بالا میں حکایت ہے۔ حال ماضیہ کی۔

ضروری وضاحت

ہاں البتہ ’’یا بنی آدم‘‘ کی عمومیت کے حکم میں آپ ﷺ کی امت کے لئے وہی سابقہ احکام ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ منسوخ نہ ہوگئے ہوں۔ اگر وہ منسوخ ہوگئے یا کوئی ایسا حکم جو آپ ﷺ کی امت کو اس عمومیت میں شمول سے مانع ہو۔ تو پھر آپ ﷺ کی امت کا اس عموم سے سابقہ نہ ہوگا۔

جواب۳...... کبھی قادیانی کرم فرماؤں نے یہ بھی سوچا کہ بنی آدم میں تو ہندو، عیسائی، یہودی، سکھ سبھی شامل ہیں۔ کیا ان میں سے نبی پیدا ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر ان کو اس آیت کے عموم سے کیوں خارج کیا جاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ خطاب عام ہونے کے باوجود حالات وواقعات وقرائن کے باعث اس عموم سے کئی چیزیں خارج ہیں۔ پھر بنی آدم میں تو عورتیں، ہیجڑے بھی شامل ہیں۔ تو کیا اس عموم سے ان کو خارج نہ کیا جائے گا؟ اگر یہ کہا جائے کہ عورتیں وغیرہ تو پہلے نبی نہ تھیں۔ اس لئے وہ اب نہیں بن سکتیں۔ تو پھر ہم عرض کریں گے کہ پہلے رسول مستقل آتے تھے۔ اب تم نے رسالت کو اطاعت سے وابستہ کردیا ہے تو اس میں ہیجڑے وعورتیں بھی شامل ہیں۔ لہٰذا مرزائیوں کے نزدیک عورتیں وہیجڑے بھی نبی ہونے چاہئیں۔

جواب۴...... اگر ’’یا بنی آدم اما یاتینکم رسل‘‘ سے رسولوں کے آنے کا

وعدہ ہے تو ’’اما یاتینکم منی ھدی ‘‘میں وہی ’’یاتینکم ‘‘ ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ نئی شریعت بھی آسکتی ہے۔تو مرزائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہوا۔کیونکہ ان کے نزدیک تو اب تشریعی نبی نہیں آسکتا۔

جواب۵......

۱...... ’’اما‘‘ حرف شرط ہے۔جس کا تحقق ضروری نہیں۔’’یاتینکم ‘‘ مضارع ہے اور ہر مضارع کے لئے استمرار ضروری نہیں۔جیسا کہ فرمایا:’’فاما ترین من البشر احدا (مریم: ۲۶) ‘‘کیا حضرت مریم قیامت تک زندہ رہیں گی اور کسی بشر کو دیکھتی رہیں گی؟ مضارع اگرچہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے۔مگر استمرار کے لئے قیامت تک رہنا ضروری نہیں۔ جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے اس کے لئے مضارع استمرار سے تعبیر کرنا جائز ہے۔ اس کی ایک مثال یہی آیت ’’اما ترین من البشر ‘‘ ہے جو اوپر گزر چکی۔

۲...... ’’انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نوریحکم بھا النبیون (مائدہ:٤٤) ‘‘ظاہر ہے کہ تورات کے موافق حکم کرنے والے گزر چکے۔آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کسی کو حتیٰ کہ صاحب تورات کو بھی حق حاصل نہیں اس کی تبلیغ کا۔

۳...... ’’واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ (انعام:۱۹)‘‘ چنانچہ حضور ﷺ ایک زمانہ تک ڈراتے رہے۔مگر اب بلاواسطہ آپ ﷺ کی انذار وتبشیر مسدود ہے۔

۴...... ’’و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر (الانبیاء:۷۹) ‘‘تسبیح داؤد کی زندگی تک ہی رہی پھر مسدود ہوگئی۔مگر ہر جگہ صیغہ مضارع کا ہے۔

جواب٦......

۱...... اما یاتینکم منی ھدی (بقرہ۳۸)

۲...... واما ینسینك الشیطان فلا تقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظالمین (انعام:٦٨)

۳...... فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون (انفال: ۵۷)

۴...... واما نرینك بعض الذی نعدهم اونتوفینك فالینا مرجعهم (یونس: ٤٦)

۵...... اما یبلغن عندك الكبر احدهما اوكلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما (بنی اسرائیل:۲۳)

۶...... فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما (مریم:۲٦)

۷...... اما ترینی مایوعدون رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین (مومنون:۹۳)

۸...... و اما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ باللّٰه (اعراف:۲۰۰)

۹...... فاما نذهبن بك فانا منهم منتقمون (زخرف:٤١)

ان تمام آیات میں نون ثقیلہ مضارع ہونے کے باوجود قادیانیوں کو بھی تسلیم ہے کہ ان آیات میں استمرار نہیں۔ بلکہ حکایت حال ماضی کا بیان ہے۔

جواب ۷...... درمنثور ج۳ ص۸۲ میں زیر بحث آیت ہذا لکھا ہے:

”یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم الآیة اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی فقال ان اللّٰه تبارك و تعالیٰ جعل آدم و ذریته فی كفه فقال یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منكم یقصون علیكم آیاتی ۰ ثم نظر الی الرسل فقال یا ایها الرسل كلوا من الطیبات واعملوا صالحا“

”ابی یسار سلمی سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی جملہ اولاد کو (اپنی قدرت ورحمت کی) مٹھی میں لیا اور فرمایا:”یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم ...... الخ“ پھر نظر (رحمت) رسولوں پر ڈالی تو ان کو فرمایا کہ:”یا ایها الرسل ...... الخ“ غرض یہ کہ عالم ارواح کے واقعہ کی حکایت ہے۔“

جواب ۸...... بالفرض والتقدیر اگر اس آیت کو اجرائے نبوت کا مستدل مان بھی لیا جائے۔ تب بھی مرزا غلام احمد قادیانی قیامت کی صبح تک نبی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ وہ بقول خود آدم کی اولاد ہی نہیں، اور یہ آیت تو صرف بنی آدم سے متعلق ہے۔ مرزا نے خود اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم،خزائن ص۱۲۷ ج۲۱)

آیت نمبر۲...... ’’من یطع اللّٰہ والرسول‘‘

’’ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا (نساء:٦٩)‘‘

قادیانی کہتے ہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں وہ نبی ہوں گے۔ صدیق ہوں گے۔شہید ہوں گے۔صالح ہوں گے۔اس آیت میں چار درجات کے ملنے کا ذکر ہے۔اگر انسان صدیق،شہید،صالح بن سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں بن سکتا؟ تین درجوں کو جاری ماننا۔ایک کو بند ماننا۔تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر صرف معیت مراد ہو تو کیا حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق اعظمؓ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے۔خود صدیق اور شہید نہ تھے؟

جواب۱...... آیت مبارکہ میں درجات ملنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کرے۔وہ آخرت میں انبیاء،صدیقوں،شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ ’’حسن اولئك رفیقا‘‘ ظاہر کرتے ہیں۔

جواب۲...... یہاں معیت ہے۔عینیت نہیں ہے۔معیت فی الدنیا ہر مومن کو حاصل نہیں۔اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرۃ ہی ہے۔چنانچہ مرزائیوں کے مسلمہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدینؒ نے اپنی تفسیر جلالین شریف میں اس آیت کا شان نزول لکھا ہے:

’’قال بعض الصحابة للنبی ﷺ کیف نرٰك فی الجنة وانت فی الدرجات العلیٰ٠ ونحن اسفل منك فنزل ومن یطع اللّٰہ والرسول ...... وحسن اؤلئك رفیقا٠ رفقاء فی الجنة بان یستمتع فیھا برؤیتھم وزیارتھم والحضور معھم وان کان مقرھم فی درجات عالیة بالنسبة الی غیرھم‘‘

(جلالین ص۸۰)

’’بعض صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات پر ہوں گے۔تو آپ ﷺ کی زیارت کیسے

ہوگی؟۔پس یہ آیت نازل ہوئی ’’من یطع اللّٰہ والرسول …… الخ ‘‘(آگے فرماتے ہیں) یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرامؓ انبیاء علیہم السلام کی زیارت وحاضری سے فیضیاب ہوں گے۔اگرچہ ان (انبیاء) کاٹھکانہ دوسروں کی نسبت بلند مقام پر ہوگا۔‘‘

اسی طرح تفسیر کبیر ص ۱۷۰ج ۱۰میں ہے:

’’من یطع اللّٰہ والرسول ذکروا فی سبب النزول وجوھا۔ الا ول روی جمع من المفسرین ان ثوبان مولی رسول اللّٰہ ﷺ کان شدید الحب لرسول اللّٰہ ﷺ قلیل الصبر عنہ فاتاہ یوما وقد تغیر وجھہ ونحل جسمہ وعرف الحزن فی وجھہ فسالہ رسول اللّٰہ ﷺ عن حالہ فقال یارسول اللّٰہ مابی وجع غیرانی اذالم ارک اشتقت الیک واستو حشت وحشۃً شدیدۃً حتی القاک فذکرت الاخرۃ فخفت ان لااراک ھناک لانی ان ادخلت الجنۃ فانت تکون فی درجات النبیین وانا فی درجۃ العبید فلا اراک وان انالم ادخل الجنۃ فحینئذ لااراک ابدا فنزلت ھذہ الایۃ‘‘

ترجمہ:’’من یطع اللّٰہ …… الخ ‘‘(اس آیت) کےشان نزول کےکئی اسباب مفسرین نے ذکر کئے ہیں۔ان میں پہلا یہ ہے کہ حضرت ثوبانؓ جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔وہ آپ ﷺ کے بہت زیادہ شیدائی تھے(جدائی پر) صبر نہ کرسکتے تھے۔ایک دن غمگین صورت بنائے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ان کے چہرہ پر حزن وملال کے اثرات تھے۔ آپ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔توانہوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں۔بس اتنا ہے کہ آپ ﷺ کونہ دیکھوں تو اشتیاق ملاقات میں بےقراری بڑھ جاتی ہے۔یہاں تک کہ آپ ﷺ کی زیارت ہوتو مجھے آخرت کا خیال آکر یہ خوف لاحق ہے کہ وہاں میں آپ ﷺ کونہ دیکھ سکوں گا۔چونکہ مجھے جنت میں داخلہ ملا بھی تو آپ ﷺ تو انبیاء کے درجات میں بلند ترین مقام پر فائز ہوں گے،اور ہم آپ ﷺ کے غلاموں کے درجہ میں،اور اگر جنت میں سرے سے میرا داخلہ ہی نہ ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے ملاقات سے گئے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔‘‘

معلوم ہوا کہ اس معیت سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔ابن کثیر،تنویرالمقیاس،روح البیان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے:

حدیث:''قال رسول اللّٰہ ﷺ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء''(منتخب کنز العمال ج۴ص۷حدیث ۹۲۱۷/ابن کثیر ص۵۲۳ج۱طبع مصر)

ترجمہ:''آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچا تاجر امانت دار (قیامت کے دن) نبیوں صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

اگر معیت سے درجہ ملنا ثابت ہے تو مرزائی بتائیں کہ اس زمانہ میں کتنے امین وصادق تاجر نبی ہوئے ہیں؟۔

''عن عائشة قالت سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول مامن نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والآخرة وکان فی شکواہ الذی قبض اخذته بحة شدیدةٌ فسمعته یقول مع الذین انعمت علیھم من النبیین...... فعلمت انه خیر''

(مشکوٰۃ ص۵۴۷ج۲،ابن کثیر ص۵۲۲ج۱)

ترجمہ:''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر نبی، مرض (وفات) میں اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم آخرت میں۔ جس مرض میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ آپ ﷺ کو شدید کھانسی ہوئی۔ آپ ﷺ اس مرض میں فرماتے تھے:''مع الذین انعمت علیھم من النبیین''اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو بھی دنیا وآخرت میں سے ایک کا اختیار دیا جا رہا ہے۔''

معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں۔ کیونکہ نبی تو پہلے بن چکے تھے۔ آپ ﷺ کی تمنا آخرت کی معیت کے متعلق تھی۔

درجات کے ملنے کا تذکرہ

قرآن کریم میں جہاں دنیا میں ایمان والوں کو درجات ملنے کا ذکر ہے۔ وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگرچہ باقی تمام درجات کا ملنا مذکور ہے، مثلاً:

۱...... ''والذین آمنوا باللّٰہ ورسلہ اولئك ھم الصدیقون والشھداء عندربھم (الحدید:۱۹)''

ترجمہ:''اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر۔ وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس۔''

۲...... ’’والذین آمنوا وعملوا الصالحات لندخلنهم فی الصالحین (عنکبوت:۹)‘‘

ترجمہ:’’اور جولوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے۔ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔‘‘

۳...... سورۃ حجرات کے آخر میں:’’مجاهدین فی سبیل الله‘‘کوفرمایا ’’اولئك هم الصادقون‘‘

ان آیات میں صدیق، صالح وغیرہ درجات ملنے کا ذکر ہے۔مگر نبوت کا ذکر نہیں۔ غرض جہاں درجات حاصل کرنے کا ذکر ہے۔وہاں نبوت کا ذکر نہیں۔ جہاں نبوت کا ذکر ہے۔ وہاں درجات ملنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ صرف معیت مراد ہے۔

جواب۳...... کیا تیرہ سو سال میں کسی نے حضور ﷺ کی پیروی کی ہے یا نہ؟ اگر اطاعت اور پیروی کی ہے تو نبی کیوں نہ بنے؟ اور اگر کسی نے بھی اطاعت وپیروی نہیں کی تو آپ ﷺ کی امت خیرامت نہ ہوئی۔ بلکہ شرامت ہوگی۔(نعوذباللہ) جس میں کسی نے بھی اپنے نبی کی کامل پیروی نہ کی۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں صحابہ کرامؓ کے متعلق خودشہادت دے دی ہے کہ:’’یطیعون الله و رسوله (توبه: ۷۱)‘‘یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ اللہ اوراس کے رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ بتاؤ! وہ نبی کیوں نہ ہوئے؟ اس لئے کہ اگر اطاعت کاملہ کا نتیجہ نبوت ہے تو اکابر صحابہ کرامؓ کو یہ منصب ضرور حاصل ہوتا۔جنہیں’’رضی الله عنهم ورضوا عنه‘‘کا خطاب ملا اور یہی رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ:’’رضوان من الله اکبر(توبه:۷۲)‘‘

جواب۴...... اگر بفرض محال پانچ منٹ کے لئے تسلیم کرلیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں نبوت ملتی ہے۔تو اس آیت میں تشریعی اور غیرتشریعی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔تم غیرتشریعی کی تخصیص کیوں کرتے ہو؟ اگر اس آیت میں نبوت ملنے کا ذکر ہے تو آیت میں النبیین ہے۔المرسلین نہیں،اور نبی غیرتشریعی اور رسول تشریعی کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی ورسول کے فرق سے واضح ہے۔تو اس لحاظ سے پھر تشریعی نبی آنے چاہئیں۔ یہ تو تمہارے عقیدہ کے بھی خلاف ہوا۔مرزا کہتا ہے:

’’اب میں بموجب آیت کریمہ:’’و اما بنعمت ربك فحدث ‘‘اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں۔ بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ص ۷۰ ج ۲۲)

اس حوالہ سے تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نہیں۔ بلکہ وہبی طور پر نبوت ملی۔ تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال باطل ہوا۔

جواب ۵...... اگر اطاعت کرنے سے نبوت ملتی ہے تو نبوت کسبی چیز ہوئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:’’الله اعلم حيث يجعل رسالته ‘‘نبوت وہبی چیز ہے۔ جو اسے کسبی مانے وہ کافر ہے۔

نبوت وہبی چیز ہے

۱...... علامہ شعرانیؒ الیواقیت والجواہر میں تحریر فرماتے ہیں:

’’فان قلت فهل النبوة مكتسبة او موهوبة فالجواب ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل اليها بالنسك و الرياضات كما ظنه جماعة من الحمقاء ...... و قد افتى المالكية و غيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة‘‘

(الیواقیت والجواہر ص ۱۶۴، ۱۶۵ ج ۱)

ترجمہ:’’کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ درویشی اختیار کرنے یا محنت و کاوش سے اس تک پہنچا جائے۔ جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی فرقہ...... از مترجم) کا خیال ہے۔ مالکیہ وغیرہ نے کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔‘‘

۲...... قاضی عیاضؒ شفاء میں لکھتے ہیں:

’’من ادعى نبوة احد مع نبينا ﷺ اوبعده ...... اومن ادعى النبوة لنفسه او جوأز اكتسابها ۰ و البلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها الخ وكذالك من ادعى منهم انه يوحىٰ اليه وان لم يدع النبوة...... فهولاء كلهم كفار مكذبون للنبى ﷺ لانه اخبر ﷺ انه خاتم النبيين لانبى بعده‘‘ (شفاء ص ۲۴۶، ۲۴۷ ج ۲)

ترجمہ:’’ہمارے نبی ﷺ کی موجودگی یا آپ ﷺ کے بعد جو کوئی کسبی نبوت کا قائل ہو۔ یا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یا پھر دل کی صفائی کی بناء پر اپنے کسب کے ذریعہ

نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا۔ یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا۔ اگر چہ نبوت کا دعویٰ نہ کیا۔ تو یہ سب قسم کے لوگ نبی ﷺ کے دعویٰ...... ''انا خاتم النبیین''...... کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر ٹھہرے۔''

ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت کے کسبی ہونے کا عقیدۂ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدا اور رسول کا عنصر رکھتا ہے، اور ایسے عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ ودیگر علماء کے نزدیک قابل گردن زدنی اور کافر ہے۔

جواب ۶...... اگر نبوت ملنے کے لئے اطاعت وتابعداری شرط ہے تو غلام احمد قادیانی پھر بھی نبی نہیں ہے، کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی کامل تابعداری نہیں کی جیسے: (۱) مرزا نے حج نہیں کیا۔ (۲) مرزا نے ہجرت نہیں کی۔ (۳) مرزا نے جہاد بالسیف نہیں کیا۔ بلکہ الٹا اس کو حرام کہا۔ (۴) مرزا نے کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھے۔ (۵) ہندوستان کے قحبہ خانوں میں زنا ہوتا رہا۔ مگر مرزا غلام احمد نے کسی زانیہ یا زانی کو سنگسار نہیں کرایا۔ (۶) ہندوستان میں چوریاں ہوا کرتی تھیں۔ مگر مرزا قادیانی نے کسی چور کے ہاتھ نہیں کٹوائے۔

جواب ۷...... نیز مع کا معنی ساتھ کے ہیں۔ جیسے: ''ان اللّٰہ معنا۰ ان اللّٰہ مع المتقین۰ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا۰ محمد رسول اللّٰہ والذین معہ۰ ان اللّٰہ مع الصابرین'' نیز اگر نبی کی معیت سے نبی ہوسکتا ہے تو خدا کی معیت سے خدا بھی ہوسکتا ہے؟۔ العیاذ باللّٰہ۔

جواب ۸...... یہ دلیل قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے۔ اس لئے مرزائی اپنے استدلال کی تائید میں کسی مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں۔ بغیر اس تائید کے ان کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے۔ اس لئے کہ مرزا نے لکھا ہے:

''جو شخص ان (مجددین) کا منکر ہے۔ وہ فاسقوں میں سے ہے۔''

(شہادۃ القرآن ص۴۸، خزائن ص۳۴۴ ج۶)

جواب ۹...... اگر مرزائیوں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں۔ تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی وبروزی؟ اگر نبوت کا ظلی بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی وبروزی ہونے

چاہئیں۔ حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی و بروزی ہونے کا قائل نہیں، اور اگر صدیق وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی ماننا چاہئے۔ حالانکہ تشریعی اور مستقل نبوت کا ملنا خود مرزائیوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے یہ دلیل مرزائیوں کے دعویٰ کے مطابق نہ ہوگی۔

آیت نمبر۳...... ’’وآخرین منهم لما یلحقوابهم‘‘

طائفہ قادیانیہ چونکہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تحریف کرتے ہوئے آیت: ’’هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منهم لما یلحقوابهم (جمعه: ۲،۳) ‘‘کو بھی ختم نبوت کی نفی کے لئے پیش کردیا کرتے ہیں۔ طریق استدلال یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے امیین میں ایک رسول عربی ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس طرح بعد کے لوگوں میں بھی ایک نبی قادیان میں پیدا ہوگا۔ معاذ اللہ۔

جواب۱...... بیضاوی شریف میں ہے:

’’وآخرین منهم عطف علی الامیین اوالمنصوب فی یعلمهم وهم الذین جاؤا بعد الصحابة الی یوم الدین فان دعوته وتعلیمه یعم الجمیع‘‘

’’آخرین کا عطف امیین یا یعلمهم کی ضمیر پر ہے، اور اس لفظ کے زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیم و دعوت صحابہؓ اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لئے عام ہے۔‘‘

خود آنحضرت ﷺ بھی فرماتے ہیں: ’’انا نبی من ادرك حیا و من یولد بعدی ‘‘صرف موجودین کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت اور ہمیشہ کے لئے ہادی ﷺ برحق ہوں۔

جواب۲...... القرآن یفسر بعضه بعضاً کے تحت دیکھیں تو یہ آیت کریمہ دعائے خلیل کا جواب ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تکمیل پر دعا فرمائی تھی:

’’ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم آیتك ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم (بقره:۱۲۹)‘‘

زیر بحث آیت میں اس دعا کی اجابت کا ذکر ہے کہ دعائے خلیل کے نتیجہ میں وہ رسول

معظم ان امیوں میں مبعوث ہوئے۔لیکن صرف انہیں کے لئے نہیں بلکہ جمیع انسانیت کے لئے جو موجود ہیں ان کے لئے بھی جو ابھی موجود نہیں لیکن آئیں گے قیامت تک۔سبھی کے لئے آپ ﷺ ہادی برحق ہیں۔جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:’’یا ایھاالناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا (اعراف: ۱۵۸) ‘‘یا آپ ﷺ کا فرمانا:’’ارسلت الی الخلق کافۃ ‘‘لہٰذا مرزا قادیانی دجال قادیان اور اس کے چیلوں کا اس کو حضور ﷺ کی دو بعثتیں قرار دینا یا نئے رسول کے مبعوث ہونے کی دلیل بنانا سراسر دجالیت ہے۔پس آیت کریمہ کی رو سے مبعوث واحد ہے اور مبعوث’’الیھم ‘‘موجود وغائب سب کے لئے بعثت عامہ ہے۔

جواب۴......رسولاً پر عطف کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔کیونکہ جو قید معطوف علیہ میں مقدم ہوتی ہے۔اس کی رعایت معطوف میں بھی ضروری ہے۔چونکہ رسولاً معطوف علیہ ہے۔فی الامیین مقدم ہے۔اس لئے فی الامیین کی رعایت وآخرین منھم میں بھی کرنی پڑے گی۔پھر اس وقت یہ معنی ہوں گے کہ امیین میں اور رسول بھی آئیں گے۔کیونکہ امیین سے مراد عرب ہیں۔جیسا کہ صاحب بیضاوی نے لکھا ہے:’’فی الامیین ای فی العرب لان اکثرھم لا یکتبون ولا یقرؤن ‘‘اور لفظ منھم کا بھی یہی تقاضا ہے جب کہ مرزا عرب نہیں تو مرزائیوں کے لئے سوائے دجل وکذب میں اضافہ کے استدلال باطل سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جواب۵......قرآن مجید کی اس آیت میں بعث کا لفظ ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔اگر رسولاً پر عطف کریں تو پھر بعث مضارع کے معنوں میں لینا پڑے گا۔ایک ہی وقت میں ماضی اور مضارع دونوں کا ارادہ کرنا ممتنع ہے۔

جواب۶......اب آئیے دیکھئے کہ مفسرین حضرات جو (قادیانی دجال سے قبل کے زمانہ کے ہیں) اس آیت کی تفسیر میں کیا ارشاد فرماتے ہیں:

’’قال المفسرون ھم الا عاجم یعنون بھم غیر العرب ای طائفہ کانت قالہ ابن عباس وجماعۃ وقال مقاتل یعنی التابعین من ھذہ الامۃ الذین لم یلحقوا باوائلھم وفی الجملہ معنی جمیع الا قوال فیہ کل من دخل فی الاسلام بعد النبی ﷺ الی یوم القیامۃ فالمراد بالامیین العرب وبالآخرین سواھم من الامم‘‘ (تفسیر کبیر ص۴ جز۳۰ مطبع مصر)

’’(یعنی آپ ﷺ عرب وعجم کے لئے معلم ومربی ہیں) مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد عجمی ہیں۔ عرب کے ماسواء کوئی طبقہ ہو یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے اور مقاتل کہتے ہیں کہ تابعین مراد ہیں۔ سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ امیین سے عرب مراد ہیں، اور آخرین سے سوائے عرب کے سب قومیں جو حضور ﷺ کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ وہ سب مراد ہیں۔‘‘

’’وهم الذين جاؤا بعد الصحابة الى يوم الدين‘‘

(تفسیر ابوسعود ج۴ جز۸ ص۲۴۷)

’’آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحابہؓ کے بعد قیامت تک آئیں گے۔ (ان سب کے لئے حضور ﷺ ہی نبی ہیں۔)‘‘

’’هم الذين يأتون من بعدهم الى يوم القيامة‘‘ (کشاف ص۵۳۰ ج۴)

جواب ۷...... بخاری شریف ص۷۲۷ ج۲، مسلم شریف ص۳۱۲ ج۲، ترمذی شریف ص۲۳۲ ج۲، مشکوٰۃ شریف ص۵۷۶ پر ہے:

’’عن ابى هريرةؓ قال كنا جلوسا عند النبى ﷺ فانزلت سورة الجمعة وآخرين منهم لما يلحقوا بهم قال قلت من هم يا رسول الله فلم يراجعه حتى سال ثلثا وفينا سلمان الفارسى وضع رسول الله ﷺ يده على سلمان ثم قال لوكان الايمان عندالثريا لناله رجال او رجل من هؤلاء‘‘

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی۔ وآخرین منهم لما يلحقوابهم تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی۔ حتیٰ کہ تیسری بار سوال عرض کرنے پر آپ ﷺ نے ہم میں بیٹھے ہوئے سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو یہ لوگ (اہل فارس) اس کو پالیتے۔ رجال یا رجل کے لفظ میں راوی کو شک ہے۔ مگر اگلی روایت میں رجال کو متعین کردیا۔‘‘

یعنی عجم یا فارس کی ایک جماعت کثیرہ جو ایمان کو تقویت دے گی اور امور ایمانیہ میں اعلیٰ مرتبہ پر ہوگی۔ عجم وفارس میں بڑے بڑے محدثین، علماء، مشائخ، فقہا، مفسرین، مقتداء،

مجددین وصوفیا، اسلام کے لئے باعث تقویت بنے۔ آخرین منهم لما یلحقوابهم سے وہ مراد ہیں۔ ابوہریرہؓ سے لے کر ابوحنیفہؒ تک سبھی اسی رسول ہاشمی ﷺ کے دراقدس کے دریوزہ گر ہیں۔ حاضروغائب۔ امیین و آخرین سب ہی کے لئے آپ ﷺ کا دراقدس وا ہے۔ آئے جس کا جی چاہے۔ اس حدیث نے متعین کردیا کہ آپ ﷺ کی نبوت عامہ وتامہ وکافہ ہے۔ موجودوغائب عرب وعجم سب ہی کے لئے آپ ﷺ معلم ومزکی ہیں۔ اب فرمایئے کہ آپ ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر مبارک ہے یا کسی اور نئے نبی کے آنے کی بشارت؟ ایسا خیال کرنا باطل و بے دلیل دعویٰ ہے۔

آیت نمبر۴...... ''وبالآخرة هم یوقنون''

قادیانی اجرائے نبوت کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ: ''وبالآخرة هم یوقنون (بقرہ:٤)'' (یعنی وہ پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں)

جواب ا...... اس جگہ آخرت سے مراد قیامت ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ صراحتاً فرمایا گیا: ''وان الدار الآخرة لهیی الحیوان (عنکبوت:٦٤)'' آخری زندگی ہی اصل زندگی ہے: ''خسرالدنیا والآخرة (حج:١١)'' دنیاوآخرت میں خائب وخاسر: ''و لاجر الآخرة اکبر لو کانوا یعلمون (النحل:٤١)'' الحاصل قرآن مجید میں لفظ آخرت پچاس سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ مراد جزا اور سزا کا دن ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے تفسیر ابن جریر ص۱۰۶ جلدا، درمنثور جلداول ص۲۷ پر ہے: ''عن ابن عباس (وبالآخرة) ای بالبعث والقیامة والجنة والنار والحساب والمیزان'' غرض جہاں کہیں قرآن مجید میں آخرت کا لفظ آیا ہے۔ اس سے قیامت کا دن مراد ہے۔ نہ کہ پچھلی وحی۔

جواب۲...... مرزا قادیانی کہتا ہے:

''طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخرالزماں پر جو کچھ اتارا گیا ہے ایمان لائے...... ''و بالآخرة هم یوقنون'' اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی۔ یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا اور سزا مانتا ہو۔''

(الحکم نمبر۳۴،۳۵ ج۸،۱۰/اکتوبر۱۹۰۴ء دیکھو خزینۃ العرفان ص۸۷ ج۱، از مرزا قادیانی)

اسی طرح دیکھو الحکم نمبر۲ ج۱۰، ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۵ کالم نمبر۲،۳۔ اس میں مرزا

قادیانی نے:''و بالآخرۃ ھم یوقنون'' کا ترجمہ:''اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔کیا ہے۔ اور پھر لکھتا ہے:''قیامت پر یقین رکھتا ہوں۔''

تفسیر از حکیم نورالدین خلیفہ قادیان:''اور آخرت کی گھڑی پر یقین کرتے ہیں۔''

(ضمیمہ بدر ج ۸ نمبر ۱۵ ص ۳ مورخہ ۴ر فروری ۱۹۰۹ء)

لٰہذا مرزائیوں کا:''وبالآخرۃ ھم یوقنون'' کا معنی آخری وحی کرنا جہاں تحریف وزندقہ ہے۔وہاں قادیانی اکابر کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔

جواب۳...... قادیانی علم و معرفت سے معریٰ ہوتے ہیں۔کیونکہ خود مرزا قادیانی بھی محض جاہل تھا۔اسے بھی تذکیر و تانیث واحد و جمع کی کوئی تمیز نہ تھی۔ایسے ہی یہاں بھی ہے کہ الآخرۃ تو مؤنث ہے۔جبکہ لفظ وحی مذکر ہے۔اس کی صفت مونث کیسے ہوگی؟ دیکھئے قرآن مجید میں ہے:''ان الدار الآخرۃ لھی الحیوان'' دیکھئے دارالآخرۃ مونث واقع ہوا ہے۔اس لئے ''لھی'' کی مونث ضمیر آئی ہے اور لفظ وحی کے لئے مذکر کا صیغہ استعمال ہونا چاہئے۔تو پھر کوئی سر پھرا ہی الآخرۃ کو آخری وحی قرار دے سکتا ہے؟۔

آیت نمبر۵......''وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ''

قادیانی کہتے ہیں کہ:''وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب (عنکبوت:۲۷)''یعنی ہم نے اس ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ابراہیم کی اولاد ہے۔اس وقت تک نبوت جاری ہے۔

جواب۱...... اگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے تو کتاب کا نزول بھی جاری معلوم ہوتا ہے۔حالانکہ یہ بات قادیانیوں کے نزدیک باطل ہے۔جو دلیل کتاب کے جاری ہونے سے مانع ہے۔وہی اجرائے نبوت سے مانع ہے۔

جواب۲...... وجعلنا کا فاعل باری تعالیٰ ہیں۔تو گویا نبوت وہبی ہوئی۔حالانکہ قادیانی وہبی کی بجائے اب کسبی۔یعنی اطاعت والی کو جاری مانتے ہیں۔تو گویا کئی لحاظ سے یہ قادیانی اعتراض خود قادیانی عقائد و مستدلات کے خلاف ہے۔

احادیث پر قادیانی اعتراضات کے جوابات

(۱)...... ''لو عاش ابراھیم''

''ولو عاش (ابراھیم) لکان صدیقاً نبیا''اس سے قادیانی استدلال

کرتے ہیں کہ اگر حضورﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنتے۔ بوجہ وفات کے حضرت ابراہیم نبی نہیں بن سکے۔ ورنہ نبی بننے کا امکان تو تھا۔

جواب ا...... یہ روایت جس کو قادیانی اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہﷺ و ذکر وفاتہ میں ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

’’عن ابن عباسؓ لمامات ابراهیم بن رسول اللهﷺ صلی رسول اللهﷺ وقال ان له مرضعاً فی الجنة ولوعاش لکان صدیقاً نبیا ولو عاش لعتقت اخواله القبط وما استرق قبطی‘‘ (ابن ماجہ ص۱۰۸)

ترجمہ: ’’حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ اس کے لئے دودھ پلانے والی جنت میں (مقرر کردی گئی) ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو یقیناً نبی ہوتے اور اگر وہ زندہ رہتے تو اس کے قبطی ماموں آزاد کر دیتا اور کوئی قبطی قیدی نہ ہوتا۔‘‘

ا...... اس روایت کی صحت پر شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے انجاح الحاجہ علی ابن ماجہ میں کلام کیا ہے:

’’وقد تکلم بعض الناس فی صحة هذا الحدیث کما ذکر السید جمال الدین المحدث فی روضة الاحباب‘‘ (انجاح ص۱۰۸)

’’اس حدیث کی صحت میں بعض (محدثین) نے کلام کیا ہے۔ جیسا کہ روضہ احباب میں سید جمال الدین محدث نے ذکر کیا ہے۔‘‘

۲...... موضوعات کبیر کے ص ۵۸ پر ہے:

’’قال النووی فی تهذیبه هذا الحدیث باطل وجسارة علی الکلام المغیبات ومجازفة وهجوم علی عظیم‘‘

ترجمہ: ’’امام نوویؒ نے تہذیب الاسماء واللغات میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ غیب کی باتوں پر جسارت ہے۔ بڑی بے تکی بات ہے۔‘‘

۳...... مدارج النبوۃ ص ۲۶۷ ج ۲ شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ

حدیث صحت کونہیں پہنچتی۔اس کا کوئی اعتبار نہیں۔اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جوضعیف ہے۔

۴...... ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کے بارہ میں محدثین کی آراء یہ ہیں۔ثقہ نہیں ہے۔حضرت امام احمد بن حنبلؒ۔حضرت امام یحییٰؒ۔حضرت امام داؤدؒ۔

منکر الحدیث ہے:	حضرت امام ترمذیؒ
متروک الحدیث ہے:	حضرت امام نسائیؒ
اس کا اعتبار نہیں:	حضرت امام جوزجانیؒ
ضعیف الحدیث ہے:	حضرت امام ابوحاتمؒ

ضعیف ہے۔اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔اس نے حکم سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔(تہذیب التہذیب ص۹۴،۹۵ ج۱)(یاد رہے کہ زیر بحث روایت بھی ابوشیبہ نے حکم سے روایت کی ہے۔)

ایسا راوی جس کے متعلق آپ اکابر امت کی آراء ملاحظہ فرما چکے ہیں۔اس کی ایسی ضعیف روایت کو لے کر قادیانی اپنا باطل عقیدۂ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے خبر واحد (اگرچہ صحیح بھی کیوں نہ ہو) معتبر نہیں ہوتی۔چہ جائیکہ عقائد میں ایک ضعیف روایت کا سہارا لیا جائے۔یہ تو بالکل ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' والی بات ہوگی۔

جواب۲......اور پھر قادیانی دیانت کے دیوالیہ پن کا اندازہ فرمائیں کہ اسی متذکرہ روایت سے قبل حضرت ابن اوفیؓ کی ایک روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔جو صحیح ہے۔اس لئے کہ امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح بخاری میں اسے نقل فرمایا ہے۔جو قادیانی عقیدۂ اجراء نبوت کو بیخ وبن سے اکھیڑ دیتی ہے۔

اے کاش! قادیانی اس ضعیف روایت سے قبل والی صحیح روایت کو پڑھ لیتے جو یہ ہے:

''قال قلت لعبداللہ ابن ابی اوفیؓ رأیت ابراهیم بن رسول اللہ ﷺ قال مات وهو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنه ابراهیم ولکن لا نبی بعده۰ ابن ماجه باب ماجاء فی الصلوة علی ابن رسول اللہ وذکر وفاته''(ص۱۰۸)

ترجمہ: ’’اسماعیل راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو آپ نے دیکھا تھا؟ عبداللہ ابن اوفیؓ نے فرمایا کہ وہ (ابراہیم) چھوٹی عمر میں انتقال فرما گئے اور اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا۔ تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔‘‘

یہ وہ روایت ہے جسے اس باب میں ابن ماجہ سب سے پہلے لائے ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ حضرت امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح کے باب ’’من سمی باسماء الانبیاء‘‘ میں اسے مکمل نقل فرمایا۔ (بخاری ج۲ص۹۱۴)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ صحیح روایت جسے ابن ماجہ متذکرہ باب میں سب سے پہلے لائے اور جس کو امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ص۳۳۷ ج۶) پر ’’بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ‘‘ تسلیم کیا ہے۔ اگر مرزائیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو اس صحیح بخاری کی روایت کے مقابلہ میں ایک ضعیف اور منکر الحدیث کی روایت کو نہ لیتے۔ مگر مرزائی اور دیانت یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔

لیجئے ایک اور روایت۔ انہیں حضرت عبداللہ بن اوفیؓ سے (مسند احمد ج۴ص۳۵۳) کی ملاحظہ فرمائیے:

’’حدثنا ابن ابی خالد قال سمعت ابن ابی اوفیؓ یقول لو کان بعدالنبی ﷺ نبی مامات ابنه ابراهیم‘‘

’’ابن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیؓ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ حضرت رحمت دوعالم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت نہ ہوتے۔‘‘

حضرت انسؓ سے سدیؒ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا: ’’قد ملاء المهد ولو بقی لکان نبیاً ولکن لم یکن لیبقی لان نبیکم آخر الانبیاء‘‘ وہ پنگھوڑے کو بھر دیتے تھے (یعنی بچپن میں ان کا انتقال ہوا۔ لیکن وہ اتنے بڑے تھے کہ پنگھوڑا ابھرا ہوا نظر آتا تھا) اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے۔ لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

(تلخیص التاریخ الکبیر لابن عساکر ص۲۹۴ ج۱، فتح الباری ج۱۰ص۴۷۷ باب سمی باسماء الانبیاء)

اب ان صحیح روایات جو بخاری، مسند احمد اور ابن ماجہ میں موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے ایک ضعیف روایت کو جس کا جھوٹا اور مردود ہونا یوں بھی ظاہر ہے کہ یہ قرآن کے نصوص صریحہ اور صدہا احادیث نبویہ کے خلاف ہے۔ اسے صرف وہی لوگ اپنے عقیدے کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔ جن کے متعلق حکم خداوندی ہے:

''ختم اللّٰہ علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلیٰ ابصارهم غشاوة (بقرہ: ۷)''

جواب ۳...... اس میں حرف لو قابل توجہ ہے۔ اس لئے کہ جیسے: ''لوکان فیهما الهة الا اللّٰہ لفسدتا'' لو عربی میں محال کے لئے بھی آ جاتا ہے۔ اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے۔ اس سے اثبات عقیدہ کے لئے استدلال کرنا قادیانی علم کلام کا ہی کارنامہ ہو سکتا ہے۔

(۲)...... ''ولا تقولوا لا نبی بعدہ''

قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ''قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانبی بعدہ'' (تکملہ مجمع البحار ج۵ ص۵۰۲، درمنثور ص۲۰۴ ج۵) اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک نبوت جاری تھی۔

جواب ۱...... حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف اس قول کی نسبت صریحاً بے حد زیادتی ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں اس کی سند متصل مذکور نہیں۔ ایک منقطع السند قول سے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف استدلال کرنا سراپا دجل وفریب ہے۔

جواب ۲...... رحمت دو عالم ﷺ فرماتے ہیں: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول: ''ولا تقولوا لا نبی بعدہ'' یہ صریحاً اس فرمان نبوی ﷺ کے مخالف ہے۔ قول صحابہؓ وقول نبوی ﷺ میں تعارض ہو جائے تو حدیث وفرمان نبوی کو ترجیح ہوگی۔ پھر لا نبی بعدی حدیث شریف متعدد صحیح سندوں سے مذکور ہے اور قول عائشہؓ ایک منقطع السند قول ہے۔ صحیح حدیث کے مقابلہ میں یہ کیسے قابل حجت ہو سکتا ہے؟

جواب ۳...... خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے (کنز العمال ص۳۷۱ ج۱۵ حدیث ۴۱۴۲۳) میں روایت ہے: ''لم یبق من النبوة بعدہ شئی الا المبشرات'' اس واضح فرمان کے بعد اس قول کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب کرنے کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے؟

جواب ۴...... قادیانی دجل ملاحظہ ہو کہ وہ اس قول کو جو مجمع البحار میں بغیر سند کے نقل کیا

گیا ہے۔استدلال کرتے وقت بھی ادھورا قول نقل کرتے ہیں۔اس میں ہے:’’ھذا ناظر الی نزول عیسیٰ علیه السلام‘‘ (تکملہ مجمع البحار ص۵۰۲ ج۵)

اگر ان کا یا مغیرہؓ کا جو قول:’’اذا قلت خاتم الانبیاء حسبك‘‘ وغیرہ جیسے الفاظ آئے ہیں۔ان سب کا مقصد یہی ہے کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ تھا۔یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں (آئے گا) اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔یہ کہو کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی بنایا نہیں جائے گا۔اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں۔

جواب۵...... اس قول’’ولا تقولوا لا نبی بعده‘‘ میں’’بعده‘‘ خبر کے مقام پر آیا ہے۔اس لئے اس کا پہلا معنی یہ ہوگا:’’لا نبی مبعوث بعده‘‘ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔مرقات حاشیہ مشکوۃ شریف پر یہی ترجمہ مراد لیا گیا ہے۔جو صحیح ہے۔

دوسرا معنی......’’لا نبی خارج بعده‘‘ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا۔یہ غلط ہے۔اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔حضرت مغیرہؓ نے ان معنوں سے:’’لا تقولوا لا نبی بعده‘‘ کی ممانعت فرمائی ہے۔جو سو فیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

تیسرا معنی......’’لا نبی حیی بعده‘‘ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی زندہ نہیں۔ان معنوں کو سامنے رکھ کر حضرت عائشہؓ نے:’’لاتقولوا لا نبی بعده‘‘ فرمایا۔اس لئے کہ خود ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات منقول ہیں۔

قادیانی سوال

اگر اس قول عائشہ صدیقہؓ کی سند نہیں تو کیا ہوا تعلیقات بخاری کی بھی سند نہیں۔

جواب...... یہ بھی قادیانی دجل ہے ورنہ فتح الباری کے مصنف علامہ ابن حجرؒ نے الگ ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے۔جس کا نام تغلیق التعلیق ہے۔اس میں تعلیقات صحیح بخاری کو موصول کیا ہے۔

۳...... ’’مسجدی آخر المساجد‘‘

قادیانی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:’’مسجدی آخر المساجد‘‘ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی مسجد کے بعد دنیا میں ہر روز مسجدیں بن رہی ہیں۔تو نبی بھی بن سکتے ہیں۔

جواب...... یہ اشکال بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔اس لئے جہاں ’’مسجدی آخر المساجد ‘‘ کے الفاظ احادیث میں آئے ہیں۔ وہاں روایات میں آخر مساجد الانبیاء کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مبارک یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کا گھر (مسجد) بناتے تھے۔تو انبیاء کرام علیہم السلام کی مساجد میں سے آخری مسجد۔ مسجد نبوی ہے۔ یہ ختم نبوت کی دلیل ہوئی نہ کہ اجرائے نبوت کی۔ (ترغیب والترہیب ج۲ ص۱۷۳ حدیث۱۷۷۱) میں خاتم مساجد الانبیاء کے الفاظ صراحت سے موجود ہیں۔ نیز (کنزالعمال ص۲۷۰ ج۱۲ حدیث ۳۴۹۹۹) باب فضل الحرمین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے:’’عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء‘‘

۴...... ’’انك خاتم المهاجرين‘‘

قادیانی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا:’’اطمئن یا عم (عباسؓ) فانك خاتم المهاجرين فى الهجرة كما انا خاتم النبيين فى النبوة ‘‘(کنزالعمال ص۶۹۹ ج۱۲ حدیث ۳۳۳۸۷) اگر حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت جاری ہے تو حضور ﷺ کے بعد نبوت بھی جاری ہے۔

جواب...... قادیانی اس روایت میں بھی دجل سے کام لیتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عباسؓ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کے سفر پر روانہ ہو گئے تھے۔ مکہ مکرمہ سے چند کوس باہر تشریف لے گئے تو راستہ میں مدینہ طیبہ سے آنحضرت ﷺ دس ہزار قدسیوں کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ فتح کرنے کے لئے تشریف لے آئے۔ راستہ میں ملاقات ہوئی تو حضرت عباسؓ کو افسوس ہوا کہ میں ہجرت کی سعادت سے محروم رہا۔ حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کو تسلی و حصول ثواب کی بشارت دیتے ہوئے یہ فرمایا۔ اس لئے واقعتاً مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والے آخری مہاجر حضرت عباسؓ تھے۔اس لئے کہ ہجرت دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف کی جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ رحمت دوعالم ﷺ کے ہاتھوں ایسے فتح ہوا جو قیامت کی صبح تک دارالاسلام رہے گا۔ تو مکہ مکرمہ سے آخری مہاجر واقعی حضرت عباسؓ ہوئے۔ آپ ﷺ کا فرمانا:’’اے چچا تم خاتم المہاجرین ہو‘‘ تمہارے بعد جو بھی مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے گا۔ اسے مہاجر کا لقب نہیں ملے گا۔ اس لئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:’’لا هجرة بعد الفتح ‘‘(بخاری ص۴۳۳ ج۱) حضرت

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (اصابہ ص۲۷۱ج۲ طبع بیروت) میں فرماتے ہیں: ’’ھاجر قبل الفتح بقلیل وشھد الفتح‘‘

’’حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔‘‘

۵...... ’’ابو بکر خیر الناس‘‘

قادیانی کہتے ہیں کہ: ’’ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبی ‘‘ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

جواب...... یہ روایت (کنزالعمال ج۱۱ص۵۴۳ حدیث ۳۲۵۴۷) کی ہے۔ اس کے آگے ہی لکھا ہے: ’’ھذا الحدیث احد مانکر ‘‘یہ روایت ان میں سے ایک ہے۔ جس پر انکار کیا گیا ہے۔ ایسی منکر روایت سے عقیدہ کے لئے استدلال کرنا قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔

جواب۲...... کنزالعمال ج۱۱ص۵۴۶ حدیث ۳۲۵۶۴ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے:

’’ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب یٰسن ۰ افضل من ابی بکر‘‘

’’رحمت دوعالم ﷺ سمیت تمام انبیاء ورسل کے صحابہؓ سے ابوبکر صدیقؓ افضل ہیں۔‘‘

حاکم میں حضرت ابوہریرہؓ سے (کنزالعمال میں ج۱۱ص۵۶۰ حدیث ۳۲۶۴۵) پر روایت کے الفاظ ہیں:

’’ابوبکر و عمر خیرالاولین و خیر الاخرین وخیر اھل السموٰات وخیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین‘‘

’’زمینوں وآسمانوں کے تمام اولین وآخرین میں سوائے انبیاء ومرسلین کے باقی سب سے ابوبکرؓ وعمرؓ افضل ہیں۔‘‘

ان روایات کو سامنے رکھیں تو مطلب واضح ہے کہ انبیاء کے علاوہ ابوبکرؓ باقی سب سے افضل ہیں۔ لیجئے اب ان تمام روایات کے سامنے آتے ہی قادیانی دجل پارہ پارہ ہوگیا۔

سوال ۸...... لاہوری اور قادیانی مرزائیوں میں کیا فرق ہے؟ جب لاہوری مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ہی نہیں مانتے تو ان کی وجہ تکفیر کیا ہے؟ دونوں فرقوں کے درمیان اختلافات کا جائزہ پیش کریں؟

جواب......مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے دوگروپ ہیں۔ایک لاہوری دوسرا قادیانی۔مرزا غلام احمد قادیانی اورنورالدین کے زمانہ تک یہ ایک تھے۔مارچ ۱۹۱۴ء میں نور الدین کے آنجہانی ہونے پر لاہوری گروپ کے چیف گرو محمد علی ایم اے اوراس کے حواریوں کا خیال تھا کہ نورالدین کی جگہ محمد علی کو قادیانی جماعت کی زمامِ اقتدار سونپ دی جائے گی۔مگر مرزا قادیانی کے خاندان کے افراداور مریدوں نے نوعمر مرزا محمود کومرزا قادیانی کی نام نہاد خلافت کی گدی پر بٹھادیا۔محمد علی لاہوری اپنے حواریوں سمیت اپنا سامنہ لے کرلاہور آ گئے۔تب سے مرزا قادیانی کی جماعت کے دوگروپ بن گئے۔لاہوری وقادیانی۔دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑائی صرف اور صرف اقتدار کی لڑائی تھی۔عقائد کا اختلاف نہ تھا۔اس لئے کہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی اور نورالدین کے زمانہ تک عقائد میں نہ صرف قادیانی گروپ کا ہمنوا تھا۔ بلکہ اب بھی یہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی کواس کے تمام دعاوی میں سچا سمجھتا ہے۔امام، مامور من اللہ، مجدد، مہدی، مسیح،ظلی و بروزی نبی وغیرہ۔مرزا کے تمام کفریہ دعاوی کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔مرزا قادیانی کے عقائد کی ترویج اور توسیع اس کی کتب کی اشاعت کرتے ہیں۔ قادیانیوں نے لاہوریوں کے متعلق یہ پروپیگنڈہ کیا کہ یہ اقتدار نہ ملنے کے باعث علیحدہ ہوئے ہیں۔تو لاہوریوں نے اپنے دفاع کے لئے اقتدار کی لڑائی کوعقائد کے اختلاف کا چولا پہنا دیا۔لاہوریوں نے کہا کہ ہمیں قادیانیوں سے تین مسائل میں اختلاف ہے:

۱...... قادیانی گروپ مرزا کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ہم ان کو کافرنہیں کہتے۔

۲...... قادیانی گروپ مرزا قادیانی کوقرآنی آیت:’’مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد ‘‘ کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ہم اس آیت کا مرزا قادیانی کومصداق نہیں سمجھتے۔

۳...... قادیانی گروپ مرزا کوحقیقی نبی قرار دیتا ہے۔ہم اسے حقیقی نبی قرار نہیں دیتے۔

اس پر ان کے درمیان مناظرے ہوئے۔’’مباحثہ راولپنڈی‘‘ نامی کتاب میں دونوں کے تحریری مناظروں کی روئیداد شائع شدہ ہے۔فریقین نے مرزا قادیانی کی کتب کے حوالہ جات دیئے ہیں۔یہ خود مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کے دعاوی ایسے شیطان کی آنت کی طرح الجھے ہوئے ہیں کہ مرزا کے ماننے والے خود فیصلہ نہیں کر پائے کہ مرزا قادیانی

کے کیا دعاوی تھے؟ لیکن یہ اقتدار کی رسہ کشی، اور نفس پرستی ہے۔ جب دو گروپ بن گئے۔ ایک گروپ کا چیف مرزا محمود۔ دوسرے گروپ کا چیف محمد علی لاہوری قرار پائے۔ تو مرزا محمود نوجوان تھا۔ اقتدار اور پیسہ پاس تھا۔ اس نے وہ بے اعتدالیاں کیں کہ مرزا قادیانی کے بعض پکے مرید کانوں کو ہاتھ لگانے لگے۔ مرزا محمود کی جنسی بے راہ روی اور رنگینیاں اور سنگینیاں اس داستان نے قادیان سے لاہور تک کا سفر کیا۔ تو لاہوری گروپ نے تاریخ محمودیت، ربوہ کا پوپ، ربوہ کا مذہبی آمر، کمالات محمودیہ۔ ایسی دسیوں کتابیں لکھ کر مرزا محمود کی بدکرداریوں کو الم نشرح کیا۔ مرزا محمود نے جواب آں غزل کے طور پر لاہوریوں کو وہ بے نقط سنائیں کہ الامان والحفیظ۔ ذیل میں حوالے ملاحظہ ہوں:

''فاروق'' جناب خلیفہ قادیان کے ایک خاص مرید کا اخبار ہے۔ جناب خلیفہ صاحب! کئی مرتبہ اس کی خدمات کے پیش نظر اس کی توسیع اشاعت کی تحریک فرما چکے ہیں۔ سوقیانہ تحریریں شائع کرنے اور گالیاں دینے کے لحاظ سے اس اخبار کو قادیانی پریس میں بہت اونچا درجہ حاصل ہے۔ جماعت لاہور اور اس کے اکابر کو گالیاں دینا اس اخبار کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اس کی ۲۸/ فروری ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں ہمارے خلاف چند مضامین شائع ہوئے ہیں۔ ان میں بے شمار گالیاں دی گئی ہیں۔ جن میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہیں: (اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۱/ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۱) لاہوری اصحاب الفیل۔ (۲) اہل پیغام کی یہودیانہ قلابازیاں۔ (۳) ظلمت کے فرزند اور زہریلے سانپ۔ (۴) لاہوری اصحاب الاخدود۔ (۵) خباثت اور شرارت اور رزالت کا مظاہرہ۔ (۶) دشمنان سلسلہ کی بھڑکی ہوئی آگ میں یہ پیغامی لاہوری فریق عباد الدنیا وقود النار بن گئے۔ (۷) نہایت ہی کمینہ سے کمینہ اور رذیل سے رذیل فطرت والا اور احمق سے احمق انسان۔ (۸) اصحاب اخدود پیامی۔ (۹) دوغلے اور نیمے دروں نیمے بروں عقائد۔ (۱۰) بدلگام پیغامیو۔ (۱۱) حرکات دنیہ اور افعال شنیعہ۔ (۱۲) محسن کشانہ اور غدارانہ اور نمک حرامانہ حرکات۔ (۱۳) دورخے سانپ کی کھوپڑی کچلنے۔ (۱۴) تم نے اپنے فریب کارانہ پوسٹر میں...... تک انگیخت اور اشتعال کا زور لگالیا۔ (۱۵) فوراً کپڑے پھاڑ کر بالکل عریانی پر کمر باندھ لی۔ (۱۶) ایسی کھجلی اٹھی تھی۔ (۱۷) رذیل اور احمقانہ فعل۔ (۱۸) کبوتر نما جانور۔ (۱۹) احمدیہ بلڈنگ (لاہوری

جماعت کے مرکز) کے؟ کرمک۔(۲۰) اے سترے بہترے بڈھے کھوسٹ۔(۲۱) اے بدلگام تہذیب ومتانت کے اجارہ دار پیامیو(فریق لاہور)۔(۲۲) برخوردار پیامیو۔(۲۳) جیسا منہ ویسی چپیڑ۔(۲۴) کوئی آلو، ترکاری یا لہسن پیاز بیچنے بونے والا نہیں۔(۲۵) جھوٹ بول کر اور دھوکے دے کر اور فریب کارانہ بھیگی بلی بن کر۔(۲۶) لہسن پیاز اور گوبھی ترکاری کا بھاؤ معلوم ہو جاتا۔(۲۷) آخرت کی لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر لگے۔(۲۸) اگر شرم ہوتو وہیں...... چلو بھر پانی لے کر ڈبکی لگالو۔(۲۹) یہ کسی قدر رذالت اور خباثت اور کمینگی۔(۳۰) علی بابا اور چالیس چور بھی اپنی مٹھی بھر جماعت لے کر بلوں میں سے نکل آئے ہیں۔(۳۱) بھلا کوئی ان پیامی ایروں غیروں سے اتنا تو پوچھے۔(۳۲) سادہ لوح پیامی نادان دشمن۔(۳۳) پیامیو عقل کے ناخن لو۔(۳۴) نامعقول ترین اور مجہول ترین تجویز۔(۳۵) سادہ لوح اور احمق۔(۳۶) اے سادہ لوح یا ابلہ فریب امیر پیغام۔(۳۷) پیغام بلڈنگ کے اڑہائی ٹوٹرو۔(۳۸) احمق اور عقل وشرافت سے عاری اور خالی۔(۳۹) اہل پیغام (لاہوری فریق) نے جس عیاری اور مکاری اور فریب کاری سے اپنے دجل بھرے پوسٹروں میں۔(۴۰) چاپلوسی اور پابوسی کا مظاہرہ۔(۴۱) اہل پیغام کے دوتازہ گندے پوسٹر۔ (منقول از اخبار ''فاروق'' قادیان پیامی نمبر مورخہ ۲۸/فروری ۱۹۳۵ء)

لاہوری مرزائی بھی قادیانیوں کو گالیاں دینے میں کم نہ تھے۔ ملاحظہ ہو:

''مولوی محمد علی صاحب (لاہوری) کا خطبہ جمعہ ۱۹/ اکتوبر ۱۹۴۵ء ہمارے سامنے ہے۔ یہ خطبہ بھی حسب معمول جماعت احمدیہ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف الزامات اور گالیوں سے پر ہے۔ جناب مولوی صاحب کی گالیوں کی شکایت کہاں تک کی جائے۔ ان کا جوش غیظ وغضب ٹھنڈا ہونے میں ہی نہیں آتا۔ ہم ان کی گالیاں سنتے سنتے تھک گئے ہیں۔ مگر وہ گالیاں دیتے دیتے نہیں تھکے۔ ہر خطبہ گزشتہ خطبہ سے زیادہ تلخ اور طعن آمیز ہوتا ہے۔ بدگوئی اور بدزبانی اب جناب مولوی صاحب کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ کوئی بات طعن وتشنیع اور گالی گلوچ کی آمیزش کے سوا کر ہی نہیں سکتے۔''

(مضمون مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان ج ۳۳، نمبر ۲۷۳، ص ۴، مورخہ ۲۲/نومبر ۱۹۴۵ء)

لیکن گالی گلوچ کی بوچھاڑ تو دونوں جماعتوں کی عادت ہے۔ کبھی ایک سبقت لے جاتی ہے کبھی دوسری۔ اس فن کی بنیاد خود مرزا قادیانی صاحب کی کتابوں میں رکھی گئی ہے۔ پس

اتباع لازم ہے۔مرزا محمود نے محمد علی کی گالیوں کی شکایت کی۔اب محمد علی کی مرزا محمود کے متعلق شکایت بھی ملاحظہ ہو:

’’خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ۔دنیا کی بدترین قوم اورسنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔‘‘(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار ’’پیغام صلح‘‘ لاہور جلد۲۲،نمبر۳۳،ص۷ مورخہ ۳/ جون۱۹۳۴ء)

مسلمانوں نے (لاہوری وقادیانی) دونوں کی اس باہمی چخ چخ کو ایک سکہ کے دورخ قرار دیا۔ایک گرو کے دو چیلوں کی اخلاق باختگی کو مرزا قادیانی کی روحانی تربیت کا نتیجہ قرار دیا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ لاہوریوں وقادیانیوں میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فی البدیہہ فرمایا کہ بر ہر دو لعنت،خنزیر،خنزیر ہوتا ہے، چاہے گورے رنگ کا ہو یا کالے رنگ کا۔کفر کفر ہے۔چاہے لاہوری ہو یا قادیانی۔لاہوریوں کا مرکز لاہور میں ہے۔ قادیانیوں کا مرکز پاکستان بننے کے بعد چناب نگر اور اب ان کا مرکز بہشتی مقبرہ سمیت لندن کو سدھار گیا ہے۔تمام علمائے اسلام نے دونوں گروپوں کے کفر کا فتویٰ دیا۔قومی اسمبلی اور سپریم کورٹ تک سب نے دونوں کو کافر وغیر مسلم گردانا۔

لاہوری گروپ کافر کیوں؟

آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے۔وہ بالاجماع کافر ہے۔اس کو جو لوگ اپنا امام‘ مجدد‘ مامور من اللہ‘ مہدی‘ مسیح‘ ظلی نبی‘ تسلیم کریں۔وہ بھی کافر ہیں۔حتیٰ کہ مدعی نبوت کو جو لوگ مسلمان سمجھیں۔بلکہ جو اسے کافر نہ سمجھیں وہ بھی کافر ہیں۔یہی وجہ ہے کہ علماء نے اپنے فتاویٰ میں‘ عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں، اور اسمبلی نے اپنے قانون میں قادیانیوں کی طرح لاہوری گروپ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔مرزا قادیانی کے کفریہ دعاوی جن کو لاہوری گروپ بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ملاحظہ ہوں:

لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا مانتا ہے۔مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ:

۱...... ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاص ۱۱،خزائن ص۲۳۱ ج۱۸)

۲...... ’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔‘‘

(بدر ۵/ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ص ۱۲۷ ج ۱۰)

۳...... ’’میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۵، حاشیہ خزائن ص ۶۸ ج ۲۱)

۴...... ’’نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

۵...... ’’اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ (مرزا) بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ص ۳۰ ج ۲۲)

۶...... ’’ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔‘‘

(الحکم ۱۰/ اپریل ۱۹۰۸ء ملفوظات ص ۲۱۷ ج ۱۰)

ان حوالہ جات میں مرزا قادیانی کا صراحت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ موجود ہے، اور پہلے انبیاء (سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک) کی طرح نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ اب نبی کے لئے معجزہ چاہئے۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کو اللہ تعالیٰ نے معجزہ نہ دیا ہو۔ مرزا قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے لئے معجزہ چاہئے۔ چنانچہ وہ اپنے معجزات کے متعلق خود لکھتا ہے:

۷...... ’’اگر میں (مرزا) صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔‘‘

(تحفۃ الندوۃ ص ۹، خزائن ص ۹۷ ج ۱۹)

۸...... ’’مگر میں تو اس سے بڑھ کر اپنا ثبوت رکھتا ہوں کہ ہزارہا معجزات اب تک ظاہر ہو چکے ہیں۔‘‘ (تحفۃ الندوۃ ص ۱۲، خزائن ص ۱۰۰ ج ۱۹)

۹...... ’’اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ص ۵۷۵ ج ۲۲)

دیکھئے نبی کے لئے وحی نبوت بھی ہونی چاہئے۔ مرزا قادیانی اس کے متعلق لکھتا ہے:

۱۰...... ’’اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ص ۴۰۷ ج ۲۲)

ان حوالہ جات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور یہ امر طے شدہ ہے کہ: ’’دعویٰ النبوۃ بعد نبیناﷺ کفر بالاجماع‘‘

(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۲۰۷ مصری)

آنحضرتﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ بالاجماع کافر ہے۔ مرزا کے ان کفریہ دعاوی کو لاہوری گروپ بھی صحیح مانتے ہیں۔ اس لئے قادیانیوں کی طرح لاہوری بھی کافر ہیں۔ (مزید تفصیل ’’احتساب قادیانیت‘‘ ج اول میں مولانا لال حسین اخترؒ کی ترک مرزائیت اور ’’تحفہ قادیانیت‘‘ ج ۲ میں معرکہ لاہور وقادیان از حضرت لدھیانوی شہیدؒ ملاحظہ کریں)۔

سوال ۹...... عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دور صدیقیؓ سے دور حاضر تک جو خدمات سرانجام دی گئیں ہیں۔ ان کا تذکرہ مختصر مگر جامع انداز میں تحریر کریں؟

جواب...... آپﷺ کی ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں چودہ سو سال سے کبھی بھی امت دورائے کا شکار نہیں ہوئی۔ بلکہ جس وقت کسی شخص نے اس مسئلہ کے خلاف رائے دی امت نے اسے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا۔ ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے۔ دین کی نعمت کا اتمام آنحضرتﷺ کی ذات اقدس پر ہوا۔ اس لئے دین کے اس شعبہ کو بھی اللہ رب العزت نے خود آنحضرتﷺ سے وابستہ فرمادیا اور سب سے پہلے خود آنحضرتﷺ نے اپنے زمانہ میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال کر کے امت مسلمہ کو اپنے عمل مبارک سے کام کرنے کا عملی نمونہ پیش فرمادیا۔

تحفظ ختم نبوت آنحضرتﷺ کی سنت مبارکہ

چنانچہ اسود عنسی کے استیصال کے لئے رحمت عالمﷺ نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو اور طلیحہ اسدی کے مقابلہ میں جہاد کی غرض سے حضرت ضرار بن ازورؓ کو روانہ فرمایا۔ یہ امت کے لئے خود آنحضرتﷺ کا عملی سبق ہے۔ امت کے لئے خیر وبرکت اور فلاح دارین اس سے وابستہ ہے کہ ختم نبوت کے عقیدۂ کا جان جوکھوں میں ڈال کر تحفظ کرے اور منکرین ختم نبوت کو ان کے انجام تک پہنچائے۔ امت نے آنحضرتﷺ کے اس مبارک عمل کو اپنے لئے ایسے طور پر مشعل

راہ بنایا کہ خیر القرون کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک ایک لمحہ کے لئے بھی امت اس سے غافل نہیں ہوئی۔ طلیحہ اسدی نے اپنے ایک قاصد عم زاد ’’حیال‘‘ کو حضور ﷺ کے پاس بھیج کر اپنی نبوت منوانے کی دعوت دی۔ طلیحہ اسدی کے قاصد کی بات سن کر رحمت عالم ﷺ کو بہت فکر دامن گیر ہوئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ کے پہلے سپہ سالار کے لئے اپنے صحابی حضرت ضرار بن ازورؓ کا انتخاب فرمایا اور ان قبائل و عمال کے پاس جہاد کی تحریک کے لئے روانہ فرمایا جو طلیحہ کے قریب میں واقع تھے۔ حضرت ضرارؓ نے علی بن اسد سنان بن ابو سنان اور قبیلہ قضا اور قبیلہ بنو ورتا وغیرہ کے پاس پہنچ کر ان کو آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا اور طلیحہ اسدی کے خلاف فوج کشی اور جہاد کی ترغیب دی۔ انہوں نے لبیک کہا اور حضرت ضرارؓ کی قیادت میں ایک لشکر تیار ہو کر واردات کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ دشمن کو پتہ چلا۔ انہوں نے حملہ کیا۔ جنگ شروع ہوئی۔ لشکر اسلام اور فوج محمدی نے ان کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ مظفر و منصور واپس ہوئے۔ ابھی حضرت ضرارؓ مدینہ منورہ کے راستہ میں تھے کہ آنحضرت ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا۔

(تلخیص ائمہ تلبیس ص ۱۷ ج ۱)

عہد صدیقیؓ میں تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ پھر حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔ اس پہلے معرکہ ختم نبوت میں ۱۲ سو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ و قاری تھے اور بہت سے صحابہؓ بدریین تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا کہ مسیلمہ کذاب کی پارٹی کے تمام بالغ افراد کو بجرم ارتداد قتل کر دیا جائے۔ عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں اور ایک روایت (البداية والنهاية ج ٦ ص ٣١٠ اور طبری تاریخ الامم والملوك کی جلد ۲ ص ٤٨٢) کے مطابق مرتدین کے احراق کا بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے حکم فرمایا۔ لیکن آپ کا فرمان پہنچنے سے قبل حضرت خالد بن ولیدؓ معاہدہ کر چکے تھے۔ معاہدہ اس طرح ہوا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسیلمہ کے ایک ساتھی مجاعہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ جنگ کے اختتام پر اسے قید سے رہا کر کے فرمایا کہ اپنی قوم کو قلعہ کھولنے پر تیار کرو۔ مجاعہ نے جا کر عورتوں اور بچوں کو پگڑیاں بندھوا کر مسلح کر کے قلعہ کی فصیل پر کھڑا کر دیا اور حضرت خالدؓ کو یہ تاثر دیا کہ بہت سا لشکر

قلعہ میں جنگ کے لئے موجود ہے۔ حضرت خالدؓ اور مسلمان فوج ہتھیار اتار چکے تھے۔ نئ جنگ کے بجائے انہوں نے چوتھائی مال واسباب پر مسیلمہ کی فوج سے صلح کر لی۔ جب قلعہ کھول دیا گیا تو وہاں عورتوں اور بچوں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ حضرت خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم نے دھوکہ دیا۔ اس نے کہا کہ اپنی قوم کو بچانے کی خاطر ایسا کیا۔ باوجودیکہ یہ معاہدہ دھوکہ سے ہوا۔ لیکن حضرت خالدؓ نے اس معاہدہ کو برقرار رکھا۔ مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشیؓ نے قتل کیا تھا اور بدایہ کی روایت کے مطابق طلیحہ کے بعض ماننے والوں کی خاطر بزاخہ میں قیام کے دوران ایک ماہ تک ان کی تلاش میں پھرتے رہے۔ تاکہ آپ ان سے مسلمانوں کے قتل کا بدلہ لیں۔ جن کو انہوں نے اپنے ارتداد کے زمانہ میں اپنے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا۔ ان میں سے بعض (طلیحی مرتدین) کو حضرت خالدؓ نے آگ میں جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا، اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیا۔ یہ سب کچھ آپ نے اس لئے کیا تا کہ مرتدین عرب کے حالات سننے والا ان سے عبرت حاصل کریں۔ (البدایہ ج۲ص۱۱۲۶ اردو ترجمہ مطبوعہ نفیس اکیڈیمی، کراچی)

اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ باقی تمام فتنوں سے مباحثہ، مجادلہ، مناظرہ ومباہلہ وغیرہ ہوئے۔ لیکن جھوٹے نبیوں سے تو گفتگو کی بھی شریعت نے اجازت نہیں دی اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”وکذالو قال انا رسول اللّٰه اوقال بالفارسیة من پیغامبرم یریدبه پیغام می برم یکفر ولو انه حین قال هذه المقالة طلب غیره منه المعجزة قیل یکفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزه وافتضاحه لایکفر(فصول : ۱۳۰۰)“

ترجمہ: ”اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا اور جب اس نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی کافر ہو جائے گا۔ لیکن متاخرین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا۔“

اور خلاصۃ الفتاویٰ جلد۴ صفحہ ۳۸۶ کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی میں امام عبدالرشید بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

”ولوادعیٰ رجل النبوۃ و طلب رجل المعجزۃ قال بعضھم یکفر وقال بعضھم ان کان غرضہ اظہار عجزہ وافتضاحہ لایکفر“

ترجمہ: ”اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہا کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر اس نے اظہار عجز و رسوائی کے لئے معجزہ طلب کیا تھا تو یہ کافر نہ ہوگا۔“

چنانچہ امت کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی کسی اسلامی حکومت میں کسی شخص نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو امت نے اس سے دلائل و معجزات مانگنے کی بجائے اس کے وجود سے ہی اللہ تعالیٰ کی دھرتی کو پاک کر دیا۔ ہمارے برصغیر پاک و ہند میں انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بطور ”خود کاشتہ پودا“ آبیاری کی۔ مسلمان قوم مظلوم، محکوم، غلام تھی۔ لاچار امت کو قادیانی گروہ سے مناظرہ کی راہ اختیار کرنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے دلائل و براہین، مقدمات و مناظروں، منبر و محراب، عدالتوں و اسمبلی، مکۃ المکرّمہ و افریقہ تک جہاں بھی کسی فورم پر قادیانی کیس گیا۔ امت مسلمہ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ یہ راستہ مجبوراً اختیار کرنا پڑا۔ ورنہ شرعاً جھوٹے مدعی نبوت اور پیروکاروں کا وہی علاج ہے جو صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد زرین میں مسیلمہ کذاب کا یمامہ کے میدان میں کیا تھا، اور یقین فرمائیے کہ جب کبھی اس خطہ میں اسلام کی حکومت قائم ہوگی۔ سنت صدیقؓ دھرائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ ﷺ کو توفیق نصیب فرمائے۔

نوٹ: آج تک جو جھوٹے مدعیان نبوت ہوئے۔ ان کی تفصیل ”ائمہ تلبیس“ (دو جلد) میں مولانا محمد رفیق دلاوریؒ نے قلمبند کی ہے۔ اس کی تلخیص ۲۲ جھوٹے مدعی نبوت کے نام سے نثار احمد خان فتحی نے کی ہے۔ ان کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال ۱۰...... مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد اکابر علمائے دیوبند نے جو گرانقدر خدمات اس محاذ کے مختلف میدانوں میں سرانجام دی ہیں۔ ان کا مختصر تذکرہ کریں؟

جواب...... برصغیر میں جب انگریز نے اپنے استبدادی پنجے مضبوطی سے گاڑ لئے تو اس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کی پالیسی اختیار کی۔ دیگر ضمیر و دین فروشوں اور فتویٰ بازوں کے علاوہ اسے ایک ایسے مدعی نبوت کی ضرورت پیش آئی جو اس کے ظالمانہ و کافرانہ نظام حکومت کو ”سند الہام“ مہیا کر سکے۔ اس کے لئے اس نے ہندوستان بھر کے ضمیر فروش طبقات سے اپنے مطلب کا آدمی تلاش کرنے کے لئے سروے شروع کیا۔ اللہ رب

العزت کی قدرت کے قربان جایئے کہ قادیانی فتنہ کے جنم لینے سے قبل دارالعلوم دیوبند کے مورث اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ پر بطور کشف کے اللہ تعالیٰ نے منکشف فرمادیا تھا کہ ہندوستان میں ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ چنانچہ مکہ مکرمہ میں ایک دن ان کے ہاں مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ تشریف لے گئے۔ تو آپ نے حضرت پیر صاحبؒ سے فرمایا:

''در ہندوستان عنقریب یک فتنہ ظہور کند۔ شما ضرور در ملک خود واپس بروید واگر بالفرض شما در ہند خاموش نشستہ باشید تاہم آں فتنہ ترقی نہ کند و در ملک آرام ظاہر شود پس ما در یقین خویش وقوع کشف حاجی صاحب رابفتنہ مرزا قادیانی تعبیر می کنم۔''

ترجمہ: ''ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا۔ تم ضرور اپنے وطن میں واپس چلے جاؤ۔ اگر بالفرض تم ہندوستان میں خاموش بھی بیٹھے رہے۔ تو وہ فتنہ ترقی نہ کرے گا اور ملک میں سکون ہوگا۔ میرے (پیر صاحبؒ) نزدیک حاجی صاحبؒ کی فتنہ سے مراد فتنہ قادیانیت تھی۔''

(ملفوظات طیبہ ص ۱۲۶، تاریخ مشائخ چشت ص ۷۱۳،۱۴، بیس بڑے مسلمان ص ۹۸، مہر منیر ص ۱۲۹)

اس سے اتنی بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے کہ مرزا قادیانی کے فتنہ انکار ختم نبوت سے قبل ہی حق تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے کے لئے متوجہ فرمادیا۔ اس پر حق تعالیٰ شانہ کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کہ سب سے پہلے فتنہ قادیانیت کی تردیدی وتکفیری مہم کے لئے حق تعالیٰ نے جس جماعت کا انتخاب کیا۔ وہ علمائے دیوبند کی جماعت تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے منصوبہ کے مطابق مبلغ، مناظر، مجدد، مہدی، مسیح، ظلی وبروزی، تشریعی نبی اور پھر معاذ اللہ خدا ہونے کے دعوے کئے۔ اس کی سب سے پہلی کتاب جس وقت منظر عام پر آئی اور مرزا ابھی تعارف اور جماعت سازی کے ابتدائی مرحلے مکمل کرنے کے درپے تھا۔ اس وقت سب سے پہلے جس مرد خدا، عارف باللہ نے پڑھنے پڑھانے سے نہیں۔ بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے باطن کی صفائی کی بنیاد پر مرزا کے کافر ومردود اور اسلام سے برگشتہ ہونے کا نعرۂ مستانہ بلند کیا۔ وہ خانوادۂ دیوبند کے سرخیل حضرت میاں شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ تھے۔ میاں شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کے پاس مرزا کی کتاب پر تبصرہ کرنے کے لئے قادیانی وفد حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے پوچھتے ہو تو سن لو۔ یہ شخص تھوڑے دنوں میں ایسے دعوے کرے گا۔ جو نہ رکھے جائیں گے، نہ اٹھائے جائیں گے۔ قادیانی وفد یہ سن کر جزبز ہونے لگا کہ دیکھو علماء تو علماء۔ درویش کو بھی دوسرے لوگوں کا شہرت پانا گراں گزرتا ہے۔ میاں صاحبؒ نے فرمایا مجھ سے

پوچھا ہے تو جو سمجھ میں آیا بتا دیا۔ ہم تو اس وقت زندہ نہ ہوں گے۔ تم آگے دیکھ لینا۔
(ماخوذ از ارشادات قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ص ۱۲۸)

قادیانیوں کے خلاف پہلا فتویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اب پر پرزے نکالے۔ جماعت سازی کے لئے ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ آیا تو مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور مولانا محمد اسمٰعیل لدھیانویؒ نے فتویٰ دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدّد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے۔
(فتاویٰ قادریہ ص ۳)

اللہ رب العزت کا کرم تو دیکھئے! سب سے پہلے دیوبند مکتبہ فکر کے علمائے کرام کی جماعت کو مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ دینے کی توفیق ہوئی۔ یہ مولانا محمد لدھیانویؒ معروف احرار رہنما مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے دادا تھے۔ ان حضرات کا فتویٰ مرزا قادیانی کے کفر کو الم نشرح کرنے کے لئے کھڑے پانی میں پتھر پھینکنے کے مترادف ہوا۔ اس کی لہریں اٹھیں۔ حالات نے انگڑائی لی پھر:

لوگ ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مولانا محمد حسین بٹالوی وغیرہ مرزا قادیانی کی کتب پر مثبت رائے کا اظہار کر رہے تھے۔ ۱۸۹۰ء میں انہوں نے بھی مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ دیا۔ مرزا قادیانی نے انگریز کے ایما پر رسائل و کتب شائع کیں۔ ہندوستان کے علمائے کرام حسب ضرورت اس کی تردید میں کوشاں رہے۔ قارئین کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ باضابطہ فتویٰ مرتب کر کے متحدہ ہندوستان کے تمام سرکردہ جید علمائے کرام سے فتویٰ لینے کی سعادت بھی اللہ تعالیٰ نے دیوبند کو نصیب فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند کے مدرس مولانا محمد سہولؒ نے ۱۲ر صفر ۱۳۳۱ھ کو فتویٰ مرتب کیا کہ:

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی مرتد، زندیق، ملحد اور کافر ہے۔

۲...... یہ کہ اس کے ماننے والوں سے اسلامی معاملہ کرنا شرعاً ہرگز درست نہیں۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرزائیوں کو سلام نہ کریں۔ ان سے رشتہ ناتہ نہ کریں۔ ان کا ذبیحہ نہ کھائیں۔ جس طرح یہود، ہنود، نصاریٰ سے اہل اسلام مذہباً علیحدہ رہتے ہیں۔ اسی طرح

مرزائیوں سے بھی علیحدہ رہیں۔ جس طرح بول و براز، سانپ اور بچھو سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ مرزائیوں سے پرہیز کرنا شرعاً ضروری اور لازمی ہے۔

۳...... مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ایسے ہے۔ جیسے یہود و نصاریٰ اور ہندو کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۴...... مرزائی مسلمانوں کی مساجد میں نہیں آسکتے۔ مرزائیوں کو مسلمانوں کی مساجد میں عبادت کی اجازت دینا ایسے ہے۔ جیسے ہندوؤں کو مسجد میں پوجا پاٹ کی اجازت دینا۔

۵...... مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان (مشرقی پنجاب ہندوستان) کا رہائشی تھا۔ اس لئے اس کے پیروکاروں کو ''قادیانی'' یا ''فرقہ غلامیہ'' بلکہ جماعت شیطانیہ ابلیسیہ کہا جائے۔

اس فتویٰ پر دستخط کرنے والوں میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا عبدالسمیع، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن ایسے دیگر اکابر علمائے کرام شامل تھے جن کا تعلق دیوبند، سہارنپور، دہلی، کلکتہ، ڈھاکہ، پشاور، رام پور، راولپنڈی، ہزارہ، مراد آباد، وزیر آباد، ملتان اور میانوالی وغیرہ سے تھا۔ آپ اس سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ کتنا وقیع اور جاندار فتویٰ تھا۔ آج سو سال کے بعد جبکہ قادیانیت کا کفر عیاں وعریاں ہے۔ بایں ہمہ اس فتویٰ میں ذرہ برابر زیادتی کرنا ممکن نہیں۔ ان اکابر نے سوچ سمجھ کر اتنا جاندار فتویٰ مرتب کیا۔ اس میں تمام جزئیات کو شامل کرکے اتنا جامع بنادیا کہ ایک صدی گزرنے کے باوجود اس کی آب و تاب و جامعیت جوں کی توں باقی ہے۔

اس کے بعد ۱۳۳۲ھ میں دارالعلوم دیوبند سے ایک فتویٰ جاری ہوا جس میں قادیانیوں سے رشتہ ناتہ کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ فتویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کا مرتب کردہ ہے۔ اس پر دیوبند سے حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ، حضرت مولانا رسول خانؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندہلویؒ، حضرت مولانا گل محمد خانؒ، سہارنپور سے مظاہر العلوم کے مہتمم حضرت مولانا عنایت الٰہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، حضرت مولانا عبداللطیفؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، تھانہ بھون سے حکیم الامت حضرت

مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ، رائے پور سے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، دہلی سے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ غرض کلکتہ، بنارس، لکھنؤ، آگرہ، مرادآباد، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، راولپنڈی، ملتان، ہوشیارپور، گورداسپور، جہلم، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، حیدرآباددکن، بھوپال، رام پور، وغیرہ سے سینکڑوں علمائے کرام کے دستخط ہیں۔اس فتویٰ کا نام ''فتویٰ تکفیر قادیان'' ہے۔یہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع ہوا۔

قادیانیوں کے خلاف مقدمات

حضرات علمائے دیوبند کی مساعی جمیلہ کے صدقے پوری امت کے تمام مکاتب فکر قادیانیوں کے خلاف صف آرا ہوگئے تو پورے متحدہ ہندوستان میں قادیانیوں کا کفر امت محمدیہؐ پر آشکارا ہوا۔ یوں تو ہندوستان کی مختلف عدالتوں نے قادیانیوں کے خلاف فیصلے دیئے۔ ماریشس تک کی عدالتوں کے فیصلہ جات قادیانیوں کے خلاف موجود ہیں۔لیکن سب سے زیادہ جس مقدمہ نے شہرت حاصل کی اور جو ہر عام و خاص کی توجہ کا مرکز بن گیا وہ ''مقدمہ بہاولپور'' ہے۔علمائے بہاولپور کی دعوت پر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا ابوالوفا شاہجہانپوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا سید مرتضٰی حسن چاند پوریؒ ایسے اکابر علمائے دیوبند نے بہاولپور ایسے دورافتادہ شہر آکر کیس کی وکالت کی۔ اس مقدمہ کی ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۳۵ء تک کارروائی چلتی رہی۔اس مقدمہ میں جج نے قادیانیت کے کفر پر عدالتی مہر لگا کر قادیانیت کے وجود میں ایسی کیل ٹھونکی جس سے قادیانیت بلبلا اٹھی۔ سپریم کورٹ کے تمام فیصلوں کی بنیاد یہی فیصلہ ہے جس کی کامیابی میں فرزندان دیوبند سب سے نمایاں ہیں۔فالحمد للہ اوّلاً و آخراً۔

قادیانیت کا جماعتی سطح پر احتساب

فرد کا مقابلہ فرد اور جماعت کا مقابلہ جماعت ہی کرسکتی ہے۔ چنانچہ مارچ ۱۹۳۰ء کو لاہور میں انجمن خدام الدین کے سالانہ اجتماع میں جو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی دعوت پر منعقد ہوا تھا۔ ملک بھر سے پانچ سو علمائے کرام کے اجتماع میں امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ''امیر شریعت'' کا خطاب دیا اور قادیانیت کے محاذ کی ان پر ذمہ داری ڈالی۔اس وقت قادیانیت کے خلاف افراد اور اداروں کی

محنت میں دارالعلوم دیوبند کا کردار قابل رشک تھا۔ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بانی حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ تو گویا تکوینی طور پر محاذ ختم نبوت کے انچارج تھے۔قادیانیوں کے خلاف ان کا اور مولانا مرتضٰی حسن چاند پوریؒ کا وجود ہندوستان کی دھرتی پر درۂ عمرؓ کی حیثیت رکھتا تھا۔اب جماعتی سطح پر قادیانیوں کے احتساب کے لئے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ڈیوٹی لگی۔ آپ نے مجلس احرار اسلام ہند میں مستقل شعبہ تبلیغ قائم کردیا۔ جمعیۃ علمائے ہند اور دارالعلوم دیوبند کی پوری قیادت کا ان پر اس سلسلہ میں بھرپور اعتماد تھا۔حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ ایسے مقبولانِ بارگاہِ الٰہی نے سرپرستی سے سرفراز فرمایا۔

قادیان کانفرنس

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس احرار اسلام ہند نے ۲۰،۲۱،۲۲/اکتوبر ۱۹۳۴ءکو قادیان میں کانفرنس کا انعقاد کیا۔اس میں ان اکابرین ملت نے قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ،حضرت مولانا عنایت علی چشتیؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر مکیؒ وغیرہ ان سب حضرات نے قادیان میں رہ کر قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔اللہ تعالیٰ کے کرم کے فیصلوں کو دیکھئے کہ یہ سب حضرات خانوادۂ دیوبند سے تعلق رکھتے تھے۔اس کانفرنس میں علمائے کرام نے ملک کے چپہ چپہ میں قادیانی عقائد وعزائم کی قلعی کھولنے کی ایک لہر پیدا کردی۔

قادیان سے ربوہ تک

مختصر یہ کہ ان اکابر کی قیادت میں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ’’مجلس احرار اسلام‘‘ کے سرفروشوں نے اپنی شعلہ بار خطابت کے ذریعے انگریز اور انگریز کی ساختہ پرداختہ قادیانی نبوت کے خرمن خبیثہ کو پھونک ڈالا۔تا آنکہ ۱۹۴۷ء میں انگریزی اقتدار رخت سفر باندھ کر رخصت ہوا تو برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔اس تقسیم کے نتیجہ میں قادیانی نبوت کا منبع خشک ہوگیا اور قادیان کی منحوس بستی دارالکفر اور دارالحرب ہندوستان کے حصہ میں آئی۔قادیانی خلیفہ اپنی ’’ارض حرم‘‘ اور ’’مکۃ المسیح‘‘ (قادیان) سے برقعہ پہن کر فرار ہوا اور پاکستان میں ربوہ (اب چناب نگر) کے نام سے نیا دارالکفر تعمیر کرنے کے بعد شاہوار نبوت کی ترکتازیاں دکھانے اور پورے ملک کو مرتد کرنے کا اعلان کرنے لگا۔

قیام پاکستان کے بعد

قادیانیوں کو یہ غلط فہمی تھی کہ پاکستان کے ارباب اقتدار پر ان کا تسلط ہے۔ ملک کے کلیدی مناصب ان کے قبضے میں ہیں۔ پاکستان کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان خلیفہ قادیان (حال ربوہ) کا ادنیٰ مرید ہے۔ اس لئے پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا جعلی سکہ رائج کرنے میں انہیں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ ان کی امید افزائی کا خاص پہلو یہ بھی تھا کہ ''احرار اسلام'' کا قافلہ تقسیم ملک کی وجہ سے بکھر چکا تھا۔ تنظیم اور تنظیمی وسائل کا فقدان تھا اور پھر ''احرار اسلام'' ناخدایان پاکستان کے دربار میں معتوب تھے۔ اس لئے قادیانیوں کو غرہ تھا کہ اب حریم نبوت کی پاسبانی کے فرائض انجام دینے کی کسی کو ہمت نہیں ہوگی۔ لیکن وہ یہ بھول گئے تھے کہ حفاظت دین اور ''تحفظ ختم نبوت'' کا کام انسان نہیں کرتے خدا کرتا ہے اور وہ اس کام کے لئے خود ہی رجال کار بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء قادیانیوں کے عزائم سے بے خبر نہیں تھے۔ چنانچہ جدید حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ''مسجد سراجاں'' (۱۹۴۹ء) میں ایک مجلس مشاورت ہوئی۔ جس میں امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ مولانا تاج محمودؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ شریک ہوئے۔ غور و فکر کے بعد ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی بنیاد رکھی گئی اور اس کا ابتدائی میزانیہ ایک روپیہ یومیہ تجویز کیا گیا۔ چنانچہ صدر المبلغین کی حیثیت سے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ کو جو قادیان میں شعبہ تبلیغ احرار اسلام کے صدر تھے۔ ملتان طلب کیا گیا۔ ان دنوں مسجد سراجاں ملتان کا چھوٹا سا حجرہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر تھا۔ وہی دار المبلغین تھا۔ وہی دار الاقامہ تھا۔ وہی مشاورت گاہ تھی اور یہی چھوٹی سی مسجد اس عالمی تحریک ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا ابتدائی کنٹرول آفس تھا۔ شہید اسلام حضرت زیدؓ کے بقول:

''وذلك فی ذات الاله وان یشاء یبارك علی اوصال شلو ممزع''

حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس نحیف و ضعیف تحریک میں ایسی برکت

ڈالی کہ آج اس کی شاخیں اقطار عالم میں پھیل چکی ہیں اور اس کا مجموعی میزانیہ لاکھوں سے متجاوز ہے۔

قیادت باسعادت

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کو یہ سعادت ہمیشہ حاصل رہی ہے کہ اکابر اولیاء اللہ کی قیادت وسرپرستی اور دعائیں اسے حاصل رہی ہیں۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ آخری دم تک اس تحریک کے قائد وسرپرست رہے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ خانقاہ سراجیہ کندیاں۔ اس کے سرپرست ہیں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے بانی اور امیر اول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ امیر شریعتؒ کی وفات ۱۹۶۱ء میں ہوئی۔ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو امارت سپرد کی گئی۔ ان کے وصال کے بعد مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ امیر مجلس ہوئے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد عارضی طور پر فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ کو مسند امارت تفویض ہوئی۔ مگر اپنے ضعف وعوارض کی بناء پر انہوں نے اس گراں باری سے معذرت کا اظہار فرمایا۔ یہ ایک ایسا بحران تھا کہ جس سے اس عظیم الشان تحریک کی پیش قدمی رک جانے کا اندیشہ لاحق ہوگیا تھا۔ لیکن حق تعالیٰ شانہ کا وعدہ حفاظت دین یکا یک ایک ایسی ہستی کو اس منصب عالی کے لئے کھینچ لایا جو اپنے اسلاف کے علوم وروایات کی امین تھی اور جس پر ملت اسلامیہ کو بجا طور پر فخر حاصل تھا۔ میری مراد شیخ الاسلام حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت' امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی وراثت وامانت تھی اور اس کا اہل علوم انوری کے وارث حضرت شیخ بنوری سے بہتر اور کون ہوسکتا تھا؟ چنانچہ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی امارت خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی خطابت' مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری نوراللہ مرقدہ کی ذہانت' مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کی رفاقت' حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی بلندئ عزم نے نہ صرف مجلس تحفظ ختم نبوت کی عزت وشہرت کو چار چاند لگادیئے۔ بلکہ ان حضرات کی قیادت نے قصر

قادیانی پر اتنی ضرب کاری لگائی کہ قادیانی تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر کذب وافتراء کی آئینی مہر لگ گئی۔

غیر سیاسی جماعت

''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا مقصد تاسیس، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور امت مسلمہ کو قادیانی الحاد سے بچانا تھا۔ اس کے لئے ضرورت تھی کہ جماعت خارزار سیاست میں الجھ کر نہ رہ جائے۔ چنانچہ جماعت کے دستور میں تصریح کردی گئی کہ جماعت کے ذمہ دار ارکان سیاسی معرکوں میں حصہ نہیں لیں گے۔ کیونکہ سیاسی میدان میں کام کرنے کے لئے دوسرے حضرات موجود ہیں۔ اس لئے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا دائرہ عمل دعوت و ارشاد، اصلاح و تبلیغ اور رد قادیانیت تک محدود رہے گا۔ اس فیصلے سے دو فائدے مقصود تھے۔

ایک یہ کہ: ''جماعت تحفظ ختم نبوت'' کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا اجتماعی پلیٹ فارم رہے گا اور عقیدۂ ختم نبوت کا جذبہ اہل اسلام کے اتحاد و اتفاق اور ان کے باہمی ربط تعلق کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔''

دوم یہ کہ: ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا ارباب اقتدار سے یا کسی اور سیاسی جماعت سے تصادم نہیں ہوگا۔ اور امت مسلمہ کا اجتماعی عقیدۂ ختم نبوت اطفال سیاست کا کھلونا بننے سے محفوظ رہے گا۔''

امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کو قدرت نے قادیانیت کے خلاف سراپا تحریک بنادیا تھا۔ آپ نے اپنے شاگردوں کی ایک مستقل جماعت کو قادیانیت کے خلاف تحریری وتقریری میدان میں لگایا تھا۔ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ ایسے جید علمائے امت جنہوں نے قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ یہ سب حضرت کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ دارالعلوم دیوبند کی مسندِ حدیث پر بیٹھ کر اس مردِ قلندر نے اس فتنہ عمیاء قادیانیت کے خلاف محاذ قائم کیا۔ جسے دیانت دار مورخ سنہرے حروف سے لکھنے پر مجبور ہے۔

پاکستان اور قادیانیت

۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا۔ قادیانی جماعت کا لاٹ پادری مرزا محمود قادیان چھوڑ کر پاکستان آ گیا۔ پنجاب کے پہلے انگریز گورنر موڈی کے حکم پر چنیوٹ کے قریب ان کو لب دریا ایک ہزار چونتیس ایکڑ زمین عطیہ کے طور پر الاٹ کی گئی۔ فی مرلہ ایک آنہ کے حساب سے صرف رجسٹری کے کل اخراجات -/10,034 روپے وصول کئے۔ قادیانیوں نے بلا شرکت غیرے وہاں پر اپنی اسٹیٹ ''مرزائیل'' کی اسرائیل کی طرز پر بنیاد رکھی۔ ظفر اللہ قادیانی پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنا۔ اس نے سرکاری خزانہ سے آب و دانہ کھا کر قادیانیت کو دنیا بھر میں متعارف کرایا۔ انگریز خود چلا گیا۔ مگر جاتے ہوئے اسلامیان برصغیر کے لئے اپنی لے پالک اولاد قادیانیت کے لئے ایک مضبوط بیس مہیا کر گیا۔ قادیانی علی الاعلان اقتدار کے خواب دیکھنے لگے۔ ان پر کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ قادیانیوں کی تعلّی اور لن ترانیاں دیکھ کر اسلامیان پاکستان کا ہر درد رکھنے والا شخص اس صورت سے پریشان تھا۔ قادیانی منہ زور گھوڑے کی طرح ہوا پر سوار تھے۔ ملک میں جداگانہ طرز انتخاب پر الیکشن کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن قادیانیوں کو مسلمانوں کا حصہ شمار کیا گیا۔ چنانچہ اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو بریلوی مکتبہ فکر کے رہنما مولانا ابوالحسنات قادریؒ کے ہاں بھیجا۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ مکاتب فکر اکٹھے ہوئے اور قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی۔ جسے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کہا جاتا ہے۔ اس تحریک میں مرکزی کردار ابنائے دارالعلوم دیوبند کا تھا۔ اس تحریک نے قادیانیوں کے منہ زور گھوڑے کو لنگڑا کر دیا۔ ظفر اللہ قادیانی ملعون اپنی وزارت سے آنجہانی ہو گیا۔ قادیانیت کی اس تڑاخ سے ہڈیاں ٹوٹیں کہ وہ زمین پر رینگنے لگی۔ عقیدۂ ختم نبوت کی ان عظیم خدمات پر دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

قبل ازیں ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے جس پلیٹ فارم کا اعلان ہوا تھا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد اسے مستقل جماعت کے طور پر قادیانیت کے احتساب کے لئے منظّم کیا گیا جبکہ سیاسی و مذہبی طور پر اسلامیان پاکستان کی رہنمائی اور اسلامی نظام کے نفاذ اور اشاعت دین کے لئے ''جمعیت علمائے اسلام پاکستان'' کی تشکیل کی گئی۔ یہ سب ابنائے دارالعلوم کا کارنامہ ہے۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان نے ایوبی دور میں مغربی پاکستان اسمبلی

میں شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت باسعادت میں ''تحفظ ختم نبوت'' کے لئے جو خدمات انجام دیں۔ وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ غرض مذہبی اور سیاسی اعتبار سے قادیانیت کا احتساب کیا گیا ''مغربی آقاؤں'' کے اشارے پر قادیانی ''فوج'' و دیگر سرکاری دوائر میں سرگرم عمل تھے۔ علمائے کرام کی مستقل جماعت مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا گل بادشاہؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالقیومؒ، مولانا عبدالواحدؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور ان کے ہزاروں شاگرد لاکھوں متوسلین کروڑوں متعلقین نے جو خدمات سرانجام دیں۔ وہ سب دارالعلوم کا فیضان نظر ہے۔ سب اسماء گرامی کا استحضار و احصاء ممکن نہیں۔ وہ سب حضرات جنہوں نے اس سلسلہ میں خدمات سرانجام دیں۔ وہ ہمارے ان الفاظ کے لکھنے کے محتاج نہیں۔ وہ یقیناً رب کریم کے حضور اپنے حسنات کا اجر پاچکے۔ (فنعم اجر العاملین)

قرارداد رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

رابطہ عالم اسلامی کا سالانہ اجتماع اپریل ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوا۔ مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور دوسرے اکابرین دیوبند اس اجتماع میں نہ صرف موجود تھے۔ بلکہ اس قرارداد کو پاس کرانے کے داعی تھے۔ رابطہ عالم اسلامی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے خلاف قرارداد منظور کی جو دوررس نتائج کی حامل ہے۔ اس سے پوری دنیا کے علمائے اسلام کا قادیانیت کے کفر پر اجماع منعقد ہوگیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

اللہ رب العزت کے فضل و احسان کے بموجب ۱۹۷۰ء میں جمعیت علمائے اسلام پاکستان کی مثالی جدوجہد سے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، مولانا عبدالحکیمؒ، مولانا صدر الشہیدؒ اور دیگر حضرات قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم برسر اقتدار آئے۔ قادیانیوں نے ۱۹۷۰ء میں پیپلز پارٹی کی دامے درمے اور افرادی مدد کی تھی۔ قادیانیوں نے پھر پر پرزے نکالے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب

نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا۔اس کے نتیجہ میں تحریک چلی۔اسلامیان پاکستان ایک پلیٹ فارم ’’مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان‘‘ پر جمع ہوئے جس کی قیادت دارالعلوم دیوبند کے مرد جلیل، محدث کبیر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے فرمائی اور قومی اسمبلی میں امت مسلمہ کی نمائندگی کا شرف حق تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کے عظیم سپوت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کو بخشا۔ یوں قادیانی قانونی طور پر اپنے منطقی انجام کو پہنچے اوران کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔کہاں قادیانی اقتدار کا خواب اور کہاں چوہڑوں، چماروں میں ان کا شمار۔اس پوری جدوجہد میں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان کی خدمات اللہ رب العزت کے فضل وکرم کا اظہار ہے۔غرض دارالعلوم دیوبند کے سرپرست اول حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کی ’’الف‘‘ سے تحفظ ختم نبوت کی جو تحریک شروع ہوئی۔ وہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی ’’یاء‘‘ پر کامیابی سے سرفراز ہوئی۔

قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے متعلق جو کارروائی ہوئی وہ سب قومی ’’تاریخی دستاویز‘‘ کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کردی ہے۔قومی اسمبلی میں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان ہمارے اکابر نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت باسعادت میں قادیانیوں کو جس طرح چاروں شانے چت کیا۔ یہ دستاویز اس پر ’’شاہد عدل‘‘ ہے۔قادیانیوں نے اسمبلی میں ایک محضر نامہ پیش کیا تھا۔جس کا جواب مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی نگرانی میں مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے لکھا۔حوالہ جات مولانا محمد حیاتؒ اور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے فراہم کئے اور قومی اسمبلی میں اسے مفکر اسلام قائد جمعیت مولانا مفتی محمودؒ نے پڑھا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق برسر اقتدار آئے۔ان کے زمانہ میں پھر قادیانیوں نے پر پرزے نکالے۔ایک بار ووٹنگ لسٹوں کے حلف نامہ میں تبدیلی کی گئی۔اس زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری جنرل مولانا محمد شریف جالندھریؒ بھاگم بھاگ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے سیکریٹری جنرل مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے پاس راولپنڈی پہنچے۔حضرت مفتی صاحبؒ ملٹری ہسپتال میں پاؤں کے زخم کے علاج کے سلسلہ میں زیر علاج تھے۔اس حالت میں حضرت مفتی صاحبؒ نے جنرل ضیاء الحق کو فون کیا۔آپ کی للکار سے اقتدار کا نشہ ہرن ہوا اور وہ غلطی درست کردی گئی۔ وہ غلطی نہ تھی۔ بلکہ حقیقت میں قادیانیوں سے متعلق قانون کو نرم کرنے کی پہلی چال تھی۔ جسے دارالعلوم دیوبند کے ایک فرزند کی للکار حق نے ناکام بنادیا۔

۱۹۸۲ء میں جنرل ضیاء الحق کے زمانہ اقتدار میں پرانے قوانین کی چھانٹی کا عمل شروع ہوا (جو قانون کہ اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں ان کو نکال دیا جائے) اس موقع پر ابہام پیدا ہوگیا کہ قادیانیوں سے متعلق ترمیم بھی منسوخ ہوگئی ہے۔ اس پر ملک کے وکلاء کی رائے لی گئی۔ اڑھائی سو وکلاء کے دستخطوں سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے روزنامہ جنگ میں اشتہار شائع کرایا۔ مولانا قاری سعید الرحمٰن مہتمم جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ صدر راولپنڈی، مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک جنرل صاحب کو ملے۔ ان کی کابینہ میں محترم جناب راجہ ظفر الحق وفاقی وزیر تھے۔ ان کے مشورہ سے جنرل صاحب نے ایک آرڈی نینس منظور کیا اور قادیانیوں سے متعلق ترمیم کے بارے میں جو ابہام پایا جاتا تھا۔ وہ دور ہوا اور اسلامیان پاکستان نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس آرڈی نینس کو اس وقت بھی آئینی تحفظ حاصل ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء

جناب بھٹو کے زمانہ میں پاس شدہ آئینی ترمیم پر قانون سازی نہ ہوسکی۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں قادیانی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ ترمیم منسوخ ہوجائے۔ اس کے لئے وہ اندرون خانہ سازشوں میں مصروف تھے۔ قادیانی سازشوں اور اشتعال انگیز کارروائیوں سے مسلمانوں کے ردعمل نے تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء کی شکل اختیار کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اب اس نئی آزمائش میں دارالعلوم دیوبند کے زعماء خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا محمد اجمل خانؒ، مولانا عبید اللہ انورؒ، پیر طریقت مولانا عبدالکریم بیر شریفؒ، مولانا محمد مراد ہالیجویؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا میاں سراج احمد دینپوری، مولانا سید محمد شاہ امروٹیؒ، مولانا عبدالواحدؒ، مولانا منیر الدینؒ کوئٹہ، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا ضیاء القاسمیؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا سید امیر حسین گیلانیؒ، ایسے ہزاروں علمائے حق نے تحریک کی قیادت کی اور اس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے متعلق پھر قانون سازی کے اس خلاء کو پر کرنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس منظور ہوا۔

یہ آرڈی نینس اس وقت قانون کا حصہ ہے۔ اس سے یہ فوائد حاصل ہوئے:

۱...... قادیانی اپنی جماعت کے چیف گرو یالاٹ پادری کو امیر المومنین نہیں کہہ سکتے۔
۲...... قادیانی اپنی جماعت کے سربراہ کو خلیفۃ المؤمنین یا خلیفۃ المسلمین نہیں کہہ سکتے۔
۳...... مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی مرید کو معاذ اللہ ’’صحابی‘‘ نہیں کہہ سکتے۔
۴...... مرزا قادیانی کے کسی مرید کے لئے ’’رضی اللہ عنہ‘‘ نہیں لکھ سکتے۔
۵...... مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے لئے ’’ام المؤمنین‘‘ کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔
۶...... قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔
۷...... قادیانی اذان نہیں دے سکتے۔
۸...... قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔
۹...... قادیانی اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔
۱۰...... قادیانی اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔
۱۱...... قادیانی اپنے مذہب کی دعوت نہیں دے سکتے۔
۱۲...... قادیانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح نہیں کر سکتے۔
۱۳...... قادیانی کسی بھی طرح اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کر سکتے۔
۱۴...... غرض کہ کوئی بھی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے۔

بحمدہٖ تعالیٰ اس قانون کے منظور ہونے سے قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ جسے وہ ظلّی حج قرار دیتے تھے۔ پاکستان میں اس پر پابندی لگی۔ قادیانی جماعت کے چیف گرو، لاٹ پادری مرزا طاہر کو ملک چھوڑ کر لندن جانا پڑا۔ اس تمام تر کامیابی و کامرانی کے لئے ’’ابنائے دارالعلوم دیوبند‘‘ نے جو خدمات سرانجام دیں ان کو کوئی منصف مزاج نظر انداز نہیں کرسکتا۔ اس قانون کے نافذ ہوتے ہی قادیانیوں کے لئے ’’نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن‘‘ والا قصہ ہوگیا۔

مقدمات

۱...... قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں اس قانون کو چیلنج کردیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے حکم پر کیس کی تیاری اور پیروی کے لئے شہید مظلوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ پر مشتمل جماعت نے لاہور ڈیرے لگادیئے۔ ملتان

عالمی مجلس کے مرکزی کتب خانہ سے بیسیوں بکس کتب کے بھر کے لاہور لائے گئے۔ فوٹو اسٹیٹ مشین کا اہتمام کیا گیا۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کی لائبریری اس کیس کی پیروی کے لئے جامعہ کے حضرات نے وقف کردی۔ ۱۵ر جولائی سے ۱۲ر اگست ۱۹۸۴ء تک اس کی سماعت جاری رہی۔ حضرت امیر مرکزیہؒ اور خانقاہ رائے پور کی روایات کے امین حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ اور مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود بھی تشریف لاتے رہے۔ لاہور کی تمام جماعتوں نے بھرپور حصہ لیا اور بالکل بہاولپور کے مقدمہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے نہایت ہی کرم کا معاملہ فرمایا۔ ۱۲ر اگست ۱۹۸۴ء کو جب فیصلہ آیا تو قادیانیوں کی رٹ خارج کردی گئی۔ کفر ہار گیا۔ اسلام جیت گیا۔ تفصیلی فیصلہ جسٹس فخر عالم نے تحریر کیا۔

۲…… قادیانیوں نے اس فیصلہ کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کی اپیل بینچ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا۔ ۱۲ر جنوری ۱۹۸۸ء سپریم کورٹ اپیل بینچ نے اس اپیل کو بھی مسترد کردیا۔ اسی طرح قادیانیوں نے لاہور، کوئٹہ، کراچی ہائی کورٹس میں کیس دائر کئے۔ تمام جگہ ان کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ قادیانی ان تمام مقدمات کی اپیل سپریم کورٹ آف پاکستان میں لے کر گئے۔ حق تعالیٰ شانہ نے یہاں بھی فیض یافتگان دارالعلوم دیوبند کو توفیق بخشی۔ اس کی پیروی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا علامہ احمد میاں حمادی، شہید اسلام مولانا محمد عبداللہؒ، قاری محمد امینؒ، مولانا محمد رمضان علویؒ، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے جانشین مولانا قاضی احسان احمدؒ، مولانا عبدالرؤفؒ اور اسلام آباد، راولپنڈی کے تمام ائمہ وخطباء نے ایمانی جرأت ودینی حمیت کا مظاہرہ کیا۔ یوں ۳ر جنوری ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے پانچ جج صاحبان پر مشتمل بینچ نے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا۔

بحمدہٖ تعالیٰ ان تمام فیصلہ جات پر مشتمل کتاب ’’قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے‘‘ شائع شدہ ہے۔ جس میں دیگر تفصیلات ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۳…… اسی طرح قادیانیوں نے جوہانسبرگ افریقہ میں ایک مقدمہ دائر کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا

منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے اس کی پیروی کے لئے وہاں کے سفر کئے۔ یہ فیصلہ بھی قادیانیوں کے خلاف ہوا۔

بیرون ممالک

امتناع قادیانیت قانون کے نافذ ہوتے ہی قادیانی جماعت کے بھگوڑے چیف گرو مرزا طاہر نے لندن کو اپنا مستقر بنایا۔ ابنائے دارالعلوم دیوبند وہاں بھی پہنچے۔ سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس برطانیہ ۱۹۸۵ء سے ہر سال تسلسل کے ساتھ منعقد ہوتی رہی ہے۔ پاکستان، ہندوستان، عرب، افریقہ و یورپ سے علمائے کرام اور ابنائے و فضلائے دارالعلوم دیوبند تشریف لا کر اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہیں۔ اسی طرح برطانیہ میں مستقل طور پر قادیانیت کے احتساب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا مستقل دفتر قائم کر دیا ہے۔ جہاں سے ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔ امریکہ، افریقہ، یورپ کے کئی ممالک ایسے ہیں۔ جہاں مستقل بنیادوں پر قادیانیت کے خلاف کام ہو رہا ہے اور وہ تمام تر کام بحمدہٖ تعالیٰ ابناء دارالعلوم دیوبند سرانجام دے رہے ہیں۔ ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کے علاوہ تربیتی کورسز کا سلسلہ شروع ہے۔ کتب، لٹریچر کی اشاعت و تقسیم ہو رہی ہے اور اس کام کے لئے دارالعلوم دیوبند میں ہی ''کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت'' قائم کر دی گئی ہے۔

آثار و نتائج

اکابر دیوبند کی مساعی اور ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے مقاصد و خدمات کا مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ اب ایک نظر ان آثار و نتائج پر بھی ڈال لینا چاہئے جو جماعت کی جہد مسلسل اور امت اسلامیہ کے اتفاق و تعاون کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئے:

اوّل...... پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ علاوہ ازیں قریباً تیس اسلامی ممالک قادیانیوں کو کافر' مرتد' دائرہ اسلام سے خارج اور خلاف قانون قرار دے چکے ہیں۔

دوم...... ختم نبوت کی تحریک پاکستان میں کامیاب ہوئی تو پوری دنیا پر قادیانیوں کا کفرو نفاق واضح ہو گیا۔ اور دنیا کے بعید ترین ممالک کے مسلمان بھی قادیانیوں کے بدترین کفر سے واقف ہو گئے۔

سوم...... بہاولپور سے ماریشس جوہانسبرگ تک کی بہت سی عدالتوں نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے فیصلے دیئے۔

چہارم...... مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک نے نہ صرف پاکستان کو بلکہ دیگر اسلامی ممالک کو قادیانیوں کے غلبہ اور تسلط سے محفوظ کردیا اور تمام دنیا کے مسلمان قادیانیوں کو ایک سازشی اور مرتد ٹولہ سمجھ کر ان سے محتاط اور چوکنا رہنے لگے۔

پنجم...... بے شمار لوگ جو قادیانیوں کے دام ہمرنگ زمین کا شکار ہوکر مرتد ہوگئے تھے۔ جب ان پر قادیانیت کا کفر کھل گیا تو وہ قادیانیت کو چھوڑ کر دوبارہ دامن اسلام سے وابستہ ہوگئے۔

ششم...... ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کا ملازم پیشہ نوجوان طبقہ قادیانیوں سے بے حد مرعوب تھا۔ چونکہ قادیانی پاکستان میں اعلیٰ مناصب پر قابض تھے۔ اس لئے وہ ایک طرف اپنے ماتحت عملے میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور دوسری طرف اچھے مناصب کے لئے صرف قادیانیوں کا انتخاب کرتے۔ اس سے مسلمانوں کے نوجوان طبقہ کی صریح حق تلفی ہوتی تھی اور بہت سے نوجوان اچھی ملازمت کے لالچ میں قادیانی مذہب کے ہمنوا ہوجاتے تھے۔ اب بھی اگرچہ کلیدی آسامیوں پر بہت سے قادیانی فائز ہیں اور ملازمتوں میں ان کا حصہ مسلمانوں کی نسبت اب بھی زیادہ ہے۔ مگر اب قادیانیوں کے سامنے مسلمان نوجوانوں کا احساس کمتری ختم ہورہا ہے اور نوجوانوں کی طرف سے مطالبے ہورہے ہیں کہ قادیانیوں کو ان کی حصہ رسدی سے زیادہ کسی اور ادارے میں نشستیں نہ دی جائیں۔

ہفتم...... قیام پاکستان سے ۱۹۷۴ء تک ''ربوہ'' مسلمانوں کے لئے ایک ممنوعہ قصبہ تھا۔ وہاں مسلمانوں کے داخلہ کی اجازت نہیں تھی، حتیٰ کہ ریلوے اور ڈاک خانہ کے سرکاری ملازموں کے لئے قادیانی ہونے کی شرط تھی۔ لیکن اب ''ربوہ'' کی سنگینی ٹوٹ چکی ہے۔ وہاں اکثر سرکاری ملازم مسلمان ہیں۔ ۱۹۷۵ء سے مسلمانوں کی نماز باجماعت بھی ہوتی ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدارس و مساجد دفتر و لائبریری قائم ہیں۔

ہشتم...... قادیانی اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اصرار کیا کرتے تھے' لیکن اب مسلمانوں کے قبرستان میں ان کا دفن کیا جانا ممنوع ہے۔

نہم...... پاسپورٹ' شناختی کارڈ اور فوجی ملازمتوں کے فارموں میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تصریح کرنا پڑتی ہے۔

دھم...... پاکستان میں ختم نبوت کے خلاف کہنا یا لکھنا تعزیری جرم قرار دیا جاچکا ہے۔

یازدھم...... سعودی عرب' لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے اور انہیں ''عالم کفر کے جاسوس'' قرار دیا جاچکا ہے۔

دوازدھم...... مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے خلاف لب کشائی کی پاکستان میں اجازت نہیں تھی' مگر اب صورت حال یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

سیزدھم...... قادیانی جو بیرونی ممالک میں یہ پروپیگنڈہ کیا کرتے تھے کہ: پاکستان میں قادیانیوں کی حکومت ہے اور دارالخلافہ ''ربوہ'' ہے۔ وہ اس جھوٹ پر نہ صرف پوری دنیا میں ذلیل ہوچکے ہیں' بلکہ خدا کی زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہورہی ہے۔ حتیٰ کہ قادیانی سربراہ کو لندن میں بھی چین نصیب نہیں۔ ربوہ کا نام مٹ کر اب ''چناب نگر'' ہے۔ آج قادیانی شہر کا نام مٹا ہے تو وہ وقت آیا چاہتا ہے جب قادیانیت کا نشان بھی مٹے گا۔ انشاءاللہ العزیز!

نوٹ: موضوع کی مناسبت اور سوال کی نوعیت کے پیش نظر صرف علمائے دیوبند کی خدمات دربارہ تحفظ ختم نبوت کا تذکرہ کیا ہے ورنہ تمام علمائے کرام چاہے وہ بریلوی ہوں یا اہلحدیث' یا شیعہ حضرات' سب اس محاذ پر ایک دوسرے کے شانہ بشانہ رہے۔ سب نے اس محاذ پر گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شائع کردہ کتاب ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' ''تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء'' (تین جلدیں) ان میں تمام مکاتب فکر کے اکابر کی سنہری خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حیات عیسیٰ علیہ السلام

سوال ا......سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے بارے میں اسلام، یہودیت، مسیحیت اور مرزائیت کا نقطہ نظر واضح کریں؟

جواب......

اسلام کا نقطہ نظر، درباره حیات عیسیٰ علیہ السلام

عقیدۂ ختم نبوت کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع ونزول کا عقیدہ بھی اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروریات دین میں شامل ہے۔ جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جس کو علمائے امت نے کتب تفسیر، شروح احادیث اور کتب علم کلام میں مکمل توضیحات وتشریحات کے ساتھ منقح فرمادیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت مریم کے بطن مبارک سے محض نفخہ جبرائیل سے پیدا ہوئے۔ پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی بن کر مبعوث ہوئے۔ یہود نے ان سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا۔ آخرکار جب ایک موقع پر ان کے قتل کی مذموم کوشش کی۔ تو بحکم خداوندی، فرشتے ان کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمادی اور قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہوگا اور وہ دنیا میں فتنہ وفساد پھیلائے گا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ دنیا میں آپ کا نزول ایک امام عادل کی حیثیت سے ہوگا اور اس امت میں آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوں گے، اور قرآن وحدیث (اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ان کے زمانہ میں (جو اس امت کا آخری دور ہوگا) اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر نہیں رہے گا۔ اس لئے جہاد کا حکم موقوف ہو جائے گا۔ نہ خراج وصول کیا جائے گا اور نہ جزیہ، مال وزر اتنا عام ہوگا کہ کوئی دوسرے سے قبول نہیں کرے گا۔ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی فرمائیں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی

اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر حضور اقدس ﷺ کے روضہ اقدس میں دفن کردیں گے۔ یہ تمام امور احادیث صحیحہ متواترہ میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جن کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

اسلامی عقیدہ کے اہم اجزاء یہ ہیں

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہی مسیح ہدایت ہیں۔ جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے۔ وہ سچے نبی کی حیثیت سے ایک مرتبہ دنیا میں مبعوث ہو چکے ہیں۔

۲...... یہود بے بہود کے ناپاک اور گندے ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے۔

۳...... زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لئے گئے۔

۴...... وہاں بقید حیات موجود ہیں۔

۵...... قیامت سے پہلے اس کی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہٖ وہی مسیح ہدایت (حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام) نزول فرما کر مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے۔ ان سے الگ کوئی اور شخص ان کی جگہ مسیح کے نام سے دنیا میں نہیں آئے گا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہودیوں کا نقطہ نظر

یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت ابھی نہیں آیا اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نامی جس شخص نے اپنے آپ کو مسیح اور رسول اللہ کہا ہے۔ (نعوذ باللہ) وہ جادوگر اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا تھا۔ اسی لئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا اور ان کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا۔ بلکہ ان کے بقول یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ”وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ بن مريم رسول الله“ (نساء:۱۵۷)

”اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا۔“

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

دعویٰ قتل عیسیٰ بن مریم میں تو تمام یہود متفق ہیں۔ البتہ ان میں ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ قتل کئے جانے کے بعد اہانت اور تشہیر کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا، اور دوسرا

فریق کہتا ہے کہ سولی پر چار میخ کئے جانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔

(محاضرہ علمیہ نمبر۲ص۴ از حضرت قاری محمد عثمان صاحب)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسیحی نقطۂ نظر

اور نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ مسیح ہدایت آچکے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں۔ اس کے بعد ان میں دو فرقے بن گئے:

۱...... ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ان کو یہود نے قتل کیا۔ سولی پر چڑھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور سولی پر چڑھایا جانا۔ عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا۔ اسی لئے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں۔

۲...... دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل وصلب کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

پھر یہ دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح ہدایت عین قیامت کے دن جسم ناسوتی یا جسم لاہوتی میں خدا بن کر آئیں گے اور مخلوق کا حساب لیں گے۔

حاصل یہ کہ تمام یہود اور نصاریٰ کی بڑی اکثریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت الصلیب کی قائل ہے اور یہود وتمام نصاریٰ کو ایک مسیح ہدایت کا انتظار ہے۔ یہود کو تو اس وجہ سے کہ ابھی یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی اور نصاریٰ کو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن برائے فیصلہ خلائق خدا کی شکل میں آنے والے ہیں۔ (محاضرہ علمیہ نمبر۲ص۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قادیانی عقائد

مرزا قادیانی نے کتب ''ازالہ اوہام، تحفہ گولڑویہ، نزول مسیح اور حقیقت الوحی'' وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی نے اپنی کتاب ''حقیقی اسلام'' میں تحریر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ: ''اس بحث کے دوران میں (مرزا قادیانی) نے مندرجہ ذیل اہم مسائل پر نہایت زبردست روشنی ڈالی۔

۱...... یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے۔ جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر ضرور چڑھائے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچالیا اس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔

۲...... اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ (۸۷ برس کے بعد) اور وہیں ان کی قبر (سری نگر کے محلّہ خانیار میں، ناقل) موجود ہے۔

۳...... کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اس لئے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

۴...... بے شک مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ تھا۔ مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

۵...... یہ کہ مثیل مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ (مرزا قادیانی) کے وجود میں پورا کیا گیا اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں۔ جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق صداقت کی آخری فتح مقدر ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے قسم کھا کر لکھا ہے: ''میں وہی مسیح موعود ہوں۔ جس کی رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے۔ جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفیٰ باللّٰہ شہیدا'' (حقیقی اسلام ص:۲۹،۳۰)

سوال۲...... مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی دست درازیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے آسمانوں پر اٹھالیا۔ آپ قرآن واحادیث صحیحہ کی روشنی میں اس عقیدۂ کو ثابت کریں؟

جواب...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا۔

دلیل ا...... ارشاد ربانی: ''اذ قال اللّٰہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ثم الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون (آل عمران:۵۵)''

ترجمہ: ''جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں۔ جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں۔ روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی۔ سو میں تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا۔ ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔''

اس آیت کریمہ کے متصل ماقبل کی آیت کریمہ و مکروا و مکر اللّٰہ میں باری

تعالیٰ کی جس خفیہ و کامل تدبیر کی جانب اشارہ فرمایا گیا تھا۔ اس کی تفصیل حسب بیان مفسرین آیت مذکورہ میں فرمائی گئی ہے۔ اس محکم تدبیر کے وقوع سے پہلے ہی جب کہ یہود بے بہبود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے قیام کا محاصرہ کر کے قتل و سولی پر چڑھانے کا ناپاک منصوبہ بنا رہے تھے۔ حضرت حق جل مجدہ نے ایسے خطرناک وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دینے کے لئے بشارت دے دی کہ آپ کے دشمن خائب و خاسر رہیں گے۔ اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے گئے:

۱...... میں تجھے پورا پورا لے لوں گا۔
۲...... اور تجھے اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالوں گا۔
۳...... اور تجھے کفار (یہود) کے شر سے صاف بچالوں گا۔
۴...... تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وعدے اس لئے فرمائے گئے کہ یہود کی سازش میں یہ تفصیل تھی کہ:

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑیں۔
۲...... اور طرح طرح کے عذاب دے کر ان کو قتل کریں۔
۳...... اور پھر خوب رسوا اور ذلیل کریں۔
۴...... اور اس ذریعہ سے ان کے دین کو فنا کریں کہ کوئی ان کا متبع و نام لیوا بھی نہ رہے۔

لہٰذا ان کے پکڑنے کے مقابلہ میں متوفیك فرمایا۔ یعنی تم کو بھرپور لینے والا ہوں۔ تم میری حفاظت میں ہو اور ارادۂ ایذاء و قتل کے مقابلہ میں رافعك الیّ فرمایا۔ یعنی میں تم کو آسمان پر اٹھالوں گا، اور رسوا اور ذلیل کرنے کے مقابلہ میں مطهرك من الذين كفروا فرمایا۔ یعنی میں تم کو ان یہود نامسعود سے پاک کروں گا۔ رسوائی و بے حرمتی کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور آپ کی امت کو مٹانے اور دین مسیحی کو نیست و نابود کرنے والوں کے مقابلہ میں: ''جاعل الذين اتبعوك'' فرمایا۔ یعنی تیرے رفع کے بعد تیرے متبعین کو ان کفار پر غلبہ دوں گا۔

توفی کے معنی

بہرحال پہلا وعدہ لفظ ''توفی'' سے فرمایا گیا ہے۔ اس کے حروف اصلیہ ''وفا'' ہیں۔ جس کے معنی ہیں پورا کرنا۔ چنانچہ استعمال عرب ہے وفی بعهده اپنا وعدہ پورا کیا۔ (لسان العرب)

باب تفعل میں جانے کے بعد اس کے معنی ہیں: اخذ الشئی وافیاً (بیضاوی) یعنی کسی چیز کو پورا پورا لینا۔ توفی کا یہ مفہوم جنس کے درجہ میں ہے۔ جس کے تحت یہ تمام انواع آتی ہیں۔ موت، نینداور رفع جسمانی۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں:''قوله (انی متوفيك) يدل على حصول التوفى وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الى السماء فلما قال بعده (و رافعك الیّ) كان هذا تعيينا للنوع و لم يكن تكراراً'' (تفسیر کبیر زیر آیت یعیسیٰ انی متوفيك ص ۷۲ جز۸)

ترجمہ:''باری تعالیٰ کا ارشاد انی متوفيك صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور وہ ایک جنس ہے۔ جس کے تحت کئی انواع ہیں۔ کوئی بالموت اور کوئی بالرفع الی السماء۔ پس جب باری تعالیٰ نے اس کے بعد ورافعك الیّ فرمایا تو اس نوع کو متعین کرنا ہوا۔ (رفع الی السماء) نہ کہ تکرار۔''

یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ کسی لفظ جنس کو بول کر اس کی خاص نوع مراد لینے کے لئے قرینہ حالیہ ومقالیہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ تو یہاں توفی بمعنی رفع جسمانی الی السماء لینے کے لئے ایک قرینہ یہ ہے کہ اس کے فوراً بعد ورافعك الیّ فرمایا گیا۔ رفع کے معنی ہیں اوپر اٹھا لینا۔ کیونکہ رفع، وضع وخفض کی ضد ہے۔ جس کے معنی نیچے رکھنا اور پست کرنا اور دوسرا قرینہ ومطهرك من الذين كفروا ہے۔ کیونکہ تطہیر کا مطلب یہی ہے کہ کفار (یہود) کے ناپاک ہاتھوں سے آپ کو صاف بچالوں گا۔ چنانچہ ابی جریجؒ سے محدث ابن جریرؒ نے نقل فرمایا ہے:''عن ابى جريج قوله (انى متوفيك ورافعك الیّ ومطهرك من الذين كفروا) قال فرفعه اياه اليه توفيه اياه وتطهيره من الذين كفروا'' (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۹۰)

''باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی متوفيك ! کی تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لینا ہی آپ کی توفی ہے اور یہی کفار سے ان کی تطہیر ہے۔''

اور تیسرا قرینہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت مرفوعہ ہے۔ جس کو امام بیہقیؒ نے نقل فرمایا ہے اور جس میں نزول من السماء کی تصریح ہے:''كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم'' (کتاب الاسماء والصفات ص:۳۰۲)

اس لئے کہ نزول سے پہلے رفع کا ثبوت ضروری ہے۔ اسی طرح جب یہ لفظ موت کے معنی دے گا۔ تو قرینہ کی احتیاج ہوگی مثلاً:

’’قل یتوفٰکم ملك الموت الذی وکل بکم (الم سجدہ:۱۱)‘‘
ترجمہ:’’اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ تم کو قبض کرے گا۔ ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔(یعنی تم کو مارے گا)‘‘

اس میں ملک الموت قرینہ ہے۔ دیگر متعدد آیات میں بھی بربنائے قرائن توفی بمعنی موت آیا ہے۔ کیونکہ موت میں بھی توفی یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔ ایسے ہی جہاں نیند کے معنی دے گا۔ تو بھی قرینہ کی ضرورت ہوگی۔

مثلاً:’’وھوالذی یتوفٰکم باللیل (انعام:۶۰)‘‘ترجمہ:’’خدا ایسی ذات ہے کہ تم کو رات کے وقت پورا لے لیتا ہے۔ یعنی سلا دیتا ہے۔‘‘

یہاں لیل اس بات کا قرینہ ہے کہ توفی سے مراد نوم ہے۔ کیونکہ وہ بھی توفی (پوری پوری گرفت) کی ایک نوع ہے۔ یہ تمام تفصیلات بلغاء کے استعمال کے مطابق ہیں۔ البتہ عام لوگ توفی کو اماتت اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ کلیات ابوالبقاء میں ہے:
’’التوفی الاماتة وقبض الروح وعلیه استعمال العامة او الاستیفاء واخذ الحق وعلیه استعمال البلغاء‘‘ (کلیات ابوالبقاء:۱۲۹)

یعنی عام لوگ تو توفی کو اماتت اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور بلغاء پورا پورا وصول کرنے اور حق لے لینے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

بہرحال زیر بحث آیت کریمہ میں بربنائے قرائن توفی کے معنی قبض اور پورا پورا۔ یعنی جسم مع الروح کو اپنی تحویل میں لے لینے کے ہیں، اماتت کے نہیں ہیں۔ البتہ قبض روح بصورت نیند کے معنی ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ قبض روح کی دو صورتیں ہیں۔ ایک مع الامساک اور دوسری مع الارسال۔ تو اس آیت میں توفی بقرینہ رافعك الیّ بمعنی نیند ہوسکتی ہے اور یہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہوگا۔ کیونکہ نیند اور رفع جسمی میں جمع ممکن ہے۔ چنانچہ مفسرین کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے:’’(الثانی) المراد بالتوفی النوم ومنه قوله تعالیٰ اللّٰه یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها) فجعل النوم وفاة وکان عیسیٰ قد نام فرفعه اللّٰه وهو نائم لئلا یلحقه خوف‘‘ (خازن ج۱ص۲۵۵)

دلیل۲…… ’’وماقتلوه یقینا بل رفعه اللّٰه الیه (نساء:۱۵۷،۱۵۸)‘‘

ترجمہ:''اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔''
(ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہودیوں کی جانب سے محاصرہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے زندہ رفع جسمانی کا جو وعدۂ خداوندی ہوا تھا۔اس کے پورا ہونے کی اطلاع مذکورہ بالا آیات کریمہ میں دی گئی ہے۔

لفظ رفع کی تحقیق

رفع کے لغوی معنی اوپر اٹھانا بتائے جا چکے ہیں۔المصباح المنیر میں مذکور ہے:

''فالرفع فی الاجسام حقیقة فی الحرکة والانتقال وفی المعانی محمول علی مایقتضیه المقام'' (المصباح الہٰیہ ص:۱۳۹)

ترجمہ:''لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے اور معانی کے متعلق جیسا موقع ومقام ہو ویسی مراد ہوتی ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ''رفع'' کے حقیقی وضعی معنی جب کہ اس کا متعلق جسم ہو۔یہی ہے کہ اس کو نیچے سے اوپر حرکت دے کر منتقل کر دینا۔اس حقیقی معنی کو جبکہ اس کو اختیار کرنے میں کوئی دشواری نہیں۔جبکہ محاورات میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں۔مثلاً حضرت زینبؓ کے صاحبزادے کے انتقال کی حدیث میں آتا ہے:''فرفع الی رسول اللہ ﷺ الصبی'' (مشکوٰۃ ص:۱۵۰)

ترجمہ:''یعنی وہ لڑکا (آپ ﷺ کا نواسہ) آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔''

اور اہل زبان بولا کرتے ہیں

''رفعت الزرع الی البیدر'' (قاموس،اساس البلاغۃ)

ترجمہ:''میں کھیت کاٹ کر اور غلہ اٹھا کر خرمن گاہ میں لے آیا۔''

بہرحال ''بل رفعه اللہ'' میں رفع جسمانی مع الروح تو یقیناً مراد ہے۔جو اس کا معنی حقیقی ہے کیونکہ ''ہ'' ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔جو جسد مع الروح کا نام ہے نہ کہ صرف روح کا۔جیسا کہ ارشاد ہے:''ورفع ابویه علی العرش (یوسف: ۱۰۰)''

ترجمہ: ''یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر چڑھا کر بٹھایا۔''

اور جہاں قرینہ پایا جائے گا وہاں لفظ رفع مجازاً صرف رفع منزلت کے معنی دے گا۔

اس کے ساتھ رفع جسم کے معنی نہیں لئے جاسکتے۔ کیونکہ حقیقت ومجاز کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ جیسے ارشاد ہے:’’ ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات (زخرف:۳۲)‘‘

ترجمہ:’’اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے۔‘‘

بہرحال’’ بل رفعه الله ‘‘میں نہ تو حقیقی معنی متعذر ہیں اور نہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے۔ اس لئے یہاں صرف رفع منزلت کے معنی نہیں ہوسکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو سمجھنے کے لئے ایک آیت بھی کافی تھی۔ مگر قرآن کریم میں دو جگہ صراحتاً لفظ رفع کے ساتھ اس کو بیان فرمایا گیا۔ لیکن بے بصیرت وبے بصارت قادیانی گروہ یہی رٹ لگاتا رہتا ہے کہ: ’’سارے قرآن شریف میں ایک آیت بھی ایسی نہیں کہ جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہو‘‘ فسحقا لهم!

حالانکہ مذکورہ دو آیتوں کے علاوہ متعدد آیات کریمہ سے رفع عیسیٰ بجسدہ کا مضمون ثابت ہے۔ مثلاً:

۱...... ’’وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به (نساء:۱۵۹)‘‘

۲...... ’’ وانه لعلم للساعة (زخرف:۶۱)‘‘

۳...... ’’ويكلم الناس فى المهد وكهلاً ومن الصالحين (آل عمران: ٤٦)‘‘

احادیث نبویہ سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

حدیث۱...... ’’عن النواس بن السمعانؓ قال قال رسول ﷺ اذ بعث الله المسيح بن مريم فينزل عندالمنارة البيضاء شرقى دمشق بين مهروذتين واضعاً كفيه على اجنحة ملكين فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله‘‘ (مسلم ج۲ص۴۰۱، باب ذکر الدجال)

ترجمہ:’’حضرت نواس بن سمعانؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے۔ وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے۔ وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے۔ تاآنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے۔ پھر اسے قتل کردیں گے۔‘‘

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ بطور معجزہ ان کے منہ کی ہوا حدنگاہ تک پہنچے گی اور اس سے کافر مریں گے۔

حدیث۲...... ’’عن ابی هريرةؓ قال قال رسول ﷺ كيف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم من السماء وامامكم منكم‘‘ (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص:۳۰۱)

ترجمہ: ’’حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری خوشی کا اس وقت کیا حال ہوگا۔ جبکہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔‘‘ (یعنی امام مہدی تمہارے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ باوجود نبی و رسول ہونے کے امام مہدی کی اقتداء کریں گے)‘‘

تنبیہ۱...... اس حدیث میں لفظ من السماء کی صراحت ہے۔

تنبیہ۲...... اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

حدیث۳...... ’’قال الامام احمد حدثنا عفان ثنا همام انبأنا قتادة عن عبدالرحمن عن ابی هريرةؓ ان النبی ﷺ قال الانبياء اخوة لعلات امهاتهم شتى ودينهم واحدوانى اولىٰ الناس بعيسى بن مريم لانه لم يكن نبى بينى وبينه وانه نازل فاذا رائيتموه فاعرفوه رجل مربوع الى الحمرة والبياض عليه ثوبان ممصران كان رائسه يقطر وان لم يصبه بلل فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويد عوالناس الى الاسلام ويهلك لله فى زمانه الملل كلها الا الاسلام ويهلك الله فى زمانه المسيح الدجال ثم تقع الامانة على الارض حتى ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان بالحيات لاتضرهم فيمكث اربعين سنة ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون ‘‘(وكذا رواه ابوداؤد كذا فى تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۵۷۸، زیر آیت و ان من اهل الكتاب، قال الحافظ ابن حجرؒ، رواہ ابوداؤد و احمد باسناد صحیح، فتح الباری ج۶ ص۳۵۷)

ترجمہ: ’’امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علاّتی بھائی ہیں۔ مائیں مختلف یعنی شریعتیں مختلف ہیں اور دین یعنی اصول شریعت سب کا ایک ہے اور میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب

ہوں۔اس لئے کہ میرے اوران کے درمیان کوئی نبی نہیں۔وہ نازل ہوں گے جب ان کودیکھوتو پہچان لینا۔وہ میانہ قد ہوں گے۔رنگ ان کا سرخ اورسفیدی کے درمیان ہوگا۔ان پردورنگے ہوئے کپڑے ہوں گے۔سرکی یہ شان ہوگی کہ گویااس سے پانی ٹپک رہاہے۔اگرچہ اس کوکسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی۔صلیب کوتوڑیں گے۔جزیہ کواٹھائیں گے۔سب کواسلام کی طرف بلائیں گے۔اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کونیست ونابود کردے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کوقتل کرائے گا۔پھرتمام روئے زمین پرایسا امن ہوجائے گا کہ شیراونٹ کے ساتھ اورچیتے گائے کے ساتھ اوربھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گےاور بچے سانپ کے ساتھ کھیلنے لگیں گے۔سانپ ان کونقصان نہ پہنچائیں گے۔عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے۔پھروفات پائیں گےاورمسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔‘‘

حافظ ابن حجرعسقلانیؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کی اسنادصحیح ہیں۔اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی وفات نہیں ہوئی۔ آسمان سے نازل ہونے کے بعدقیامت سے پیشتر جب یہ تمام باتیں ظہور میں آجائیں گی تب وفات ہوگی۔

حدیث۴......’’عن الحسن (مرسلاً) قال قال رسول اللہ ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیمٰة‘‘

(اخرجہ ابن کثیرفی تفسیرآل عمران ج۱ص۳۶۶)

ترجمہ:’’امام حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک نہیں مرے۔زندہ ہیں اوروہی دن قیامت سے قبل واپس تشریف لائیں گے۔‘‘

حدیث۵......’’عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر‘‘

(رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفا، کتاب الاذاحہ ص۱۷۷،مشکوٰۃ ص۴۸۰،باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

ترجمہ:’’عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ زمانہ

آئندہ میں عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے۔ (اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے پیشتر زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے) اور میرے قریب مدفون ہوں گے۔ قیامت کے دن میں مسیح بن مریم کے ساتھ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان قبر سے اٹھوں گا۔''

حدیث۶ ......''حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق قال ثنا ابن ابی جعفر عن ابیه عن الربیع فی قوله تعالی (الم اللّٰه لا اله الا هو الحی القیوم) قال ان النصاریٰ اتوا رسول اللّٰه ﷺ فخاصموه فی عیسیٰ بن مریم وقالوا له من ابوه وقالوا علی اللّٰه الكذب والبهتان لا اله الا هو لم یتخذ صاحبة ولا ولدا فقال لهم النبی ﷺ الستم تعلمون انه لایكون ولد الّا هویشبه اباه قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حي لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیه الفناء قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی كل شئی یكلؤه ویحفظه ویرزقه قالوا بلیٰ قال فهل یملك عیسیٰ من ذلك شیئا قالوا لا قال افلستم تعلمون ان اللّٰه عزوجل لا یخفی علیه شئ فی الارض ولا فی السماء قالوا بلیٰ ۰ قال فهل یعلم عیسیٰ من ذلك شیا الا ما علم قالوا لا ۰ قال فان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم كیف شاء فهل تعلمون ذلك قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا لا یاكل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملته امرأة كما تحمل المرأة ثم وضعته كما تضع المرأة ولدها ثم غذی كما یغذی الصبی ثم كان یطعم الطعام ویشرب الشراب و یحدث الحدث قالوا بلیٰ قال فكیف یكون هذا كمازعمتم قال فعرفوا ثم ابوا الا حجوداً فانزل اللّٰه عزوجل الم اللّٰه لا اله الا هوالحی القیوم''

(تفسیر ابن جریر ص۱۶۳ ج۳)

ترجمہ:''ربیع سے ''الم اللّٰه لا اله الا هو الحی القیوم'' کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب نصاریٰ نجران، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں آپ ﷺ نے مناظرہ اور مکالمہ شروع کیا اور یہ کہا کہ اگر حضرت مسیح ابن اللہ ہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے؟ (مراد کہ اگر حضرت عیسیٰ کا باپ نہیں، تو ان کو اللہ ہی کا بیٹا کہنا چاہئے) حالانکہ خدا وہ ہے جو لاشریک ہے۔ بیوی اور اولاد سے پاک اور منزہ ہے۔ تو

آنحضرت ﷺ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔(یعنی جب یہ تسلیم ہو گیا کہ بیٹا، باپ کے مشابہ ہوتا ہے) تو اس قاعدہ سے حضرت مسیح بھی خدا کے مماثل اور مشابہ ہونے چاہئیں۔ حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ خدا بے مثل ہے اور بے چون وچگون ہے۔ ’’لیس کمثلہ شئی ولم یکن لہ کفواً احد ‘‘ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار حیی لایموت ہے۔ یعنی زندہ ہے۔ کبھی نہ مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت اور فنا آنے والی ہے۔(اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں، مرے نہیں۔ بلکہ زمانہ آئندہ میں ان پر موت آئے گی) نصاریٰ نجران نے کہا بے شک صحیح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ہر چیز کا قائم کرنے والا تمام عالم کا نگہبان اور محافظ اور سب کا رزاق ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کیا ان چیزوں کے مالک ہیں؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر زمین اور آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ نصاریٰ نے کہا ہاں بے شک! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا عیسیٰ کی بھی یہی شان ہے؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا؟ نصاریٰ نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ نہ کھانا کھاتا ہے۔ نہ پانی پیتا ہے اور نہ بول و براز کرتا ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک! آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے اور عورتوں کی طرح ان کی والدہ مطہرہ حاملہ ہوئیں اور پھر مریم صدیقہ نے ان کو جنا۔ جس طرح عورتیں بچوں کو جنا کرتی ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بچوں کی طرح غذا بھی دی گئی۔ حضرت مسیح کھاتے بھی تھے، پیتے بھی تھے اور بول و براز بھی کرتے تھے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک! ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کس طرح خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں؟‘‘ نصاریٰ نجران نے حق کو خوب پہچان لیا۔ مگر دیدۂ ودانستہ اتباع حق سے انکار کیا۔ اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں: ’’الم اللّٰہ لا الہ الا ھو الحی القیوم‘‘

ایک ضروری تنبیہ

ان تمام احادیث اور روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ احادیث میں جس مسیح کے نزول کی خبر دی گئی۔ اس سے وہی مسیح مراد ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ جو حضرت مریم کے بطن سے بلا باپ کے نفخ جبرئیل علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور جن پر اللہ نے انجیل اتاری۔

معاذ اللہ نزول سے امت محمدیہ ﷺ میں سے کسی دوسرے شخص کا پیدا ہونا مراد نہیں کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہو۔ ورنہ اگر احادیث نزول مسیح سے کسی مثیل مسیح کا پیدا ہونا مراد ہوتا۔ تو بیان نزول کے وقت آنحضرت ﷺ اور ابوہریرہؓ کا آیت کو بطور استشہاد تلاوت کرنے کا کیا مطلب ہوگا؟ معاذ اللہ! اگر احادیث سے نزول میں مثیل مسیح اور مرزا کا قادیان میں پیدا ہونا مراد ہے۔ تو لازم آئے گا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں مسیح کا ذکر آیا ہے۔ سب جگہ مثیل مسیح اور مرزا قادیانی ہی مراد ہوں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا نزول مسیح کو ذکر فرما کر بطور اشتہاد آیت کو تلاوت کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ حضور ﷺ کا مقصود انہیں مسیح بن مریم کے نزول کو بیان کرنا ہے۔ جن کے بارے میں یہ آیت اتری۔ کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں اور علیٰ ہذا امام بخاری اور دیگر ائمہ احادیث کا احادیث نزول کے ساتھ سورۂ مریم اور آل عمران اور سورۂ نساء کی آیات کو ذکر کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ احادیث میں ان ہی مسیح بن مریم کا نزول مراد ہے کہ جن کی توفی (اٹھائے جانے) اور رفع الی السماء کا قرآن میں ذکر ہے۔ حاشاوکلا قرآن کریم کے علاوہ احادیث میں کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں۔ دونوں جگہ ایک ہی ذات مراد ہے۔

ضروری نوٹ ...... آنحضرت ﷺ سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی سو سے زائد احادیث منقول ہیں۔ جن سب کو امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے مندرجہ بالا چھ احادیث کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ ہر حدیث میں قادیانیوں کے نظریہ کا رد ہے۔ مثلاً:

۱...... پہلی حدیث، میں عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق کے مشرقی مینارہ پر اترنا۔ فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر اترنا اور باب لد (جو فلسطین کے ایک گاؤں کا نام ہے) پر دجال کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔

۲...... دوسری حدیث، میں عیسیٰ ابن مریم کے آسمان سے اترنے کی صراحت ہے۔

۳...... تیسری حدیث، میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ عیسیٰ بن مریم جن کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں وہی نازل ہوں گے۔

۴...... چوتھی حدیث، میں ''لم یمت'' اور ''رجوع'' کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔

۵...... پانچویں حدیث، میں ''نزول الیٰ الارض'' کی صراحت ہے۔

۶...... چھٹی حدیث میں ''یأتی علیه الفناء'' کی تصریح ہے۔

ایک چیلنج...... کتب احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تو باب ہے۔ ساری کائنات کے قادیانی مل کر کسی حدیث کی کتاب سے وفات مسیح کا باب نہیں دکھا سکتے۔

فائدہ...... حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا رسالہ ''نزول عیسیٰ علیہ السلام'' مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اوّل قابل دید ہے۔

سوال ۳...... مرزائیوں کو اس مسئلہ سے کیوں دلچسپی ہے؟ مرزا تو مدعی نبوت ہے۔ پھر ان کو مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام سے کیا سروکار؟ وضاحت سے لکھیں؟

جواب...... مرزا غلام احمد قادیانی ابتداء میں خود حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل تھا اور قرآن مجید کی آیات سے مسیح علیہ السلام کی حیات پر استدلال کرتا تھا۔

''یہ آیت (ھو الذی ارسل رسولہ) جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ ج۱، خزائن ج۱ ص۵۹۳، ومثلہ بادنیٰ تغیر چشمہ معرفت خزائن ج۲۳ ص۹۱)

حیات مسیح علیہ السلام کا ابتدا میں مرزا قائل تھا۔ لیکن دعویٰ نبوت کے لئے اس نے بتدریج مراحل طے کئے۔ پہلے خادم اسلام، پھر مبلغ اسلام، مامور من اللہ، مجدد ہونے کے دعوے کئے۔ اصل مقصود دعویٰ نبوت تھا۔ منصوبہ بندی یہ کی کہ پہلے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جائے۔ مسیح بننے کے لئے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکاوٹ تھا۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے وفات مسیح کا عقیدہ تراشا۔ پھر کہا چونکہ احادیث میں مسیح علیہ السلام کا آنا ثابت ہے۔ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ تو ان کی جگہ میں مثیل مسیح بن کر آیا ہوں اور میں ان سے افضل ہوں۔ اس کا مشہور شعر ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۴، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

جب مرزا اپنے خیال فاسد میں مسیح بن گیا۔ تو کہا کہ مسیح علیہ السلام نبی تھے۔ تو اب مسیح ثانی (مرزا قادیانی) جو ان سے افضل ہے۔ وہ کیوں نبی نہیں؟ لہٰذا میں نبی ہوں۔ اس طرح دجل کر کے محض نبوت کا دعویٰ کرنے کے لئے اس نے وفات مسیح کا عقیدہ اختیار کیا۔ اصل میں وہ

تدریجاً دعویٰ نبوت کی طرف جارہا تھا۔ تو یوں دجل در دجل کا مرتکب ہوتا گیا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ”میرے بعد جو نبوت کا دعویٰ کریں گے وہ دجال ہوں گے۔“

دجل: دھوکہ، تلبیس، حق و باطل کے اختلاط کا نام ہے۔ جو مرزا قادیانی میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ اس دجال اعظم، مفتری اکبر نے اپنے دجل سے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت و حیات مسیح علیہ السلام پر اپنے الحادو زندقہ کی کلہاڑی چلائی۔ معاذاللہ!

سوال۴...... قال اللہ تعالیٰ واذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ”اس کی صحیح تفسیر بیان کر کے حیات حضرت مسیح علیہ السلام کو ثابت کریں۔ مرزائی ”توفی“ سے وفات مراد لیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی ”متوفیك“ کی تفسیر ”ممیتك“ منقول ہے۔ اور اس تائید میں مرزائی ”توفنا مع الابرار، تو فنا مع المسلمین“ کو بھی پیش کرتے ہیں، ان تمام امور کا شافی جواب تحریر کریں؟

جواب...... ”واذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك“ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ثابت ہے۔ یہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل ہے، نہ کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کی۔ توفی وغیرہ کی کچھ بحث پہلے گزر چکی ہے۔ مزید ملاحظہ ہو:

توفی کا حقیقی معنی

الف...... ”توفی“ کا حقیقی معنی موت نہیں۔ اس لئے کہ اگر اس کا حقیقی معنی موت ہوتا تو ضرور قرآن وسنت میں کہیں ”توفی“ کو ”حیات“ کے مقابل ذکر کیا جاتا۔ حالانکہ ایسا کہیں نہیں ہے۔ بلکہ ”توفی“ کو ”مادمت فیھم“ کے مقابلہ میں رکھا گیا۔ معلوم ہوا کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔ دیکھئے قرآن مجید میں جگہ جگہ موت و حیات کا تقابل کیا گیا ہے نہ کہ توفی و حیات کا۔ مثلاً الذی یحیی ویمیت، یحییکم ثم یمیتکم، ھوامات و احیی، لایموت فیھا ولایحییٰ، ویحي الموتیٰ، اموات غیر احیاء، یحییٰ الموتی، یحیی الارض بعد موتھا، تخرج الحي من المیت و تخرج المیت من الحي ۰ یہ تقابل بتاتا ہے کہ تعرف الاشیاء باضدادھا کے تحت حیات کی ضد موت ہے توفی نہیں۔ توفی کو قرآن مجید میں مادمت فیھم کے مقابلہ میں لایا گیا: ”وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم فلما توفیتنی“ اس سے توفی کا حقیقی معنی سمجھا جاسکتا ہے کہ کیا ہے؟ اس کے لئے علامہ زمخشری کا

حوالہ کافی ہوگا:’’اوفاہ، استوفاہ، توفاہ استکمال ومن المجاز توفی و توفاہ اللّٰہ ادرکتہ الوفاۃ‘‘

ترجمہ:’’اوفاہ، استوفاہ اور توفاہ کے معنی استکمال یعنی پورا لینے کے ہیں۔توفی کو مجازاً موت کے معنی میں لیا جاتا ہے۔جیسے توفی اور توفاہ اللہ یعنی اس کی وفات ہوگی۔‘‘

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔البتہ مجازاً کہیں کہیں موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ب...... اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں’’اماتت‘‘ کی اسناد اپنی طرف ہی فرمائی۔غیر اللہ کی طرف ہرگز نہیں کی۔جبکہ’’توفی‘‘ کی اسناد ملائکہ کی طرف بھی اکثر موجود ہے۔یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔جیسے’’حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا‘‘ یہاں پر توفی کی اسناد ملائکہ کی طرف کی گئی۔

ج...... توفی کا حقیقی معنی موت نہیں جیسے قرآن مجید میں ہے:’’حتیٰ یتوفھن الموت‘‘ یہاں توفی اور موت کو مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔اب اس کے معنی ہوں گے کہ ان کو موت کے وقت پورا پورا لے لیا جاتا ہے۔اگر توفی کا معنی موت ہو تو پھر اس کا معنی تھا کہ:’’یمیتھن الموت‘‘ یہ کس قدر رکیک معنی ہوں گے۔کلام الٰہی اور یہ رکاکت؟اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

د...... توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔قرآن مجید میں ہے:’’اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمی (الزمر:٤٢)‘‘

ترجمہ:’’اللہ تعالیٰ نفسوں کو لے لیتا ہے ان کی موت کے وقت اور ان نفسوں کو جو نہیں مرے ان کو نیند میں لے لیتا ہے۔پس وہ نفس جس کو موت وارد ہوتی ہے روک لیتا ہے اور دوسرے کو مقرر مدت تک چھوڑ دیتا ہے۔‘‘

۱...... یہاں پہلے جملہ میں توفی نفس کو حین موتھا کے ساتھ مقید کیا ہے۔معلوم ہوا توفی عین موت نہیں۔

۲...... اور پھر توفی کو موت اور نیند کی طرف منقسم کیا ہے۔لہٰذا نصاً معلوم ہوا کہ توفی موت کے مغائر ہے۔

۳...... نیز یہ کہ توفی، موت اور نیند دونوں کو شامل ہے۔ نیند میں آدمی زندہ ہوتا ہے۔ اس کی طرف توفی کی نسبت کی گئی۔ توفی بھی ہے اور آدمی زندہ ہے۔ مرا نہیں۔ کیا یہ نص نہیں اس بات کی کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں؟

خلاصہ بحث

توفی کا حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ ہاں البتہ کبھی مجازاً موت کے معنی میں بھی توفی کا استعمال ہوا ہے۔ جیسے: ''توفنا مع الابرار، توفنا مسلمین'' وغیرہ۔

ضروری تنبیہ...... اگر کہیں کوئی لفظ کسی مجازی معنی میں استعمال ہو تو ہمیشہ کے لئے اس کے حقیقی معنی ترک نہیں کر دیئے جائیں گے۔ اگر کوئی ایسے سمجھتا ہے تو وہ قادیانی احمق ہی ہو سکتے ہیں۔ ورنہ اصول صرف یہ ہے کہ مجازی معنی وہاں مراد لئے جائیں گے جہاں حقیقی معنی متعذر ہوں۔ یا عیسیٰ انی متوفیك میں حقیقی معنی پورا پورا لینے کے لئے جائیں گے اور توفنا مع الابرار میں مجازی معنی (موت) کے کئے جائیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ اور حیات عیسیٰ علیہ السلام

الف...... حضرت ابن عباسؓ پوری امت کی طرح حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ آپ نے آنحضرت ﷺ سے متعدد روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول وحیات کی روایت کی ہیں۔ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح طبع ملتان'' کے ص۱۸۱، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۴۵، ۲۷۳، ۲۷۹، ۲۸۴، ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۲ پر دس روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کی حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے جمع فرمائی ہیں۔ من شاء فلیراجع!

ب...... متوفیك کے معنی ممیتك عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرنے والا راوی علی بن ابی طلحہ ہے۔ (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۹۰)

علماء اسماء الرجال نے اس کے متعلق ضعیف الحدیث، منکر، لیس بمحمود المذہب کے جملے فرمائے ہیں اور یہ کہ اس نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی زیارت بھی نہیں کی۔ درمیان میں مجاہدؒ کا واسطہ ہے۔ (میزان الاعتدال ج۵ ص۱۶۳، تہذیب التہذیب ج۴ ص۲۱۳)

رہا یہ کہ پھر صحیح بخاری شریف میں یہ روایت کیسے آ گئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: امام بخاریؒ کا یہ التزام صرف احادیث مسندۃ کے بارے میں ہے۔ نہ کہ تعلیقات و آثار صحابہ کے

ساتھ۔ چنانچہ فتح مغیث ص۲۰ میں ہے: ”قول البخاری ماادخلت فی کتابی الا ماصح علی، مقصود به هو الاحادیث الصحیحة المسندة دون التعالیق والاثار الموقوفة علی الصحابة فمن بعدهم والاحادیث المترجمة بها ونحوذٰلك“

ترجمہ: ”یعنی امام بخاری کے اس فرمان کا مطلب کہ میں نے اپنی کتاب میں صرف وہی ذکر کیا ہے جو صحیح سند سے ثابت ہے۔ اس سے مراد صرف احادیث صحیحہ مسندہ ہیں۔ باقی تعلیقات اور آثار موقوفہ وغیرہ اس میں شامل نہیں۔ اس طرح وہ احادیث جو ترجمۃ الباب میں ذکر کی گئی ہیں وہ بھی مراد نہیں ہیں۔“

ج...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دوسری صحیح روایت میں اگرچہ توفی کے معنی موت منقول ہیں۔ مگر اسی روایت میں کلمات آیت کے اندر تقدیم وتاخیر بھی صراحتاً مذکور ہے۔ جس سے قادیانی گروہ کی خودبخود تردید ہو جاتی ہے۔

”اخرج ابن عساکر واسحاق بن بشر عن ابن عباسؓ قال قوله تعالیٰ یٰعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ یعنی رافعك ثم متوفیك فی آخرالزمان“ (درمنثور ج۲ ص۳۶)

ترجمہ: ”یعنی ابن عساکر اور اسحاق بن بشر نے (بروایت صحیح) ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ میں آپ کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف پھر آخر زمانہ میں (بعدنزول) آپ کو موت دینے والا ہوں۔“

د...... تفسیر ابن کثیر میں عبداللہ ابن عباسؓ سے صحیح روایت منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر قتل کے زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔

”ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء هذا اسناد صحیح الی ابن عباس“ (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۵۷۴ زیر آیت بل رفعه الله)

ترجمہ: ”عیسیٰ علیہ السلام گھر کے روزن (روشن دان) سے (زندہ) آسمان کی طرف اٹھالئے گئے۔ یہ اسناد ابن عباسؓ تک بالکل صحیح ہے۔“

سوال۵...... سورۂ آل عمران میں ارشاد خداوندی ہے: ”ورافعك“ اور سورۂ نساء میں فرماتے ہیں: ”بل رفعه الله الیه“ دونوں مقامات پر قادیانی رفع سے مراد رفع روحانی یا رفع درجات لیتے ہیں۔ آپ ان کے مؤقف کا اس طرح رد کریں۔ جس سے قادیانی دجل تارتار

ہو جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ثابت ہو؟

جواب...... یہ بات بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے کہ وہ کہیں رافعك اور بل رفعه الله میں رفع روح مراد لیتے ہیں اور جب ان پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تمہارے (قادیانی) عقیدہ کے مطابق تو مسیح علیہ السلام صلیب سے اتر کر زخم اچھے ہونے کے بعد کشمیر چلے گئے اور ستاسی سال بعد ان کی موت واقع ہوئی۔ تو موت کے بعد رفع روح ہوا۔ حالانکہ یہ قرآن کے اسلوب بیان کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ چاروں وعدوں میں سے تین وعدے جو براہ راست مسیح علیہ السلام کی ذات (جسم) مبارک سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک ہی وقت میں ایک ساتھ ان کا ایفاء ہوا۔ تو قادیانی مجبوراً پھر اس سے فوراً رفع درجات پر آجاتے ہیں۔ جس طرح قادیانیوں کو ایمان کا قرار (سکون) نصیب نہیں اس طرح ان کے مؤقف کو بھی قرار نہیں۔ وہ اپنا مؤقف بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی رفع روح مراد لیتے ہیں، کبھی رفع درجات مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں مؤقف غلط ہیں۔

۱...... یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ''بل رفعه الله'' کی ضمیر اسی طرف راجع ہے کہ جس طرف ''قتلوه'' اور ''صلبوه'' کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ ''قتلوه'' اور ''صلبوه'' کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک اور جسد مطہر کی طرف راجع ہیں۔ روح بلا جسم کی طرف راجع نہیں۔ اس لئے کہ قتل کرنا اور صلیب پر چڑھانا جسم ہی کا ممکن ہے۔ روح کا قتل اور صلیب پر لٹکانا قطعاً ناممکن ہے۔ لہٰذا ''بل رفعه'' کی ضمیر اسی جسم کی طرف راجع ہوگی۔ جس جسم کی طرف ''قتلوه'' اور ''صلبوه'' کی ضمیریں راجع ہیں۔

۲...... دوم یہ کہ یہود روح کے قتل کے مدعی نہ تھے۔ بلکہ قتل جسم کے مدعی تھے اور ''بل رفعه الله اليه'' سے اس کی تردید کی گئی ہے۔ لہٰذا بل رفعه میں رفع جسم ہی مراد ہوگا۔ اس لئے کہ کلمہ بل کلام عرب میں ماقبل کے ابطال کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا بل کے ماقبل اور مابعد میں منافات اور تضاد کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ: ''وقالوا اتخذالرحمن ولداً سبحنه بل عباد مكرمون'' ولدیت اور عبودیت میں منافات ہے دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ ''ام يقولون به جنة بل جاء هم بالحق'' مجنونیت اور اتیان بالحق (یعنی من جانب اللہ حق کو لے کر آنا) یہ دونوں متضاد اور متنافی ہیں۔ یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ ناممکن ہے کہ شریعت حقہ کا لانے والا مجنون ہو۔ اسی طرح اس آیت میں یہ ضروری ہے کہ مقتولیت اور مصلوبیت جو بل کا ماقبل ہیں۔ وہ

مرفوعیت الیٰ اللّٰہ کے منافی ہو جو بل کا مابعد ہے اور ان دونوں کا وجود اور تحقق میں جمع ہونا ناممکن ہونا چاہئے اور ظاہر ہے کہ مقتولیت اور روحانی رفع بمعنی موت میں کوئی منافات نہیں۔ محض روح کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا قتل جسمانی کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ شہداء کا جسم تو قتل ہوجاتا ہے اور روح آسمان پر اٹھالی جاتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ بل رفعه اللّٰه میں رفع جسمانی مراد ہو کہ جو قتل اور صلب کے منافی ہے۔ اس لئے کہ رفع روحانی اور رفع عزت اور رفعت شان قتل اور صلب کے منافی نہیں۔ بلکہ جس قدر قتل اور صلب ظلماً ہوگا۔ اسی قدر عزت اور رفعت شان میں اضافہ ہوگا اور درجات اور زیادہ بلند ہوں گے۔ رفع درجات کے لئے تو موت اور قتل کچھ بھی شرط نہیں۔ رفع درجات زندہ کو بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ ’’کما قال تعالیٰ ورفعنالك ذكرك ‘‘ اور ’’یرفع اللّٰه الذین آمنوا منكم والذین اوتو العلم درجات ‘‘ ہے۔

۳...... یہود حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کے قتل اور صلب کے مدعی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ابطال کے لئے بل رفعه اللّٰه فرمایا۔ یعنی تم غلط کہتے ہو کہ تم نے اس کے جسم کو قتل کیا یا صلیب پر چڑھایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو صحیح وسالم آسمان پر اٹھالیا۔ نیز اگر رفع سے رفع روح بمعنی موت مراد ہے تو قتل اور صلب کی نفی سے کیا فائدہ؟ قتل اور صلب سے غرض موت ہی ہوتی ہے اور بل اضرابیہ کے مابعد کو بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الیٰ السماء باعتبار ماقبل کے امر ماضی ہے۔ یعنی تمہارے قتل اور صلب سے پہلے ہی ہم نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ جیسا کہ بل جاء هم بالحق میں صیغہ ماضی اس لئے لایا گیا کہ یہ بتلادیا جائے کہ آپ ﷺ کا حق کو لے کر آنا کفار کے مجنون کہنے سے پہلے ہی واقع ہوچکا ہے۔ اسی طرح بل رفعه اللّٰه بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء ان کے مزعوم اور خیالی قتل اور صلب سے پہلے ہی واقع ہوچکا ہے۔

۴...... جس جگہ لفظ رفع کا مفعول یا متعلق جسمانی شے ہوگی تو اس جگہ یقیناً جسم کا رفع مراد ہوگا اور اگر رفع کا مفعول اور متعلق درجہ یا منزلہ یا مرتبہ یا امر معنوی ہو تو اس وقت رفع مرتبت اور بلندی رتبہ کے معنی مراد ہوں گے۔ ’’کما قال تعالیٰ ورفعنا فوقكم الطور ‘‘ اٹھایا ہم نے تم پر کوہ طور ’’اللّٰه الذی رفع السمٰوت بغیر عمدا ترونها ‘‘ اللہ ہی نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ ’’واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسمٰعیل ‘‘ یاد کرو اس وقت کو کہ جب ابراہیم بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور

اسمٰعیل ان کے ساتھ تھے۔’’ورفع ابویه علی العرش‘‘ یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر بٹھایا۔ ان تمام مواقع میں لفظ رفع اجسام سے مستعمل ہوا ہے اور ہر جگہ رفع جسمانی مراد ہے اور ورفعنالك ذكرك ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا اور ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات ہم نے بعض کو بعض پر درجہ اور مرتبہ کے اعتبار سے بلند کیا۔ اس قسم کے مواقع میں رفعت شان اور بلندی رتبہ مراد ہے۔ اس لئے کہ رفع کے ساتھ خود ذکر اور درجہ کی قید یعنی قرینہ مذکور ہے۔

قادیانی اشکال

ایک حدیث میں ہے:’’اذا تواضع العبد رفعه الله الی السماء السابعة‘‘

(کنزالعمال ج۳ ص۱۱۰، حدیث نمبر ۵۷۲۰، بحواله الخرائطی فی مکارم الاخلاق)

ترجمہ:’’جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان پر اٹھا لیتے ہیں۔ اس حدیث کو خرائطیؒ نے اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

اس روایت کو مرزائی بہت خوش ہو کر بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ رفع کا مفعول جسمانی شے ہے اور الی السماء کی بھی تصریح ہے۔ مگر باوجود اس کے رفع سے رفع جسمی مراد نہیں بلکہ رفع معنوی مراد ہے۔

جواب...... یہ ہے کہ یہاں مجاز کے لئے قرینہ عقلیہ قطعیہ موجود ہے کہ یہ اس زندہ کے حق میں ہے۔ جو لوگوں کے سامنے زمین پر چلتا ہے اور تواضع کرتا ہے۔ تو اس کا مرتبہ اور درجہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ساتویں آسمان کے برابر بلند اونچا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں رفع جسم مراد نہیں بلکہ رفع درجات مراد ہے۔ غرض یہ کہ رفع کے معنی بلندی رتبہ مجازاً بوجہ قرینہ عقلیہ لئے گئے اور اگر کسی کم عقل کی سمجھ میں یہ قرینہ عقلیہ نہ آئے۔ تو اس کے لئے قرینہ قطعیہ بھی موجود ہے۔ وہ یہ کہ کنزالعمال میں روایت مذکورہ کے بعد ہی علی الاتصال یہ روایت مذکور ہے:’’من يتواضع لله درجة يرفعه الله درجة حتى يجعله فی عليين‘‘ یعنی جس درجہ کی تواضع کرے گا۔ اسی کے مناسب اللہ اس کا درجہ بلند فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ تواضع کے آخری درجہ پر پہنچ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو علیین میں جگہ دیں گے۔، جو علو اور رفعت کا آخری مقام ہے۔ اس حدیث میں صراحتاً لفظ درجہ کا مذکور ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے۔ الحديث يفسر بعضه بعضا ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر اور شرح کرتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں۔ لیکن وہ رفع کبھی اجسام کا ہوتا ہے اور کبھی معانی اور اعراض کا ہوتا ہے اور کبھی اقوال اور افعال کا، اور کبھی مرتبہ اور درجہ کا۔ جہاں رفع اجسام کا ذکر ہوگا۔ وہاں رفع جسمی مراد ہوگا اور جہاں رفع اعمال اور رفع درجات کا ذکر ہوگا۔ وہاں رفع معنوی مراد ہوگا۔ رفع کے معنی تو اٹھانے اور بلند کرنے ہی کے ہیں۔ باقی جیسی شے ہوگی اس کا رفع اسی کے مناسب ہوگا۔

۵...... یہ کہ اس آیت کا صریح مفہوم اور مدلول یہ ہے کہ جس وقت یہود نے حضرت مسیح کے قتل اور صلب کا ارادہ کیا۔ تو اس وقت قتل اور صلب نہ ہوسکا۔ بلکہ اس وقت حضرت مسیح کا اللہ کی طرف رفع ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ یہ رفع جس کا بل رفعه الله میں ذکر ہے حضرت عیسیٰ کو پہلے سے حاصل نہ تھا۔ بلکہ یہ رفع اس وقت ظہور میں آیا کہ جس وقت یہود ان کے قتل کا ارادہ کرر ہے تھے اور وہ رفع جو ان کو اس وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ اس وقت بجسدہ العنصری صحیح وسالم آسمان پر اٹھالئے گئے۔ رفعت شان اور بلندی مرتبہ تو ان کو پہلے ہی سے حاصل تھی اور وجیھا فی الدنیا ولآخرة ومن المقربین کے لقب سے پہلے ہی سرفراز ہوچکے تھے۔ لہٰذا اس آیت میں وہی رفع مراد ہوسکتا ہے کہ جو ان کو یہود کے ارادہ قتل کے وقت حاصل ہوا۔ یعنی رفع جسمی اور رفع عزت ومنزلت اس سے پہلے ہی ان کو حاصل تھا۔ اس مقام پر اس کا ذکر بالکل بے محل ہے۔

۶...... یہ کہ یہود کی ذلت ورسوائی اور حسرت اور ناکامی اور عیسیٰ علیہ السلام کی کمال عزت ورفعت بجسدہ العنصری صحیح وسالم آسمان پر اٹھائے جانے ہی میں زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ نیز یہ رفعت شان اور علو مرتبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ زندہ اہل ایمان اور زندہ اہل علم کو بھی حاصل ہے۔ ”کما قال تعالی یرفع اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات “ بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل علم کو باعتبار درجات کے۔

۷...... یہ کہ اگر آیت میں رفع روحانی بمعنی موت مراد ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ رفع روحانی بمعنی موت یہود کے قتل اور صلب سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ: ”ام یقولون به جنة بل جاء هم بالحق، ویقولون أئنا لتارکوا اٰلهتنا للشاعر مجنون، بل جاء بالحق “ ان آیات میں آنحضرت ﷺ کا حق کو لے کر آنا ان کے شاعر اور مجنون کہنے سے پہلے

واقع ہوا۔اسی طرح رفع روحانی بمعنی موت کوان کے قتل اور صلب سے مقدم ماننا پڑے گا۔حالانکہ مرزا قادیانی اس کے قائل نہیں۔مرزا قادیانی تو (العیاذ باللہ) یہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود سے خلاص ہوکر فلسطین سے کشمیر پہنچے اور عرصہ دراز تک بقید حیات رہے اور اسی عرصہ میں اپنے زخموں کا علاج کرایا اور پھر طویل مدت کے بعد یعنی ستاسی سال زندہ رہ کر وفات پائی اور سری نگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ کا مزار ہے۔لہٰذا مرزا قادیانی کے زعم کے مطابق عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی:''وما قتلوه بالصليب بل تخلص منهم وذهب الى كشمير واقام فيهم مدة طويلة ثم اماته الله ورفع اليه ''

۸...... یہ کہ رفع روحانی بمعنی موت لینے سے وكان الله عزيزاً حكيماً کے ساتھ مناسبت نہیں رہتی۔اس لئے کہ عزیز اور حکیم اور اس قسم کی ترکیب اس موقعہ پر استعمال کی جاتی ہے کہ جہاں کوئی عجیب وغریب اور خارق العادات امر پیش آیا ہو اور وہ عجیب وغریب امر جو اس مقام پر پیش آیا وہ رفع جسمانی ہے۔یہ خیال نہ کیا جائے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔وہ عزت والا اور غلبہ والا اور قدرت والا ہے۔اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں اور نہ یہ خیال کرے کہ جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا خلاف حکمت اور خلاف مصلحت ہے۔وہ حکیم ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔دشمنوں نے جب حضرت مسیح پر ہجوم کیا تو اس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلا دیا کہ اپنے نبی کو آسمان پر اٹھا لیا اور جو دشمن قتل کے ارادہ سے آئے تھے۔انہی میں سے ایک کو اپنے نبی کا ہم شکل اور شبیہ بنا کر انہیں کے ہاتھ سے اس کو قتل کرا دیا اور پھر اس شبیہ کے قتل کے بعد ان سب کو شبہ اور اشتباہ میں ڈال دیا۔

رفع کے معنی عزت کی موت۔نہ کسی لغت سے ثابت ہے نہ کسی محاورہ سے اور نہ کسی فن کی اصطلاح سے۔محض مرزا قادیانی کی اختراع ہے۔البتہ رفع کا لفظ محض اعزاز اور رفع جسمانی کے منافی نہیں اعزاز اور رفع جسمانی دونوں جمع ہوسکتے ہیں۔نیز اگر رفع سے عزت کی موت مراد ہو تو نزول سے ذلت کی پیدائش مراد ہونی چاہئے۔اس لئے کہ حدیث میں نزول کو رفع کا مقابل قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نزول کے یہ معنی مرزا قادیانی کے ہی مناسب ہیں۔

۹...... رہا یہ امر کہ آیت میں آسمان پر جانے کی کوئی تصریح نہیں۔سو اس کا جواب یہ ہے کہ بل رفعه الله اليه (اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا) اس کلام کے معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ نے آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ:''تعرج الملائكة والروح اليه ''کے معنی یہ ہیں کہ:

فرشتے اور روح الامین اللہ کی طرف چڑھتے ہیں یعنی آسمان پر۔ وقال تعالیٰ: ''الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه '' اللہ ہی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عمل صالح کو اوپر اٹھاتا ہے۔ یعنی آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ اس طرح بل رفعه اللّٰه الیه میں آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہوگا اور جس کو خدائے تعالیٰ نے ذرا بھی عقل دی ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے بل رفعه اللّٰه الیه کے یہ معنی کہ خدا نے ان کو عزت کی موت دی۔ یہ معنی جس طرح لغت کے خلاف ہیں اسی طرح سیاق وسباق کے بھی خلاف ہیں۔ اس طرح کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح یہ منقول ہے: ''لما اراداللّٰه ان یرفع عیسیٰ الیٰ السماء'' (تفسیر ابن کثیر ص۵۷۴ ج۱ زیر آیت بل رفعه اللّٰه)

''جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ فرمایا۔ الی آخر القصه ''

اس کے علاوہ متعدد احادیث میں آسمان پر جانے کی تصریح موجود ہے وہ احادیث ہم نقل کر چکے ہیں۔

۱۰...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''لہٰذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے۔ مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو۔ جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں: ''فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر''

(ازالہ اوہام ص۵۹۹، خزائن ج۳ ص۴۲۴)

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ رفع سے ایسی موت مراد ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔ جیسے مقربین کی موت ہوتی ہے کہ ان کی روحیں مرنے کے بعد علیین تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس عبارت سے خود واضح ہے کہ بل رفعه اللّٰه سے آسمان پر جانا مراد ہے۔ اس لئے کہ علیین اور ''مقعد صدق'' تو آسمان ہی میں ہیں۔ بہرحال آسمان پر جانا تو مرزا قادیانی کو بھی تسلیم ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ آسمان پر حضرت مسیح بن مریم کی فقط روح گئی یا روح اور جسد دونوں گئے۔ سو یہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ آیت میں بجسدہ العنصری رفع مراد ہے۔

سوال ۶ ......نزول مسیح کے دلائل ذکر کرتے ہوئے مرزا کے اس استدلال فاسدہ کا رد کریں کہ ''میں مثیل مسیح ہوں'' نیز ثابت کریں کہ نزول مسیح کا عقیدہ، عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں؟

جواب......

آیات قرآنیہ سے نزول عیسیٰ کا ثبوت

نزول عیسیٰ کا مضمون دو آیتوں میں اشارۃ قریب بصراحت کے موجود ہے: ’’وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (نساء: ۱۵۹)‘‘

ترجمہ: ’’اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا۔ مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا۔‘‘

’’وانه لعلم للساعة (زخرف: ٦١)‘‘

ترجمہ: ’’اور بے شک وہ قیامت کی ایک نشانی ہیں۔‘‘

چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: ’’ونزول عیسیٰ من السماء کما قال اللّٰه تعالیٰ وانه ای عیسیٰ لعلم للساعة ای علامة القیامة و قال اللّٰه تعالیٰ و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ای قبل موت عیسیٰ بعد نزوله عند قیام الساعة فیصیر الملل واحدة و هی ملة الاسلام‘‘ (شرح فقہ اکبر ص۱۳۶)

ترجمہ: ’’آسمان سے نزول عیسیٰ، قول باری تعالیٰ کہ عیسیٰ قیامت کی علامت ہیں، سے ثابت ہے۔ نیز اس ارشاد سے ثابت ہے کہ اہل کتاب ان کی آسمان سے تشریف آوری کے بعد اور موت سے پہلے قیامت کے قریب ان پر ایمان لائیں گے۔ پس ساری ملتیں ایک ہوجائیں گی اور وہ ملت‘ ملت اسلام ہے۔‘‘

بہرحال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبل موتہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جیسا کہ لیؤمنن به میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ ’’ارشاد الساری‘‘ شرح بخاری میں ہے: ’’وان من اهل الکتاب احد الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وهم اهل الکتاب الذین یکونون فی زمانه فتکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس فیما رواه ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنه باسناد صحیح‘‘ (ارشاد الساری ج۵ ص۵۱۸، ۵۱۹)

ترجمہ: ’’یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لے آئے گا اور وہ اہل کتاب ہوں گے۔ جو ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے زمانہ (نزول) میں ہوں گے۔ پس صرف ایک ہی ملت اسلام ہوجائے گی اور حضرت ابن

عباسؓ نے اس پر جزم کیا ہے۔اس روایت کے مطابق جو ابن جریر نے ان سے سعید ابن جبیر کے طریق سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔''

حیات ونزول عیسیٰ پر امت کا اجماع ہے

آیات کریمہ واحادیث مرفوعہ متواترہ کی بناء پر حضرات صحابہؓ سے لے کر آج تک امت کا حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی عقیدۂ پر اجماع چلا آ رہا ہے۔ائمہ دین میں سے کسی سے بھی اس کے خلاف مروی نہیں ہے۔معتزلہ جو بہت سے مسائل کلامیہ میں اہل سنت والجماعت سے اختلاف رکھتے ہیں۔ان کا عقیدہ بھی یہی ہے جیسا کہ کشاف میں علامہ زمخشری نے اس کی تشریح کی ہے۔چنانچہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں:''**حیاۃ المسیح بجسمہ الی الیوم و نزولہ من السماء بجسمہ العنصری ھما اجمع علیہ الامۃ وتواتربہ الاحادیث**''

ترجمہ:''تمام امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں بجسم عنصری پھر تشریف لانے والے ہیں۔جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔''

یہ ایک سو سے زیادہ احادیث تیس صحابہ کرامؓ سے مختلف انداز سے مروی ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱)حضرت ابوہریرہؓ، (۲)حضرت جابر بن عبداللہؓ، (۳)حضرت نواس بن سمعانؓ، (۴)حضرت ابن عمرؓ، (۵)حضرت حذیفہ بن اسیدؓ، (۶)حضرت ثوبانؓ، (۷)حضرت مجمعؓ، (۸)حضرت ابوامامہؓ، (۹)حضرت ابن مسعودؓ، (۱۰)حضرت ابونضرہؓ، (۱۱)حضرت سمرہؓ، (۱۲)حضرت عبدالرحمٰن بن نفیرؓ، (۱۳)حضرت ابوالطفیلؓ، (۱۴)حضرت انسؓ، (۱۵)حضرت واثلہؓ، (۱۶)حضرت عبداللہ بن سلامؓ، (۱۷)حضرت ابن عباسؓ، (۱۸)حضرت اوسؓ، (۱۹)حضرت عمران بن حصینؓ، (۲۰)حضرت عائشہؓ، (۲۱)حضرت سفینہؓ، (۲۲)حضرت حذیفہؓ، (۲۳)حضرت عبداللہ بن مغفلؓ، (۲۴)حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ، (۲۵)حضرت ابوسعید خدریؓ، (۲۶)حضرت عمارؓ، (۲۷)حضرت ربیعؓ، (۲۸)حضرت عروہ بن رویمؒ، (۲۹)حضرت حسنؓ، (۳۰)حضرت کعبؓ۔

ان حضرات کی تفصیلی روایات ''**التصریح بما تواتر فی نزول المسیح**''میں ملاحظہ کی جائیں۔یہ کتاب درحقیقت زہرئ وقت حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ سابق

صدر المدرسین دار العلوم دیو بند کی املاء کردہ ہے۔ جس کو ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان نے بہترین انداز میں مرتب فرما کر اہل اسلام کی ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ (فجزاه الله وافیا) اور اس کتاب پر اس زمانہ کے محقق نامور عالم حضرت شیخ عبدالفتاح ابو غدہؒ نے تحقیقی کام کیا ہے اور مزید تلاش وجستجو کے بعد بیس احادیث کا اضافہ ''استدراک'' کے نام سے فرمایا ہے۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا رسالہ ''نزول عیسیٰ علیہ السلام'' مشمولہ تحفہ قادیانیت قارئین کے لئے مفید ہوگا۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کا نزول احادیث متواترہ سے ثابت ہونا...... یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ خود مرزا قادیانی بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: ''یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں۔ اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتیں۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

اس سے چند سطریں پہلے مرزا قادیانی اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں: ''حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی۔ یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں۔ یہ تمام خبریں غلط ہیں ......لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۳۰)

یہ الگ بات ہے کہ مرزا قادیانی ان احادیث کو توڑ مروڑ کر مسیح موعود کا مصداق اپنے آپ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

مثیل مسیح کا قادیانی ڈھونگ

ایک بے سروپا بات ہے۔ پیدائش مسیح سے رفع تک اور نزول سے وفات تک۔ وہاں کسی ایک بات میں مرزا قادیانی کو مماثلت نہیں۔ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ ساری عمر مکان نہیں بنایا۔ ساری عمر شادی نہیں کی۔ نزول کے بعد حاکم، عادل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ ان کے زمانہ میں تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔ صلیب پرستی کا خاتمہ ہو کر خدا

پرستی رہ جائے گی، دمشق جائیں گے بیت المقدس جائیں گے۔ حج کریں گے، عمرہ کریں گے، مدینہ طیبہ حاضری دیں گے۔ نزول کے بعد پینتالیس سال زندہ رہ کر پھر وفات پائیں گے۔ یہ چند بڑی، بڑی علامات ہیں۔ ان میں سے ایک بھی مرزا قادیانی میں نہ پائی جاتی تھی۔ اس کے باوجود دعویٰ مثیل ہونے کا۔ کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی ڈھٹائی ہوسکتی ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں

مرزائیت کی تمام تر بنیاد دجل وفریب پر ہے۔ چنانچہ وہ اس جگہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک اعتراض پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ تشریف آوری کے بعد منصب نبوت پر فائز ہوں گے یا نہیں؟ اگر وہ بحیثیت نبی آئیں گے تو ختم نبوت پر زد پڑتی ہے۔ اگر نبی نہیں ہوں گے تو ایک نبی کا نبوت سے معزول ہونا لازم آتا ہے اور یہ بھی اسلامی عقائد کے خلاف ہے' تو سنئے:

جواب......علامہ محمود آلوسیؒ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں لکھا ہے: ''وکونہ خاتم الانبیاء ای لا ینبأ احد بعدہ واما عیسیٰ ممن نبیٔ قبلہ''

۱...... آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو آنحضرت ﷺ سے پہلے نبی بنائے جاچکے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ آپ ﷺ وصف نبوت کے ساتھ اس دنیا میں سب سے آخر میں متصف ہوئے۔ اب کوئی شخص وصف نبوت حاصل نہیں کرسکے گا۔ نہ یہ کہ پہلے کے سارے نبی فوت ہوگئے۔

۲...... پہلے حوالہ گزر چکا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو اپنے والدین کے لئے خاتم الاولاد کہتا ہے۔ حالانکہ اس کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر زندہ تھا۔ مرزا غلام قادر کے زندہ ہونے کے باوجود اگر مرزا کے خاتم الاولاد ہونے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے سے رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

۳...... ابن عساکر میں حدیث ہے کہ آدم علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''اخر ولدك من الانبیاء''

(کنزالعمال ص۴۵۵ ج۱۱ حدیث نمبر۱۳۹، بحوالہ ابن عساکر)

ترجمہ: ''انبیاء میں سے آپ ﷺ کے آخر الاولاد ہیں۔''

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ خاتم النبیین کی مراد یہی ہے کہ آپ ﷺ انبیاء میں سے آخرالاولاد ہیں اور یہ معنی کسی نبی کے باقی رہنے کا معارض نہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کا آخرالانبیاء وخاتم الانبیاء ہونا نزول عیسیٰ علیہ السلام کے کسی طرح مخالف نہیں ہوسکتا۔

۴...... مرزا قادیانی اپنی کتاب (تریاق القلوب ص۱۵۶، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹) پر لکھتا ہے: ''ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بکمال وتمام دورۂ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔''

جب خاتم الاولاد کے معنی مرزا قادیانی کے نزدیک یہ ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی کامل انسان اس کے بعد پیدا نہ ہو تو خاتم النبیین کے بھی یہ معنی کیوں نہ ہوں گے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔ جس سے تین فائدے حاصل ہوئے۔ اوّل...... تو یہ کہ ختم نبوت اور نزول مسیح علیہ السلام میں تعارض نہیں۔ خاتم النبیین چاہتا ہے کہ عورت کے پیٹ سے اس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو اور مسیح علیہ السلام آپ ﷺ سے پہلے پیدا ہو چکے ہیں۔ دوسرے...... یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ تو ان کی نبوت خاتم النبیین کے خلاف ہے۔ تیسرے...... یہ بھی متعین ہوگیا کہ جس مسیح کے نزول کی خبر احادیث میں دی گئی ہے۔ وہ اس وقت ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوں گے۔ ورنہ خاتم النبیین کے خلاف ہوگا اور اس بناء پر مرزا قادیانی مسیح موعود بھی نہیں ہوسکتے۔ مکرر واضح ہو کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کا یہ مطلب ہے کہ کسی کو آپ ﷺ کے بعد منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آپ ﷺ کی آمد سے صدیوں پہلے منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں۔

مذکورہ بالا اعتراض کا ایک عقلی جواب بھی سن لیجئے۔ ایک شخص کسی ملک کا فرماں روا ہے۔ وہ کسی دوسرے ملک کے سرکاری دورے پر جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ وہ اپنی صدارت، بادشاہی یا وزارت عظمیٰ کے منصب سے معزول نہیں ہوا۔ لیکن دوسرے ملک میں جا کر اس کا حکم نہیں چلے گا۔ وہاں پر حکم اسی ملک کے صدر یا وزیراعظم کا چلے گا۔ اسی طرح پر حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام جب تشریف لائیں گے، تو وہ منصب نبوت سے معزول نہیں ہوں گے۔ لیکن جیسا کہ قرآن پاک میں فرمادیا گیا ہے: ''و رسولاً الی بنی اسرائیل'' ان کی رسالت بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ اب امت محمدیہ میں ان کی نبوت کا قانون نافذ نہیں ہوگا۔ امت محمدیہ پر

قانون سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کا نافذ ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد سے یہود کی بھی اصلاح ہو جائے گی اور نصاریٰ کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی۔ یوں وہ سب دین قیّم (اسلام) کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے اور ’’لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘ کا فرمان پورا ہو جائے گا۔

سوال ۷...... حضرت مہدی و مسیح علیہم السلام کی آمد اور دجال کے خروج کے متعلق اسلامی نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے قادیانی تلبیس اور اس کا رد کریں۔

جواب......

مہدی علیہ الرضوان

آنحضرت ﷺ کی احادیث کی روشنی میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی مندرجہ ذیل شناخت بیان کی گئی ہیں:

۱...... حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔

۲...... مدینہ طیبہ کے اندر پیدا ہوں گے۔

۳...... والد کا نام عبداللہ ہوگا۔

۴...... ان کا اپنا نام محمد ہوگا اور لقب مہدی۔

۵...... چالیس سال کی عمر میں ان کو مکہ مکرمہ حرم کعبہ میں شام کے چالیس ابدالوں کی جماعت پہچانے گی۔

۶...... وہ کئی لڑائیوں میں مسلمان فوجوں کی قیادت کریں گے۔

۷...... شام جامع دمشق میں پہنچیں گے، تو وہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

۸...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے ادا کریں گے۔

۹...... حضرت مہدی علیہ الرضوان کی کل عمر ۴۹ سال ہوگی، چالیس سال بعد خلیفہ بنیں گے، سات سال خلیفہ رہیں گے، دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت میں رہیں گے، ۴۹ سال کی عمر میں وفات پائیں گے۔

۱۰...... ’’ثم یموت ویصلی علیہ المسلمون‘‘ (مشکوٰۃ:۴۱۷)

پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔ تدفین کے مقام

کے متعلق احادیث میں صراحت نہیں۔ البتہ بعض حضرات نے بیت المقدس میں تدفین لکھی ہے۔

اس ذیل میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا رسالہ ''الخلیفة المهدی فی الاحادیث الصحیحه'' اور محدث کبیر مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کا رسالہ ''الامام المهدی'' (ترجمان السنۃ ج۴ مشمولہ احتساب قادیانیت جلد چہارم) میں قابل دید ہیں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کے وہ جلیل القدر پیغمبر و رسول ہیں۔ جن کی رفع سے پہلی پوری زندگی، زہد وانکساری، مسکنت کی زندگی ہے۔

۲...... یہودی ان کے قتل کے درپے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ظالم ہاتھوں سے آپ کو بچا کر آسمانوں پر زندہ اٹھالیا۔

۳...... قیامت کے قریب دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے۔

۴...... دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی۔

۵...... دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید مینار پر نازل ہوں گے۔

۶...... پہلی نماز کے علاوہ تمام نمازوں میں امامت کرائیں گے۔

۷...... حاکم عادل ہوں گے، پوری دنیا میں اسلام پھیلائیں گے۔

۸...... دجال کو مقام لد پر (جو اس وقت اسرائیل کی فضائیہ کا ایئر بیس ہے) قتل کریں گے۔

۹...... نزول کے بعد پینتالیس سال قیام کریں گے۔

۱۰...... مدینہ طیبہ میں فوت ہوں گے، رحمت عالم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن کئے جائیں گے۔ جہاں آج بھی چوتھی قبر کی جگہ ہے۔ ''فیکون قبره رابعاً'' (درمنشور بحوالہ تاریخ البخاری)

دجال کا خروج

۱...... دجال...... اسلامی تعلیمات اور احادیث کی روشنی میں شخص (متعین) کا نام ہے۔ جس کی فتنہ پردازیوں سے تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو ڈراتے آئے۔ گویا دجال ایک ایسا خطرناک فتنہ پرور ہوگا۔ جس کی خوفناک خدا دشمنی پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے۔

۲...... وہ عراق وشام کے درمیانی راستہ سے خروج کرے گا۔
۳...... تمام دنیا کو فتنہ وفساد میں مبتلا کر دے گا۔
۴...... خدائی کا دعویٰ کرے گا۔
۵...... ممسوح العین ہوگا، یعنی ایک آنکھ چٹیل ہوگی (کانا ہوگا)۔
۶...... مکہ مدینہ جانے کا ارادہ کرے گا۔ حرمین کی حفاظت پر مامور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا منہ موڑ دیں گے۔ وہ مکہ، مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔
۷...... اس کے متبعین زیادہ تر یہودی ہوں گے۔
۸...... ستر ہزار یہودیوں کی جماعت اس کی فوج میں شامل ہوگی۔
۹...... مقام لد پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا۔
۱۰...... وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حربہ (ہتھیار) سے قتل ہوگا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی قریباً ایک سواسی علامات آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری تواتر سے ثابت ہے۔ چنانچہ علامہ شوکانی لکھتے ہیں: ’’فتقرران الاحادیث الواردة فی المهدی المنتظر متواترة والاحادیث الواردة فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترة‘‘ (الاذاعہ ص ۷۷)

ترجمہ: ’’چنانچہ یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مہدی منتظر کے بارے میں واردشدہ احادیث بھی متواتر ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں واردشدہ احادیث بھی متواتر ہیں۔‘‘

اور حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ’’قال ابو الحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی! تواترت الاخبار بان المهدی من هذه الامة وان عیسیٰ یصلی خلفه ذکر ذلك رد اللحدیث الذی اخرجه ابن ماجه عن انس و فیه ولا مهدی الا عیسی‘‘ (فتح الباری ج۶ ص ۳۵۸)

ترجمہ: ’’ابوالحسن خسعی ابدیؒ نے مناقب شافعی میں لکھا ہے کہ احادیث اس بارے میں متواتر ہیں کہ مہدی اسی امت میں سے ہوں گے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے ابوالحسن خسعی نے یہ بات اس لئے ذکر فرمائی ہے۔ تاکہ اس حدیث کا رد ہوجائے جو ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے۔ جس میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔‘‘

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جن احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے: ”عن جابر بن عبداللّٰہ قال قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرهم تعال صل لنا فیقول لا: ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللّٰہ هذه الامة“

(مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ ابن مریم، احمد ج۳ ص۳۴۵)

ترجمہ: ”حضرت جابر عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق کے مقابلہ میں جنگ کرتی رہے گی۔ دشمنوں پر غالب رہے گی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا آخر میں عیسیٰ ابن مریم اتریں گے۔ (نماز کا وقت ہوگا) مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا۔ تشریف لائیے اور نماز پڑھا دیجئے وہ فرمائیں گے: یہ نہیں ہوسکتا۔ اس امت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اکرام و اعزاز ہے کہ تم خود ہی ایک دوسرے کے امام و امیر ہو۔“

اس حدیث سے جہاں ایک جانب یہ ثابت ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام الگ الگ مقدس ہستیاں ہیں۔ دوسری جانب اس سے امت محمدیہ ﷺ کی کرامت و شرافت عظمیٰ بھی ثابت ہوتی ہے کہ قرب قیامت تک اس امت میں ایسے برگزیدہ افراد موجود رہیں گے کہ اسرائیلی سلسلہ کا ایک مقدس رسول آکر بھی اس کی امامت کی حیثیت کو برقرار رکھ کر ان کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ جو اس بات کا صاف اعلان ہے کہ جس شرافت اور کرامت کے مقام پر تم پہلے فائز تھے آج بھی ہو۔ یہ واقعہ بالکل اس قسم کا ہے جیسا کہ مرض الوفات میں آنحضرت ﷺ نے ایک وقت کی نماز حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء میں ادا فرما کر امت کو گویا صریح ہدایت دے دی کہ میرے بعد امامت و اقتداء کی پوری صلاحیت ابوبکر صدیقؓ میں موجود ہے۔

سیدنا مسیح علیہ السلام اور سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق احادیث کی روشنی میں بیان کردہ علامات دیکھنی ہوں تو ”التصریح بما تواتر فی نزول المسیح “ کے آخر میں علامات قیامت اور نزول مسیح (مترجم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی) اور حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا رسالہ ”مسیح موعود کی پہچان“ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ الرضوان اور دجال لعین کے متعلق مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ یہ تین شخصیات ہیں: ’’اس لئے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۷، خزائن ج ۱۷ص ۱۶۷)

تینوں مشرق میں ہوں گے۔ یہ تو قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔ البتہ اتنی بات مرزا قادیانی کے اس حوالہ سے ثابت ہے کہ یہ تین شخصیات (سیدنا مسیح، سیدنا مہدی اور دجال) علیحدہ علیحدہ ہیں۔

قادیانی مؤقف

لیکن! قادیانی جماعت کی بدنصیبی اور ایمان سے محرومی دیکھئے۔ ان کا مؤقف ہے کہ مسیح علیہ السلام اور مہدی ایک شخصیت ہے اور وہ مرزا قادیانی ہے۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔ ان کے نام، کام، جائے پیدائش، جائے نزول، وقت ظہور، مدت قیام، عمر، دونوں علیحدہ تفصیلات کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں۔ لیکن قادیانی دجال اور اس کی جماعت کے دجل کو دیکھو سینکڑوں احادیث صحیحہ ومتواترہ کو چھوڑ کر ایک جھوٹی و وضعی روایت سے اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ دیکھئے مرزا نے کہا:

’’ایها الناس انی انا المسیح المحمدی وانی انا احمد المهدی‘‘

(خطبہ الہامیہ خزائن ص ۶۱ ج ۱۶)

ترجمہ: ’’اے لوگو! میں وہ مسیح ہوں کہ جو محمدی سلسلہ میں ہے اور میں احمد مہدی ہوں۔‘‘

قاضی محمد نذیر قادیانی لکھتا ہے: ’’امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہے۔‘‘

(امام مہدی کا ظہور ص ۱۶)

قادیانی مغالطہ

قادیانی گروہ دلیل میں ابن ماجہ کی روایت پیش کرتا ہے: ’’لا المهدی الا عیسیٰ بن مریم‘‘ (ابن ماجہ ص ۲۹۲ باب شدۃ الزمان)

یہی قاضی محمد نذیر اس حدیث کے متعلق لکھتا ہے: ’’اس حدیث نے ناطق فیصلہ دے دیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہی المہدی ہے اور اس کے علاوہ کوئی ’’المہدی‘‘ نہیں ہے۔‘‘

یہ حدیث اولاً تو ضعیف ہے، ثانیاً اس کا مطلب وہ نہیں جو قادیانی سمجھاتے ہیں۔ ملا علی

قاریؒ فرماتے ہیں: ’’حدیث لا مهدی الا عیسی بن مریم ضعیف باتفاق المحدثین کما صرح به الجزری علی انه من باب لافتیٰ الا علیؓ‘‘

(مرقاۃ ص۱۸۳ج ۱۰)

ترجمہ: ’’حدیث لامہدی عیسیٰ بن مریم باتفاق محدثین ضعیف ہے جیسا کہ ابن جزریؒ نے اس کی صراحت کی ہے۔ علاوہ ازیں یہ ’’لا فتی الا علیؓ‘‘ کے قبیل سے ہے‘‘۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی درجہ میں حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا وہی مطلب ہے۔ جو لافتی الا علیؓ کا ہے۔ یعنی مہدی صفت کا صیغہ ہے اور اس کے لغوی معنی مراد ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ہدایت یافتہ عیسیٰ بن مریم ہی ہیں۔ بطور حصر اضافی جیسے ’’لافتی الا علیؓ‘‘ کے معنی اعلیٰ درجہ کے جوان اور بہادر حضرت علیؓ ہی ہیں۔

یہ مطلب لینا غلط ہے کہ جس شخصیت کا نام مہدی ہے۔ وہ عیسیٰ بن مریم ہی کی شخصیت ہے۔ خود مرزا قادیانی ایک اصول لکھتے ہیں: ’’جس حالت میں تقریباً کل حدیثیں قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ پھر اگر بطور شاذ و نادر کوئی ایسی حدیث بھی موجود ہو۔ جو اس مجموعۂ یقینیہ کے مخالف ہو، تو ہم ایسی حدیث کو یا تو نصوص سے خارج کریں گے اور یا اس کی تاویل کرنی پڑے گی۔ کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ ایک ضعیف اور شاذ حدیث سے وہ مستحکم عمارت گرادی جائے۔ جس کو نصوص بینہ فرقانیہ وحدیثیہ نے طیار کیا ہو۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۴۵، خزائن ج۳ ص۳۹۳)

اس اصول کی روشنی میں دیکھئے۔ مرزائیوں کی پیش کردہ ابن ماجہ کی روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اس لئے کہ نزول عیسیٰ کی مذکورہ بالا روایات صحیحہ متواترہ سے صاف طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ نہ یہ کہ وہ دنیا میں کسی خاندان میں پیدا ہوں گے۔ جبکہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں حدیث ہے:

۱...... ’’سمعت رسول الله ﷺ یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمة‘‘ (ابوداؤد ص۱۳۱ج ۲ کتاب المہدی)

ترجمہ: ’’حضور ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میری عترت سے ہوگا۔ یعنی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے۔‘‘

۲...... ’’یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی‘‘

(ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱، کتاب المہدی)

ترجمہ: ’’جو میرا نام ہے وہی اس کا نام ہوگا۔ جو میرے باپ کا نام ہے۔ وہی اس کے باپ کا نام ہوگا۔‘‘

اور حدیث مندرجہ ذیل نے معاملہ بالکل منقح کر دیا ہے۔

۳...... ’’کیف تھلك امة انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح اٰخرھا‘‘ (مشکوٰۃ ص۵۸۳، باب ثواب ہذہ الامۃ)

ترجمہ: ’’وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتداء میں۔ میں (آنحضرت ﷺ) ہوں۔ درمیان میں مہدی، اور آخر میں مسیح علیہ السلام ہیں۔‘‘

یہ حدیث اس مسئلہ میں ببانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ مرزا قادیانی کا مؤقف صراحتاً دجل وکذب کا شاہکار ہے۔ لیکن بے بصیرت و بے بصارت قادیانی گروہ کو یہ صاف صاف روایتیں بھی نظر نہیں آتیں اور پوری بے شرمی کے ساتھ مسیح ومہدی کے ایک ہونے کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔ حالانکہ دونوں کے بارے میں روایات الگ الگ اور متواتر آئی ہیں۔

دجال

۱...... رہا دجال کے متعلق قادیانی مؤقف، تو وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا۔ پہلے کہا کہ اس سے مراد پادری ہیں۔ اس پر سوال ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ دجال کے بارہ میں آپ ﷺ نے تفصیلات بیان فرمائی: میں سن کر پریشان ہوگئی۔ اب خیال آتے ہی فوراً رونا آ گیا۔، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں موجود ہوا اور وہ آ گیا تو تمہاری طرف سے میں کافی ہوں۔ اگر میری زندگی میں نہ آیا تو جو شخص سورۂ کہف کی آخری آیات پڑھتا رہے وہ اس سے محفوظ رہے گا۔ اگر پادری ہی دجال تھے۔ وہ تو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ پھر حضور اقدس ﷺ کے فرمان کا کیا مطلب ہوا؟

۲...... پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد انگریز قوم ہے۔ اس سے کہا گیا کہ اگر انگریز ہیں۔ تو دجال کو حضرت مسیح علیہ السلام قتل کریں گے۔ تم تو ’’انگریز کے خود کاشتہ پودا‘‘ ہو۔

۳...... پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد روس ہے۔ تو اس سے کہا گیا کہ دجال تو شخص واحد ہے۔ قوم مراد نہیں۔ اس نے کہا کہ دجال نہیں حدیث میں ’’رجال‘‘ ہے۔ یہ اس کی جہالت کی دلیل ہے۔ اس کی تردید کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ ابن صیاد کے مسئلہ پر

آنحضرت ﷺ سے حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی کہ میں اسے قتل کردوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی (دجال) ہے۔تو ''لست صاحبه ''تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی قتل کریں گے۔

ابن صیاد کی بابت کتب احادیث میں تفصیل سے روایات موجود ہیں۔نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دجال تلوار سے قتل ہوگا۔نہ کہ قلم سے جیسا کہ قادیانیوں کا مؤقف ہے۔

خلاصہ......یہ کہ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کا مؤقف اسلام کے چودہ سوسالہ مؤقف کے خلاف ہے۔

سوال ۸......مرزائی جن آیات وآثار کو عدم رفع اور وفات مسیح کے لئے پیش کرتے ہیں۔ان میں سے تین کا ذکر کر کے ان کا شافی رد کریں؟

جواب......

قادیانی استدلال نمبر:۱

''وكنت عليهم شهيداً مادمت فيهم فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم (مائده: ۱۱۷)''

مرزا بشیر الدین کے ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں:''اور جب تک میں ان میں (موجود) رہا۔میں ان کا نگران رہا۔مگر جب تو نے میری روح قبض کر لی،تو تو ہی ان پر نگران تھا۔''

(ترجمہ قرآن مجید از مرزا بشیر الدین ص ۲۵۸)

وفات عیسیٰ علیہ السلام پر اس آیت سے قادیانی استدلال کی بنیاد ان کے خیال میں بخاری شریف کی ایک تفصیلی روایت پر ہے۔جو مندرجہ ذیل ہے:''انه يجاء برجال من امتى فيوخذبهم ذات الشمال فاقول يارب اصحابى فيقال انك لاتدرى ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح: وكنت عليهم شهيداً مادمت فيهم''

(بخاری ص ۶۶۵ ج ۲ کتاب التفسیر)

ترجمہ:''میری امت کے بعض لوگ لائے جائیں گے اور بائیں طرف۔یعنی جہنم کی طرف ان کو چلایا جائے گا،تو میں کہوں گا:اے میرے رب یہ تو میرے صحابی ہیں۔پس کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کو اس کا علم نہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کچھ کیا۔پس میں ایسے ہی کہوں گا جیسا کہ عبد صالح یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جب تک میں ان میں موجود

تھا۔ ان پر گواہ تھا اور جب تو نے مجھے بتمامہٖ بھرپور لے لیا تھا۔ اس وقت آپ نگہبان تھے۔''

تو ''توفی'' کا لفظ حضور ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے کلام میں آتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی توفی بصورت وفات ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی بھی بصورت وفات ہوگی۔ نیز حضور ﷺ نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔

جواب...... اس تحریف کا جواب بھی معلوم ہو چکا ہے کہ توفی کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ لیکن حضور اقدس ﷺ کے کلام میں یہ بمعنٰی موت ہے۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں توفی بطور اصعاد الی السماء پائی گئی ہے۔ کیونکہ اس کا قرینہ ورافعك الیّ موجود ہے۔

جواب...... اگر دونوں حضرات کی توفی ایک طرح کی ہوتی تو آپ ﷺ یوں فرماتے: ''فاقول ماقال، العبد الصالح ''تو فاقول کما قال العبد الصالح فرمانا بتا رہا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہٖ میں چونکہ تغایر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اصل مقصد ہر دو حضرات کا امت کے درمیان اپنی عدم موجودگی کو بطور عذر پیش کرنا ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی غیر موجودگی توفی بمعنٰی اصعاد الی السماء سے بیان فرمائی اور نبی کریم ﷺ نے اپنی غیر موجودگی توفی بصورت موت بیان فرمائی ہے۔

جواب...... رہا یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا اقول اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قال ماضی کا صیغہ فرمایا۔ تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جس وقت آپ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی: سورۂ مائدہ کی مذکورہ آیت نازل ہو چکی تھی اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول جو قیامت کے دن باری تعالیٰ کے سوال کہ: ''أ انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ'' کے جواب میں فرمائیں گے، حکایت کیا گیا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام پہلے ہو چکے گا اور حضور ﷺ کا معاملہ بعد میں پیش آئے گا۔

قادیانی استدلال نمبر:۲

''وما محمد الا رسول قدخلت من قبله الرسل افائِن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران: ۱۴۴)''

قادیانی ترجمہ: ’’اور محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں۔ان سے پہلے کے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔پس اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے۔‘‘

اس آیت میں قادیانی گروہ خلو کو بمعنی موت لیتا ہے اور من قبلہ کو الرسل کی صفت مانتا ہے اور الرسل پر لام استغراق مانتا ہے۔اس لئے استدلال کا حاصل یہ ہوا کہ جب محمد ﷺ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔تو بس مسیح علیہ السلام بھی ان میں آ گئے۔

جواب......خلت،خلو سے مشتق ہے۔جس کے لغوی معنی مکان سے متعلق ہونے کی صورت میں جگہ خالی کرنے کے اور زمان سے متعلق ہونے کی صورت میں گزرنے کے آتے ہیں اور جن چیزوں پر زمانہ گزرتا ہے۔ان کو بھی تبعاً خلو سے موصوف کر دیتے ہیں۔

مثالیں

۱...... ’’واذا خلوا الی شیاطینهم (بقره:۱۴)‘‘

ترجمہ: ’’اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس۔‘‘

۲...... ’’بما اسلفتم فی الایام الخالیة (حاقه:۲۴)‘‘

ترجمہ: ’’ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بامید صلہ گزشتہ ایام میں کئے ہیں۔‘‘

۳...... ’’تلك امة قدخلت (بقره:۱۴۱)‘‘

ترجمہ: ’’یہ ایک جماعت جو گزر چکی۔‘‘ (بیان القرآن)

بہر حال خلو کے معنی جگہ خالی کرنا خواہ زندہ گزر کر یا موت سے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹ جانا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے دلائل قطعیہ ہوتے ہوئے اس کو موت کے معنی میں لینا تحریف ہی تو ہے۔

جواب ۸......من قبلہ الرسل کی صفت نہیں ہے۔جس کے بعد معنی یہ ہوں کہ محمد سے پہلے کے تمام پیغمبر مر گئے۔کیونکہ یہ الرسل سے مقدم ہے۔بلکہ یہ خلت کا ظرف ہے۔اب صحیح معنی یہ ہیں کہ محمد ﷺ سے پیشتر کئی رسول گزر چکے۔

’’الرسل‘‘ پر لام تعریف جنس کا ہے۔کیونکہ استغراق کے معنی لینے کی صورت میں آیت کے جملوں میں تعارض لازم آئے گا۔بایں طور کہ وما محمد الا رسول سے حضور ﷺ کی

صفت رسالت ثابت کی اور جب خلت من قبله الرسل میں الرسل استغراق کے لئے ہوا، اور من قبلہ کا ظرف ہونا ثابت ہو ہی چکا۔ تو اب ترجمہ یہ ہوگا کہ: جتنے اشخاص صفت رسالت سے موصوف تھے۔ محمد ﷺ سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اس سے نعوذ باللہ آپ ﷺ رسول برحق ثابت نہیں ہوں گے۔ اس لئے لام جنس ماننا ضروری ہے۔

جواب......اور اگر ''علی سبیل التنزل'' قادیانی گروہ کی تینوں باتیں مان لی جائیں۔ تو بھی اس سے زیادہ سے زیادہ رسل کے عموم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوگی۔ نہ کہ بطریق خصوص اور اس صورت میں یہ آیت ان کی دلیل بننے کے قابل نہیں رہے گی۔ کیونکہ علم اصول کی کتابوں میں اس قاعدہ مسلمہ کی تصریح ہے کہ کوئی امر خاص دلیل (تخصیص منقولی) سے ثابت ہو تو اس کے خلاف عام دلیل سے تمسک کرنا جائز نہیں ہے اور یہاں دلائل قطعیہ مخصوصہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کی جا چکی ہے۔

قادیانی استدلال نمبر:۳

''ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین (بقرہ:۳۶)''

ترجمہ: ''(ازمرزا) تم اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین پر ہی رہو گے۔ یہاں تک کہ اپنے تمتع کے دن پورے کر کے مر جاؤ گے۔''

اسی کے ساتھ مرزائی یہ آیت بھی پڑھتے ہیں: ''فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون (اعراف:۲۵)'' اور ان کے استدلال کا حاصل یہی ہے کہ انسانی زندگی یہیں زمین پر بسر ہونی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کو چھوڑ کر کسی اور جگہ کیسے رہ سکتے ہیں؟

(ازالہ اوہام ص۶۱۰، خزائن ج۳ ص۴۲۹)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ''یہ آیت جسم خاکی کو آسمان پر لے جانے سے روکتی ہے۔ کیونکہ ''لکم'' جو اس جگہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے۔ اس بات پر بصراحت دلالت کر رہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا۔ بلکہ زمین سے ہی نکلا، زمین میں ہی رہے گا اور زمین میں ہی داخل ہوگا۔ (ازالہ ص۶۱۰، خزائن ج۳ ص۴۲۹)

جواب ا......کسی مقام کا کسی کے لئے اصل جائے رہائش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ عارضی طور پر کہیں اور نہ جا سکے آدمی ہوائی جہاز کا سفر کرتا ہے اور گھنٹوں فضا میں رہتا ہے، تو

کیا کوئی احمق کہہ سکتا ہے کہ قرآنی ضابطہ کی خلاف ورزی ہورہی ہے۔ایک عرصہ سے خلانوردی کا سلسلہ شروع ہے۔ جولائی ۱۹۶۹ء میں پہلی مرتبہ دو آدمیوں نے چاند پر پاؤں رکھے۔ اللہ کی قدرت کہ بہت سی چیزیں جو پہلے بعید از عقل معلوم ہوتی تھیں۔ سائنسی ایجادات کی بدولت وہ حقائق اور واقعات بن چکی ہیں۔تو کیا کہا جائے گا کہ یہ خلائی سفر قرآنی آیات کے خلاف ہیں؟ اگر مرزا قادیانی کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ''جسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتا'' تو کیا نیل آرم اسٹرانگ اور ایڈون ایلڈرن اور ان کے بعد کئی اور آدمی کوئی فرشتے تھے کہ خلائی مسافت طے کر کے چاند تک پہنچے؟ تو آیت کریمہ کا ضابطہ اپنی جگہ پر درست ہے۔ مگر اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ کیونکہ وہ عارضی طور پر آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ بہرحال وہ بھی مقررہ وقت پر پھر زمین پر آئیں گے اور دیگر انسانوں کی طرح وفات پا کر زمین میں دفن ہوں گے۔

جواب۲...... علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی طور پر ملائکہ سے مشابہت تھی۔ لہٰذا ان کا آسمان پر اٹھایا جانا اور زیر بحث آیت کے حکم سے ان کا خارج ہونا اپنے فطری مادہ کے اعتبار سے ہے۔ رہی احادیث مبارکہ تو ایک صحیح حدیث قادیانی قیامت تک مسیح علیہ السلام کی وفات پر پیش نہیں کر سکتے۔ جو پیش کرتے ہیں یا موضوع ہیں یا مجروح ہیں یا مجہول ہیں۔ ایک بھی صحیح روایت وہ اپنے مؤقف پر پیش نہیں کر سکتے۔ ''فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار''

یہ ہیں قادیانی تحریفات کے چند نمونے، اختصار کے پیش نظر ان ہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں شہادت القرآن کا مطالعہ کیا جائے۔ جو مولانا میر ابراہیم سیالکوٹیؒ کی تصنیف ہے۔ اس سے بھی زیادہ عام فہم کتاب حیات عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت شیخ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی ہے۔ جو ''احتساب قادیانیت جلد دوم'' میں شامل ہے۔

سوال ۹...... رفع ونزول جسم عنصری کے امکان عقلی کو بیان کرتے ہوئے اس کے نقلی نظائر پیش کریں نیز رفع ونزول کی حکمتیں بیان کریں؟

جواب...... مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ بلکہ وفات پا کر مدفون ہوچکے اور دلیل یہ ہے کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔'' (ازالہ الاوہام ص ۴۷، خزائن ج۳ ص ۱۲۶)

قرآن وسنت سے رفع ونزول نہ صرف ثابت ہے۔ بلکہ اس کے نظائر بھی موجود ہیں۔ مثلاً:

۱...... یہ ہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کا جسد اطہر کے ساتھ لیلۃ المعراج میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے۔

۲...... جس طرح آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف ہبوط ممکن ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کا آسمان سے زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے۔ ''ان مثل عیسیٰ عنداللّٰہ کمثل آدم''

۳...... جعفرؓ بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے۔ اسی وجہ سے ان کو جعفر طیارؓ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے: ''اخرج الطبرانی باسناد حسن عن عبداللّٰہ بن جعفرؓ قال قال لی رسول اللّٰہ ﷺ هنيئاء لك ابوك يطير مع الملائكة فی السماء'' (زرقانی شرح مواہب ج۲ص۲۷۵)

ترجمہ: ''امام طبرانی نے باسناد حسن عبداللہ بیٹے جعفرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک بار یہ ارشاد فرمایا کہ اے جعفرؓ کے بیٹے عبداللہؓ تجھ کو مبارک ہو تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے۔ (اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جعفرؓ، جبرئیل و میکائیل کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے) ان ہاتھوں کے عوض میں جو غزوہ موتہ میں کٹ گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو باز و عطا فرما دیئے ہیں اور اس روایت کی سند نہایت جید اور عمدہ ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے:

وجعفرؓ الذی یضحی و یمسی

یطیر مع الملائکة ابن امی

ترجمہ: ''وہ جعفرؓ کہ جو صبح وشام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے وہ میری ہی ماں کا بیٹا ہے۔''

۴...... اور علیٰ ہذا عامر بن فہیرہؓ کا غزوہ بیر معونہ میں شہید ہونا، اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے۔ جیسا کہ حافظ عسقلانی نے اصابہ میں حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور علامہ زرقانی نے (شرح مواہب ج۲ص۷۸) میں ذکر کیا ہے۔ جبار

بن سلمیؓ جو عامر بن فہیرہؓ کے قاتل تھے۔ وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور یہ کہا: ''دعانی الی الاسلام مارایت من مقتل عامر بن فھیرۃ ورفعه الی السماء''

ترجمہ: ''عامر بن فہیرہ کا شہید ہونا اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا، میرے اسلام لانے کا باعث بنا۔''

ضحاکؓ نے یہ تمام واقعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں لکھ کر بھیجا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فان الملائکة وارت جثته وانزل فی علیین''

ترجمہ: ''فرشتوں نے اس کے جثہ کو چھپالیا اور وہ علیین میں اتارے گئے''۔

ضحاک ابن سفیان کے اس تمام واقعہ کو امام بیہقیؒ اور ابونعیمؒ دونوں نے اپنی اپنی دلائل النبوۃ میں بیان کیا۔ (شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور للعلامۃ السیوطی ص:۱۷۴)

اور حافظ عسقلانی نے اصابہ میں جبار بن سلمیؓ کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اجمالاً اشارہ فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہؓ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ابن سعد اور حاکم اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ یہ واقعہ متعدد اسانید اور مختلف روایات سے ثابت اور محقق ہے۔

۵...... واقعہ رجیع میں جب قریش نے خبیب بن عدیؓ کو سولی پر لٹکایا تو آنحضرت ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو خبیبؓ کی نعش اتار لانے کے لئے روانہ فرمایا۔ عمرو بن امیہؓ وہاں پہنچے اور خبیبؓ کی نعش کو اتارا دفعتاً ایک دھماکہ سنائی دیا۔ پیچھے پھر کر دیکھا اتنی دیر میں نعش غائب ہوگئی۔ عمرو بن امیہؓ فرماتے ہیں گویا زمین نے ان کو نگل لیا۔ اب تک اس کا کوئی نشان نہیں ملا۔ اس روایت کو امام ابن حنبلؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

(زرقانی شرح مواہب ج۲ص۷۳)

شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ خبیبؓ کو زمین نے نگلا اسی وجہ سے ان کا لقب بلیع الارض ہوگیا اور ابونعیمؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہیرہؓ کی طرح خبیبؓ کو بھی فرشتے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان

پر اٹھایا اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے عامر بن فہیرہؓ اور خبیب بن عدیؓ اور علاء بن حضرمیؓ کو آسمان پر اٹھایا۔ انتہی!

٦...... علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اولیاء کا الہام وکرامت انبیاء کرام کی وحی اور معجزات کی وراثت ہے:

''ومما یقوی قصة الرفع الی السماء ما اخرجه النسائی والبیهقی والطبرانی وغیرهم من حدیث جابر ان طلحة اصیبت انا مله یوم احد فقال حس فقال رسول الله ﷺ لو قلت بسم الله لرفعتك الملائكة والناس ینظرون الیك حتی تلج بك فی جوالسماء (شرح الصدور ص:٢٥٨ طبع بیروت ١٩٩٣ء) واخرج ابن ابی الدنیا فی ذکر الموتی عن زید بن اسلم قال كان فی بنی اسرائیل رجل قد اعتزل الناس فی کهف جبل وكان اهل زمانه اذا قحطوا استغاثوا به فدعا الله فسقاهم فمات فاخذوا فی جهازه فبینا هم كذلك اذا هم بسریر یرفرف فی عنان السماء حتی انتهی الیه فقام رجل فاخذه فوضعه علی السریر فارتفع السریر والناس ینظرون الیه فی الهواء حتی غاب عنهم'' (شرح الصدور ص ٢٥٧ طبع بیروت ١٩٩٤ء سن طبع)

ترجمہ: ''شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ اور خبیبؓ کے واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے۔ جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت طلحہؓ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں۔ تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے ''حس'' کا لفظ نکلا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو بجائے ''حس'' کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے ہوتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے۔ یہاں تک کہ تجھ کو آسمان کی فضا میں لے کر گھس جاتے...... ابن ابی الدنیا نے ذکر الموتی میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ جو پہاڑ میں رہتا تھا۔ جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے۔ وہ دعا کرتا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے باران رحمت نازل فرماتا۔ اس عابد کا انتقال ہوگیا۔ لوگ اس کی تجہیز وتکفین میں مشغول تھے۔ اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا۔ یہاں تک کہ

اس عابد کے قریب آ کر رکھا گیا۔ایک شخص نے کھڑے ہوکراس عابد کواس تخت پر رکھ دیا۔اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا۔لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگیا۔‘‘

۷...... اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے زمین پر اتر آنا مستدرک حاکم میں مفصل مذکور ہے۔ (مستدرک ص۴۶۴ ج۳ طبع بیروت)

مقصدان واقعات کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ منکرین اور ملحدین خوب سمجھ لیں کہ حق جل شانہ نے اپنے محبّین ومخلصین کی اس خاص طریقہ سے بارہا تائید فرمائی کہ ان کو صحیح وسالم فرشتوں سے آسمانوں پر اٹھوالیا اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے۔تاکہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نشان اور کرشمہ ظاہر ہو اور اس کے نیک بندوں کی کرامت اور منکرین معجزات وکرامات کی رسوائی وذلت آشکارا ہو اور اس قسم کے خوارق کا ظہور مؤمنین اور مصدقین کے لئے موجب طمانیت اور مکذبین کے لئے اتمام حجت کا کام دے۔ان واقعات سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہوگیا کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔نہ سنت اللہ کے متصادم ہے۔بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تاکہ اس ملیک مقتدر کی قدرت کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ حق تعالیٰ کی اپنی خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔غرض یہ کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں۔بلکہ ممکن اور واقع ہے اور اسی طرح کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے اور پیئے زندگی بسر کرنا بھی محال نہیں۔

نزول کی حکمتیں

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کی حکمت علماء نے یہ بیان کی کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو قتل کر دیا۔’’کما قال و قولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ بن مريم رسول الله‘‘ اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا۔وہ بھی قوم یہود سے ہوگا اور یہود اس کے متبع اور پیرو ہوں گے۔اس لئے حق تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ تاکہ خوب واضح ہوجائے کہ جس ذات کی نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کردیا وہ سب

غلط ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور اتنے زمانہ تک ان کو زندہ رکھا اور پھر تمہارے قتل اور بربادی کے لئے اتارا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ تم جن کے قتل کے مدعی تھے۔ ان کو قتل نہیں کر سکے۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قتل کے لئے نازل کیا اور یہ حکمت فتح الباری کے باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۳۵۷ ج ۱۰ پر مذکور ہے۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ملک شام ہی میں نزول ہوگا۔ تاکہ اس ملک کو فتح فرمائیں۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ ہجرت کے چند سال بعد فتح مکہ کے لئے تشریف لائے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شام سے آسمان کی طرف ہجرت فرمائی اور قیامت سے کچھ روز پہلے شام کو فتح کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود کا استیصال فرمائیں گے۔

۳...... نازل ہونے کے بعد صلیب کا توڑنا بھی اسی طرف مشیر ہوگا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ مسیح بن مریم صلیب پر چڑھائے گئے بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے۔ اس لئے نازل ہونے کے بعد صلیب کا نام و نشان بھی نہ چھوڑیں گے۔

۴...... اور بعض علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تم نبی کریم ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔ ”کما قال تعالیٰ لتؤمنن به ولتنصرنه“ اور انبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوتا تھا۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تاکہ جس وقت دجال ظاہر ہو۔ اس وقت آپ آسمان سے نازل ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی امت کی مدد فرمائیں۔ کیونکہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا۔ وہ وقت امت محمدیہ پر سخت مصیبت کا وقت ہوگا اور امت شدید امداد کی محتاج ہوگی۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نازل ہوں گے۔ تاکہ امت محمدیہ ﷺ کی نصرت و اعانت کا جو وعدہ تمام انبیاء کر چکے ہیں۔ وہ وعدہ اپنی طرف سے اصالۃً اور باقی انبیاء کی طرف سے وکالتاً ایفاء فرمائیں۔ ”فافهم ذلك فانه لطيف“

سوال ۱۰...... حیات مسیح پر قادیانی جو عقلی وساوس و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ ان میں سے تین کو ذکر کر کے ان کا جواب دیں؟

قادیانی اشکال نمبر:۱

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں تو وہاں کھاتے کیا ہوں گے؟

جواب......

۱...... جب آدمی عالم دنیا سے عالم بالا میں پہنچ جاتا ہے۔تو پھر اس پر وہاں لوازمات روحانیہ طاری ہوجاتے ہیں اور دنیاوی عوارض اس کو لاحق نہیں ہوتے۔یوں سمجھیں کہ اِس دنیامیں جسم غالب۔اس جہاں میں روح غالب،جسم مغلوب۔لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کو وہاں کے حالات کے مطابق روحانی غذا ملتی ہے۔پس وہ کیا کھاتے ہوں گے؟ یہ اشکال باقی نہ رہا۔

۲...... اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا خود قرآن کریم میں مذکور ہے:''و لبثوا فی کھفھم ثلٰث مائة سنین و ازدادو تسعا (الکھف:۲۵)''

۳...... حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو شدید قحط ہوگا اور اہل ایمان کو کھانا میسر نہ آئے گا۔اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ!اس وقت اہل ایمان کا کیا حال ہوگا؟آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''یجزئھم مایجزی اھل السماء من التسبیح والتقدیس''یعنی اس وقت اہل ایمان کو فرشتوں کی طرح تسبیح وتقدیس ہی غذا کا کام دے گی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷۷)

۴...... اور حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کئی کئی دن کا صومِ وصال رکھتے اور یہ فرماتے:''ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی''(بخاری ج۲ص۱۰۱۲)تم میں کون شخص میری مثل ہے کہ جو''صوم وصال''میں میری برابری کرے۔میرا پروردگار مجھے غیب سے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔یہ غیبی طعام میری غذا ہے۔معلوم ہوا کہ طعام وشراب عام ہے۔خواہ حسی ہو یا غیبی ہو۔لہٰذا وماجعلنھم جسدالا یاکلون الطعام سے یہ استدلال کرنا کہ جسم عنصری کا بغیر طعام وشراب کے زندہ رہنا ناممکن ہے غلط ہے۔اس لئے کہ طعام وشراب عام ہے کہ خواہ حسی ہو یا معنوی۔

۵...... حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں آسمانوں پر خوراک دنیوی نہ تھی۔نیز حضرت مسیح علیہ السلام نفخہ جبرئیل سے پیدا ہونے کے باوجود جبرئیل امین کی طرح تسبیح وتہلیل سے

زندگی کیوں نہیں بسر فرما سکتے؟''کماقال تعالی: ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل اٰدم (آل عمران:۵۹)''جو آدم علیہ السلام آسمانوں پر کھاتے تھے وہی عیسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔

۶...... حضرت یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے۔ان کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد:''فلولا انہ کان من المسبّحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون (الصفت:۱۴۳،۱۴۴)''اس پر صاف دلالت کرتا ہے کہ یونس علیہ السلام اگر مسبّحین میں سے نہ ہوتے تو اسی طرح قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ٹھہرے رہتے اور بغیر کھائے پیئے زندہ رہتے۔

قادیانی اشکال نمبر:۲

جو شخص اسی یا نوے سال کو پہنچ جاتا ہے۔وہ محض نادان ہو جاتا ہے۔''کما قال تعالیٰ: ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً (النحل: ۷۰)''

جواب......

۱...... ارذل العمر کی تفسیر میں اسی یا نوے سال کی قید مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے لگائی ہے۔قرآن وحدیث میں کہیں قید نہیں۔

۲...... اصحاب کہف تین سو سال تک کہیں نادان نہیں ہو گئے۔

۳...... اور علیٰ ہذا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام صدہا سال زندہ رہے اور ظاہر ہے کہ نبی کے علم اور عقل کا زائل ہونا ناممکن اور محال ہے۔

قادیانی اشکال نمبر:۳

زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے؟

جواب......

۱...... سو جواب یہ ہے کہ حکمائے جدید لکھتے ہیں کہ روشنی ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتی ہے۔بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں۔علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک وصول ممکن تھا۔

۲...... جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تو نور شمس ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارضی پر پھیل جاتا ہے۔ حالانکہ سطح ارضی ۲۰۳۶۳۶۳۶ فرسخ ہے۔ جیسا کہ سبع شداد ص ۴۰ پر مذکور ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ مجموعہ ۶۱۰۹۰۹۰۸ کروڑ میل ہوا۔ حکمائے قدیم کہتے ہیں کہ: جتنی دیر میں جرم شمس بتمامہ طلوع کرتا ہے۔ اتنی دیر میں فلک اعظم کی حرکت ۵۱۹۶۰۰ لاکھ فرسخ ہوتی ہے اور ہر فرسخ چونکہ تین میل کا ہوتا ہے۔ لہٰذا مجموعہ مسافت ۱۵۵۸۸۰۰ لاکھ میل ہوئی۔

۳...... شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے۔ تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرادے؟

۴...... آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ’’کما قال تعالیٰ: قال الذی عندہ علم من الکتب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک فلما راہ مستقرا عندہ قال ھذا من فضل ربی (النمل:۴۰)‘‘

۵...... اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کا مسخر ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے کہ وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی۔ ’’کما قال تعالیٰ وسخرنا لہ الریح تجری بامرہ‘‘

۶...... آج کل کے ملحدین فی گھنٹہ ہزار میل کی مسافت طے کرنے والے ہوائی جہاز پر تو ایمان لے آئے ہیں۔ مگر نہ معلوم سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟ ہوائی جہاز بندہ کی بنائی ہوئی مشین سے اڑتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا بحکم خداوندی اڑا کر لے جاتی تھی۔ کسی بندہ کے عمل اور صنعت کو اس میں دخل نہ تھا۔ اس لئے وہ معجزہ تھا اور ہوائی جہاز معجزہ نہیں۔

قادیانی اشکال نمبر:۴

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’کسی جسد عنصری کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے۔ اس لئے کہ ایک جسم عنصری طبقہ ناریہ اور کرہ زمہریریہ سے کس طرح صحیح وسالم گزر سکتا ہے۔‘‘

(ازالہ الاوہام ص ۴۷ ج۱، خزائن ج۳ ص ۱۲۶)

نوٹ...... یہ طبقۂ ناریہ اور کرۂ زمہریر وغیرہ قدیم فلاسفۂ یونان کے خرافاتی نظریات ہیں۔ جو موجودہ سائنس کی رو سے بالکل غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ انسان کے چاند پر اترنے کے بعد وہاں زمینوں کی الاٹمنٹ شروع ہوگئی تھی۔ تو ان خلائی سفروں میں کہاں کا کرۂ نار اور کہاں کا طبقۂ زمہریر؟ آج کی پڑھی لکھی دنیا میں یونانی خرافات پیش کرنے کی کیا گنجائش ہے؟ اس کے علاوہ چلئے حضرات انبیاء علیہم السلام کی سوانح سے بھی اس کا جواب سن لیجئے:

جواب......

۱...... جس طرح نبی کریم ﷺ کا لیلۃ المعراج میں اور ملائکۃ اللہ کا لیل ونہار طبقہ ناریہ اور کرۂ زمہریریہ سے مرور وعبور ممکن ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی عبور و مرور ممکن ہے اور جس راہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط اور نزول ہوا ہے۔ اسی راہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہبوط ونزول بھی ممکن ہے۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے۔ ’’کما قال تعالیٰ اذ قال الحواریون یٰعیسی بن مریم هل یستطیع ربك ان ینزل علینا مائدة من السماء (الی قوله تعالیٰ) قال عیسیٰ بن مریم اللهم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا لا ولنا واخرنا واٰیة منك وارزقنا وانت خیرالرازقین قال الله انی منزلها علیکم ‘‘ پس اس مائدہ کا نزول بھی طبقہ ناریہ سے گزر کر ہوا ہے۔ مرزا قادیانی کے زعم فاسد اور خیال باطل کی بناء پر اگر وہ نازل ہوا ہوگا۔ تو طبقہ ناریہ کی حرارت اور گرمی سے جل کر خاکستر ہو گیا ہوگا۔ نعوذبالله من هذه الخرافات ! یہ سب شیاطین الانس کے وسوسے ہیں اور انبیاء ومرسلین کی آیات نبوت اور کرامات رسالت پر ایمان نہ لانے کے بہانے ہیں۔

۳...... کیا خداوند ذوالجلال عیسیٰ علیہ السلام کے لئے طبقہ ناریہ کو ابراہیم علیہ السلام کی طرح برد اور سلام نہیں بنا سکتا؟ جبکہ اس کی شان یہ ہے: ’’انما امره اذا اراد شیاء ان یقول له کن فیکون، فسبحان ذی الملك والملکوت والعزة الجبروت امنت بالله وکفرت بالطاغوت‘‘

ایک ایٹم بم حوالہ

اس بحث کو ختم کرنے سے قبل دو حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ پہلے حوالہ میں مرزا قادیانی صراحت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اقرار کرتا ہے۔ دوسرے حوالہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات آسمانوں پر مانتا ہے۔ ان حوالہ جات سے آپ کو یہ فائدہ ہوگا کہ جب کوئی مرزائی حیات مسیح پر اشکال کرے کہ مسیح علیہ السلام آسمانوں پر کیسے گئے۔ تو فوراً آپ کہہ دیں کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام گئے تھے۔ وہ پوچھے عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر کیا کھاتے ہوں گے۔ آپ کہہ دیں کہ جو موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔ حیاتِ مسیح پر تمام اشکالات کا حل اور الزامی جواب یہ حوالہ جات ہیں۔ مرزا لکھتا ہے:

۱...... ’’بل حیات کلیم اللّٰہ ثابت بنص القرآن الکریم الا تقرء فی القرآن ما قال اللّٰہ تعالیٰ عز و جل فلا تکن فی مریة من لقائہٖ۔ و انت تعلم ان ھذہٖ الایة نزلت فی موسیٰ فھی دلیل صریح علیٰ حیات موسیٰ علیہ السلام لانہ لقی رسول اللّٰہ ﷺ والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل ھذہٖ الایات فی شان عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاتہ فی مقامات شتّٰی‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۵۵، خزائن ج۷ ص۲۲۱)

۲...... ’’ھذا ھو موسیٰ فتیٰ اللّٰہ الذی اشار اللّٰہ فی کتابہ الیٰ حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن انہ حیّ فی السماء و لم یمت و لیس من المیتین‘‘ (نور الحق ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۹)

۱...... پس جب بھی قادیانی، حیات عیسیٰ پر اشکال کریں۔ آپ اس کا الزامی جواب دے دیں۔ جو حوالہ جات بالا سے ثابت ہے۔

۲...... یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بدنصیب ایسا بدبخت شخص تھا۔ جو ہر بات میں آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جہاد جاری ہے۔ مرزا نے کہا جہاد حرام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نبوت بند ہے۔ مرزا نے کہا جاری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ مرزا نے کہا کہ فوت ہوگئے۔ آپ ﷺ کی امت کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ مرزا کہتا ہے آسمان پر زندہ ہیں۔ تو جو شخص ہر بات میں آپ ﷺ کی مخالفت کرے وہ ابلیس سے بھی بڑا کافر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کذب مرزا

سوال ۱...... مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے مختصر حالات تحریر کریں۔ جس میں اس کے دعویٰ نبوت تک پہنچنے کے تدریجی مراحل کا باحوالہ بیان ہو؟ وضاحت سے لکھیں۔

جواب......

نام ونسب...... مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے: ’’میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔‘‘ (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۳۴، خزائن ج۱۳ص۱۶۲،۱۶۳)

تاریخ ومقام پیدائش...... مرزا غلام احمد قادیانی کا آبائی وطن قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ہے اور تاریخ پیدائش کے سلسلہ میں اس نے یہ وضاحت کی ہے: ’’میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۴۶ حاشیہ، خزائن ج۱۳ص۱۷۷)

تعلیم...... مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان میں ہی رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ جس کی قدرے تفصیل خود اس کی زبانی ملاحظہ ہو: ’’بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا۔ تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر (استاذ کا احترام ملاحظہ ہو...... ناقل) رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی۔ تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خداتعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی۔ اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے

پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔“

(کتاب البریہ حاشیہ ص۱۶۱ تا ۱۶۳، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۹ تا ۱۸۱ حاشیہ)

جوانی کی رنگ رلیاں اور ملازمت

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب کچھ شعور حاصل کیا اور جوانی میں قدم رکھا تو نادان دوستوں اور احباب کی بدولت آوارہ گردی میں مبتلا ہو گیا۔ اس کا کچھ اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مرزا کا اپنا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے: ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے۔ تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں۔ اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔“

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت ۴۹)

مرزا غلام احمد قادیانی کو بہلا کر لے جانے والا مرزا امام الدین کس قماش کا تھا۔ اس کے لئے درجہ ذیل تصریح ملاحظہ ہو: ”مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجہ کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے۔“ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۱۴ روایت ۱۲۷)

حکومت برطانیہ کا منظور نظر

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران مرزا غلام احمد نے یورپین مشزیوں اور بعض انگریز

افسروں سے پینگیں بڑھانی شروع کیں اور مذہبی بحث کی آڑ میں عیسائی پادریوں سے طویل خفیہ ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنی حمایت وتعاون کا پورا یقین دلایا۔ چنانچہ سیرت مسیح موعود مصنفہ مرزا محمود صفحہ ۱۵ (ربوہ) میں برطانوی انٹیلی جنس سیالکوٹ مشن کے انچارج مسٹر ریورنڈ بٹلر کی مرزا سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ یہ ۱۸۶۸ء کی بات ہے۔ اس کے چند ہی دن بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ کچہری کی ملازمت ترک کر کے قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا۔ مرزا صاحب ''ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک چار سال ملازم رہے۔'' (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۵۴ تا ۱۵۸ ملخصاً)

صداقت اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز

قادیان پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے کچھ نامکمل مناظرے کئے۔ اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے (براہین احمدیہ) نامی کتاب لکھنی شروع کی۔ جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے۔ لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے اور طرفہ تماشہ یہ کہ صداقت اسلام کے دعویٰ پر لکھی جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان شد و مد کے ساتھ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین احمدیہ کے ۴ حصے لکھے۔ جبکہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں لکھ کر شائع کیا۔

دعاوی مرزا

۱۸۸۰ء سے مرزا قادیانی نے مختلف دعاوی کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے چند اہم دعاوی یہ ہیں:

۱...... ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

۲...... ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

۳...... ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

۴...... ۱۸۹۹ء میں ظلّی بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔

۵...... ۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

ان کے علاوہ بھی اس نے عجیب وغریب قسم کے دعوے کئے۔

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

”خدانے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔“

(اربعین ۴ص ۱۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ص ۴۴۵)

۱۸۸۲ء مجدد ہونے کا دعویٰ

”جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔“

(کتاب البریہ ص ۱۸۳ بر حاشیہ، خزائن ج ۱۳ص ۲۰۱)

۱۸۸۲ء مامور ہونے کا دعویٰ

”میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔“

(نصرۃ الحق براہین احمدیہ پنجم ص ۵۲، خزائن ج ۲۱ص ۶۶، کتاب البریہ ص ۱۸۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ص ۲۰۲)

۱۸۸۲ء نذیر ہونے کا دعویٰ

”الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤهم “ (خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے۔ جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے)

(تذکرہ ص ۴۴، ضرورۃ الامام ص ۳۱، خزائن ج ۱۳ص ۵۰۲، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۲، خزائن ج ۲۱ص ۶۶)

۱۸۸۳ء آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ

”یا ادم اسکن انت وزوجك الجنة یامریم اسکن انت وزوجك الجنة یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة نفخت فیك من لدنی روح الصدق“

ترجمہ: ”اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے۔ جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔“ (تذکرہ ص ۷۰، براہین احمدیہ ص ۴۹۷، خزائن ج ۱ص ۵۹۰ حاشیہ)

تشریح

”مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے۔ اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ

اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں۔ ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۲ مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۱۷، ۲۷ حاشیہ)

۱۸۸۴ء رسالت کا دعویٰ

الہام: ''انی فضلتك علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا'' (میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں)

(تذکرہ ص ۱۲۹ مکتوب حضرت مسیح موعود مرزا مورخہ ۳۰؍ دسمبر ۱۸۸۴ء، اربعین نمبر ۲ ص ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳)

۱۸۸۶ء توحید و تفرید کا دعویٰ

الہام...... ''تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔'' (تذکرہ ص ۳۸۱ طبع دوم)

''تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔'' (تذکرہ ص ۴۳۶ طبع دوم)

۱۸۹۱ء مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

''اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔'' (تذکرہ ص ۱۷۲، تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۵۹، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۷)

۱۸۹۱ء مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ

الہام...... ''جعلناك المسیح بن مریم'' (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔'' (تذکرہ ص ۱۸۶، ازالہ اوہام ص ۴۳۴، خزائن ج ۳ ص ۴۴۲)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

۱۸۹۲ء صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ

الہام...... ''انما امرك اذا اردت شیاءً ان تقول له کن فیکون''

''یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہوجا تو وہ ہوجائے گی۔'' (تذکرہ ۲۰۳، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۴)

۱۸۹۸ء مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ

"بشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبونه والمهدی المسعود الذی ینتظرونه هوانت"

ترجمہ: "خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔" (تذکرہ ص ۲۵۷، اتمام الحجہ ص ۳، خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

۱۸۹۸ء امام زماں ہونے کا دعوی

"سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔" (ضرورۃ الامام ص ۲۴، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵)

۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۸ء ظلی نبی ہونے کا دعویٰ

"جب کہ میں بروزی طور پر آنخضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں، تو پھر کونسا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

نبوت ورسالت کا دعویٰ

۱...... "انا انزلناه قریباً من القادیان ...... الخ"

ترجمہ: "ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔"

(براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، الحکم ج ۴ ش ۳۰، مورخہ ۲۴ راگست ۱۹۰۰ء، بحوالہ تذکرہ ص ۳۶۷)

۲...... "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۳...... "میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ۱۸ ص ۲۱۱)

۴...... "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔"

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۴، ج ۱۷ ص ۴۳)

۵...... ’’وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ تاتم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔‘‘

(دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۵،۲۲۶)

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ

۱...... ’’قل یایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللّٰہ‘‘

ترجمہ: ’’اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔‘‘

(اشتہار معیار الاخیار ص۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰، منقول از تذکرہ ص۳۵۲)

۲...... ’’انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً‘‘

ترجمہ: ’’ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

۳...... ’’اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے، نہ ہر ایک مفتری، تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ’’قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالك ازکی لھم ‘‘ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے، جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ ‘‘ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے۔ جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ

اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔‘‘

(اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵، ۴۳۶)

۴...... ’’یٰس انك لمن المرسلين على صراط مستقيم‘‘ (اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر) (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

۵...... ’’فكلمنى ونادانى وقال انى مرسلك الى قوم مفسدين وانى جاعلك للناس اماما وانى مستخلفك اكراماً كما جرت سنتى فى الاولين‘‘ (انجام آتھم ص۷۹، خزائن ج۱۱ ص۷۹)

”هوالذى ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله‘‘ (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

’’اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲)

یہ ہیں مرزا غلام احمد کے چند دعاوی۔ جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ ان سبھی دعاوی کے صرف دو محرکات ہیں:

الف...... مسلمانوں میں افتراق پیدا کر کے حکومت برطانیہ کی کاسہ لیسی کرنا۔

ب...... مالیخولیا مراق کا اثر ظاہر ہونا۔

نوٹ......ان ہی دو وجوہات کو عوام کے سامنے بیان کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی بتدریج بیان کرنے چاہئیں۔ تا کہ عوام کا ذہن اس بات کو بآسانی قبول کرنے پر آمادہ ہو کہ ان بلند بانگ دعوؤں کی بنیاد روحانیت، عقلیت یا حقیقت پر نہیں۔ بلکہ صرف اور صرف مادیت پرستی، بدعقلی اور کذب پر ہے۔

سوال۲......ایمان کی تعریف کریں؟ ضروریات دین کس کو کہتے ہیں؟ کفر کا کیا معنی ہے؟ ’’کفر دون کفر‘‘ کسے کہتے ہیں؟ نیز کافر، ملحد، مرتد، زندیق اور منافق ہر ایک کی تعریف کریں اور بتائیں کہ قادیانی کس زمرہ میں داخل ہیں؟ لزوم کفر اور التزام کفر کو واضح کرتے ہوئے

مرزائیوں کے اس شبہ کا جواب دیں کہ قادیانیوں کی تکفیر کرنے والوں نے آپس میں بھی ایک دوسرے کی تکفیر کی ہے؟

جواب......

ایمان کی تعریف

لفظ ایمان امن اور امانت سے مشتق ہے۔ لغت میں ایمان ایسی خبر کی تصدیق کو کہتے ہیں کہ جس خبر کا ہم نے مشاہدہ نہ کیا ہو اور محض مخبر کی امانت اور صداقت کے بھروسہ اور اعتماد پر اس کو تسلیم کر لیا ہو اور اصطلاح شریعت میں انبیاء کرام علیہم السلام پر اعتماد اور بھروسہ کر کے احکام خداوندی اور غیب کی خبروں کی تصدیق کو ایمان کہتے ہیں۔ مثلاً فرشتوں کو بغیر دیکھے محض نبی اور رسول کے اعتماد پر ماننے کا نام ایمان ہے اور مرتے وقت فرشتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر ماننا یہ ایمان نہیں۔ کیونکہ یہ ماننا اپنے مشاہدہ پر مبنی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اعتماد اور بھروسہ پر نہیں۔ واضح ہو کہ فقط یقینی علم کا نام ایمان نہیں۔ بلکہ اپنے ارادے اور دل سے اس کو ماننا بھی ضروری ہے۔ جس کو تسلیم کہتے ہیں۔

نوٹ...... اس موضوع پر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب ’’اکفار الملحدین‘‘ لاجواب کتاب ہے۔ جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اسی سے اکتساب کیا ہے۔ دیکھئے احتساب قادیانیت جلد دوم۔

ضروریات دین کی تعریف

ضروریات دین اصطلاح شریعت میں ان قطعی اور یقینی امور کو کہا جاتا ہے۔ جو آنحضرت ﷺ سے بطریق تواتر قطعی طور پر ثابت ہوں اور حد تواتر یعنی شہرت عام کو پہنچ چکے ہوں کہ عام طور پر مسلمان ان امور کو جانتے ہوں۔ ایمان اور اسلام کے لئے ان امور کا تسلیم کرنا لازم اور ضروری ہے۔

تاویل وہاں معتبر ہے۔ جہاں کوئی اشتباہ ہو اور قواعد عربیت اور قواعد شریعت میں اس کی گنجائش ہو۔ یعنی وہ تاویل کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو اور جو حکم شرعی ایسی دلیل سے ثابت ہو۔ جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہو۔ اس میں تاویل معتبر نہیں۔ بلکہ ایسے امور میں تاویل کرنا انکار کے ہم معنی ہے۔

کفر کی تعریف

کفر شریعت میں ایمان کی ضد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نبی کے بھروسہ اور اعتماد پر بے چوں و چرا تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی ایک بات کو نہ ماننا۔ جو ہمیں قطعی اور یقینی طور پر آنحضرت ﷺ کے واسطے سے پہنچی ہو۔ اس چیز کو نہ ماننے کا نام کفر ہے۔ قطعی اور یقینی کی قید اس لئے لگائی گئی کہ دین کے احکام ہم تک دو طریق سے پہنچے ہیں۔ ایک بطریق تواتر اور ایک بطریق خبر واحد، تواتر اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز نبی اکرم ﷺ سے ہم تک علی الاتصال اور مسلسل اس طرح پہنچی ہو کہ ہر دور میں ایک جماعت اس کو روایت کرے اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک نسلاً بعد نسل ہر زمانہ کے مسلمان اس کو نقل کرتے چلے آرہے ہوں۔ ایسی شیٔ قطعی اور یقینی ہے۔ جس میں احتمال خطا اور نسیان کا نہیں۔ ایسے قطعی اور یقینی اور متواتر امور کا انکار کفر ہے اور جو امور خبر واحد سے ثابت ہوں ان کا انکار کفر نہیں۔

کفر دون کفر

کفر کا اطلاق کبھی کفر فرعی یعنی غیر اصلی پر بھی ہوتا ہے جیسے: ”سباب المسلم فسوق و قتاله کفر“ اس کو کفر دون کفر کہتے ہیں۔ ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت کہا گیا ہے۔ نور کی مثال خالص دن اور کفر کی مثال خالص رات کی سی ہے۔ اب دن اور رات کے بعد درمیانی حصہ مثلاً صبح صادق وغیرہ! نہ تو خالص دن ہے اور نہ خالص رات یہی مثال کفر دون کفر کی ہے۔

لزوم کفر

غیر ارادی طور پر کہیں ایسی بات کہہ ڈالی جو کفریہ بات تھی۔ جیسے داڑھی کا مذاق اڑایا۔ مگر اسے ایسی بات کا خیال بھی نہیں تھا کہ یہ کفر ہے۔ لیکن اس کے اس فعل سے کفر لازم آگیا۔ اسے لزوم کفر کہتے ہیں۔

التزام کفر

ایک آدمی نے جان بوجھ کر کفریہ کلمہ کہا۔ جیسے یہ کہا کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے۔ وحی نبوت جاری ہے۔ اگر جان بوجھ کر عقیدۃً و ارادۃً کہا تو کفر کا التزام کیا۔ لزوم کفر کم درجہ کا کفر ہے۔ التزام کفر شدید بلکہ اشد درجہ کا کفر ہے۔ تمام قادیانی ان کفریہ عقائد و نظریات کا عقیدۃً و ارادۃً ارتکاب کر کے التزام کفر کرتے ہیں۔ فاؤلئك هم الكافرون حقا!

کافر

لغت میں کفر انکار کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں کسی ایک شرعی قطعی حکم کے انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔

ملحد وزندیق

جو امور بدیہی اور قطعی طور پر دین سے ثابت ہوں۔ ان میں تاویل کرنا اور ان کے ایسے معنی بیان کرنا۔ جو اجماعی عقیدۂ کے خلاف ہوں۔ قرآن کریم میں اس کا نام الحاد اور حدیث میں اس کا نام زندقہ ہے اور اصطلاح شریعت میں ملحد اور زندیق اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو الفاظ تو اسلام کے کہے۔ مگر ان کے معنی ایسے بیان کرے۔ جس سے ان کی حقیقت ہی بدل جائے۔ جیسے صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں یہ تاویل کرے کہ قرآن میں صلوٰۃ سے فقط دعا اور ذکر کے معنی مراد ہیں اور اس خاص ہیئت سے نماز پڑھنا ضروری نہیں اور زکوٰۃ سے تزکیہ نفس مراد ہے۔ ایک معین نصاب سے مال کی خاص مقدار کا دینا مراد نہیں۔

غرض زندیق وہ ہے۔ جو اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرے اور اپنے کفر کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

زندیق کا حکم

زندیق کے بارے میں امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں۔ کیونکہ اس نے زندقہ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کتے کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کیا ہے۔ شراب پر زمزم کا لیبل چپکایا ہے۔ یہ جرم ناقابل معافی ہے۔ اس پر قتل کی سزا ضرور جاری ہوگی۔ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ قادیانی زندیق ہیں۔ (تحفہ قادیانیت ج اوّل ص ۶۶۷، ۶۶۸)

مرتد

ارتداد کے معنی لغت میں لوٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کا نام ارتداد ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانیؒ ''مفردات'' میں ارتداد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ھو الرجوع من الاسلام الی الکفر'' (اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے)

مرتد کا حکم

چاروں فقہوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو کر مرتد ہو جائے۔ یعنی نعوذباللہ ثم نعوذباللہ !اسلام سے پھر جائے۔اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے۔ اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اسے سمجھایا جائے۔ اگر بات اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے تو بہت اچھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے۔ یہ مسئلہ قتل مرتد کا مسئلہ کہلاتا ہے اور اس میں ہمارے ائمہ دین میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

منافق

منافق وہ ہے جو اپنے دل کے اندر کفر چھپائے ہوئے ہو اور زبان سے جھوٹ موٹ اسلام کا اقرار کرتا ہو۔ منافق لوگ عہد نبوت میں ہوتے تھے۔اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا مومن یا کافر۔(کیونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا' اب کسی کے دل کا حال کیسے معلوم ہو؟)

قادیانیوں کا حکم

قادیانی زندیق ہیں۔ وہ اپنے کفر خالص یعنی قادیانیت کو عین اسلام کہتے ہیں اور دین محمدی ﷺ جو عین اسلام ہے۔ اسے عین کفر کہتے ہیں۔ قادیانیوں کی سو نسلیں بھی بدل جائیں۔ تب بھی ان کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا۔ ان کا عام کافر کا حکم نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ان کا یہ جرم یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا۔ ان کی آئندہ نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ الغرض قادیانی جتنے بھی ہیں۔ خواہ وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں یعنی قادیانی اور زندیق بنے ہوں۔ یا ان کے بقول پیدائشی قادیانی ہوں۔ قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفر ان کو ورثے میں ملا ہو۔ ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔ یعنی مرتد اور زندیق کا۔ کیونکہ ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں۔ بلکہ ان کا جرم یہ ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں اور اپنے کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہو یا پیدائشی قادیانی ہو۔ اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیجئے کہ بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔ (تفصیل کے لئے'' کافر کون؟ مسلمان کون؟'' رسالہ از حضرت کاندھلویؒ مندرجہ احتساب قادیانیت جلد دوم ملاحظہ ہو)

مسلمانوں کی باہم تکفیر بازی

قادیانی اپنے کفر بواح سے توجہ ہٹانے کے لئے مغالطہ دیتے ہیں کہ جو علماء ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا ان کے فتوؤں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ اس مغالطے کے جواب کے لئے درجہ ذیل امور ملاحظہ ہوں:

ا...... علماء کا کام کافر بنانا نہیں کافر بتانا ہے۔ باقی غیر محتاط حضرات کے فتویٰ کے بارے میں عرض ہے کہ امت کے باہمی تکفیر کے یہ تمام فتویٰ اپنے اپنے مکاتب فکر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتے۔ اس کے بجائے ہر مسلمان مکتب فکر میں محقق اور اعتدال پسند علماء نے ہمیشہ اس بے احتیاطی اور عجلت پسندی سے شدید اختلاف کیا ہے۔ جو اس قسم کے فتووں میں روا رکھی گئی ہے۔ لہٰذا معدودے چند متشددین، عجلت پسند اور وغیر محتاط افراد کے چند فتاویٰ کو پیش کر کے یہ تاثر دینا بالکل غلط، بے بنیاد اور گمراہ کن ہے کہ یہ سارے مکاتب فکر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس کے بجائے حقیقت یہ ہے کہ ہر مکتب فکر میں ایک ایسا عنصر رہا ہے۔ جس نے دوسرے مکتب فکر کی مخالفت میں اتنا تشدد روا رکھا ہے کہ وہ تکفیر کی حد تک پہنچ جائے۔ لیکن اسی مکتب فکر میں بڑی تعداد ایسے علماء کرام کی رہی ہے۔ جنہوں نے ان اختلافات کو ہمیشہ اپنی حدود میں رکھا اور ان حدود سے نہ صرف یہ کہ تجاوز نہیں کیا۔ بلکہ اس کی مذمت کی ہے اور عملاً یہی محتاط اور اعتدال پسند عنصر غالب رہا ہے۔

۲...... مسلمان مکاتب فکر کا باہمی اختلاف واقعات کا اختلاف ہے۔ قانون کا اختلاف نہیں۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب کبھی مسلمانوں کا کوئی مشترکہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو ان تمام مکاتب فکر کے مل بیٹھنے میں ان چند متشددین کے باہمی نزاعی فتوے کبھی رکاوٹ نہیں بنے۔ ان مسلمان فرقوں کی باہمی فرقہ بندیوں کا پروپیگنڈہ دنیا بھر میں گلا پھاڑ پھاڑ کر کیا گیا ہے اور ان کے اختلافات کا شور مچا مچا کر قادیانیوں جیسے باطل طبقات نے اپنے کفریہ، باطل نظریات کی دکانیں چمکائی ہیں۔ ورنہ یہی وہ مسلمان فرقے تھے۔

ا...... جو ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی دستوری بنیاد طے کرنے کے لئے جمع ہوئے تو کسی ادنی اختلاف کے بغیر اسلامی دستور کے اساسی اصول طے کر کے اٹھے۔ جن کو ’’بائیس نکات‘‘ کہا جاتا ہے۔

ب...... ۱۹۵۲ء میں پاکستان کے مجوزہ دستور میں متعین اسلامی ترجیحات طے کرنے کا مرحلہ آیا تو انہوں نے اکٹھے ہو کر متفقہ سفارشات پیش کیں۔ جبکہ یہ کام پہلے سے زیادہ غیر متوقع سمجھا جاتا تھا۔

ج...... ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں انہی تمام مکاتب نے متفقہ مؤقف اختیار کیا۔

د...... ۱۹۷۲ء میں دستور پاکستان (جو ۱۹۷۳ء میں نافذ ہوا) میں اسلامی شقوں کو درج کرانے کے لئے یہ تمام مکاتب فکر اکٹھے ہوئے۔

ہ...... ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں یہ تمام مکاتب فکر یک جان و یک زبان متفق و متحد نظر آتے ہیں۔ اس طرز عمل پر غور کرنے سے چند باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں۔

اوّل...... یہ کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے ان متشددین کی انفرادی رائے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں۔ ورنہ یہ مکاتب فکر کبھی بحیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔

دوم...... یہ کہ ہر مکتب فکر میں غالب عنصر وہی ہے۔ جو ان اختلافات کو اپنے دائرے میں رکھتا ہے اور آپس کے اختلافات کو تکفیر کا ذریعہ نہیں بناتا۔ ورنہ اس قسم کے تمام مکاتب فکر کے باہمی اجتماعات کو قبول عام حاصل نہ ہوتا۔

سوم...... یہ کہ اسلام کے وہ بنیادی عقائد جو واقعتاً کفر و ایمان میں حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں یہ سب لوگ متفق ہیں۔

۳...... اگر کچھ حضرات نے تکفیر کے سلسلہ میں غلو اور تشدد کی روش اختیار کی تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا؟ اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی کسی کو کافر کہیں تو وہ کافر نہیں ہوگا؟

کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علاج کر کے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ اور کیا ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے کبھی غلطی نہیں ہو جاتی؟ لیکن کیا کبھی کوئی انسان بشرطیکہ وہ عقل سے بالکل ہی معذور نہ ہو۔ یہ کہہ سکتا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی سزا کے طور پر ڈاکٹروں کے طبقے کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہونی چاہئے؟ کیا عدالتوں کے فیصلوں میں ججوں سے غلطیاں نہیں ہوتیں؟ لیکن کیا

کبھی کسی نے سوچا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی وجہ سے عدالتوں کو تالے لگا دیئے جائیں یا ججوں کا فیصلہ ہی نہ مانا جائے؟ کیا مکانات اور سڑکوں کی تعمیرات میں انجینئرز غلطی نہیں کرتے؟ لیکن کبھی کسی ذی ہوش نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان غلطیوں کی بنا پر تعمیر کا ٹھیکہ انجینئروں کی بجائے گورکنوں کو دے دیا جائے؟ پھر یہ کہ اگر چند جزوی نوعیت کے فتوؤں میں بے احتیاطیاں ہوئیں۔ تو اس کا یہ مطلب کہاں سے نکل آیا کہ اب اسلام و کفر کے فیصلے قرآن وسنت کی بجائے مرزائی تحریفات کی بنیاد پر کرنے چاہئیں۔ علامہ اقبال نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے کیا۔ خوب بات کہی کہ: ''مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں۔ اگرچہ وہ دوسرے پر الحاد کے فتوے ہی دیتے ہوں۔'' (حرف اقبال ص۱۲۷)

سوال۳...... قادیانیوں کی وجوہ تکفیر کون کون سی ہیں؟ کیا قادیانی اہل قبلہ شمار ہوتے ہیں۔ نیز بتائیں کہ قادیانی اور دوسرے کافروں میں کیا فرق ہے؟ قادیانیوں کا حکم کیا ہے؟ قادیانی اگر مسجد بنائیں یا مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ دفن کریں تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب......

قادیانیوں کی وجوہ تکفیر

شہرۂ آفاق مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے چھ وجوہ کفر متعین فرمائے تھے:

۱...... ختم نبوت کا انکار۔

۲...... دعویٰ نبوت اور اس کی تصریح کہ ایسی ہی نبوت مراد ہے۔ جیسے پہلے انبیاء کی تھی۔

۳...... ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

۴...... عیسیٰ علیہ السلام کی توہین۔

۵...... آنحضرت ﷺ کی توہین۔

۶...... عام امت محمدیہ کی تکفیر۔ (روئیداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ج۱ ص۴۱۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تحریرات کفر کا ڈھیر ہیں۔ جس میں ہزاروں کفر موجود

ہیں۔اس کی ایک ایک عبارت مرقع کفر ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ:''مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب (مرزا) کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ (احتساب قادیانیت ج۲ص۱۱)

اب ہم ذیل میں حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف سے متعین کردہ وجوہ کفر و ارتداد قادیانیت پر مختصراً دلائل عرض کرتے ہیں۔

۱......ختم نبوت کا انکار

آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت قرآن کریم کی نصوص قطعیہ،احادیث کے تواتر اور امت کے اجماع سے ثابت ہے۔آنحضرت ﷺ کے بعد مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا انکار ختم نبوت کی صریح دلیل ہے۔جبکہ ختم نبوت کا منکر قطعی کافر ہے۔اس سلسلہ میں ایک حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے:''وکونہٖ ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الکتاب وصدعت بهٖ السنة، واجمعت علیه الامت فیکفر مدعی خلافه و یقتل ان اصر''

(روح المعانی ج۸ص۳۹،زیر آیت خاتم النبیین)

ترجمہ:''آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے پر کتاب اللہ ناطق ہے اور احادیث نے کھول کر سنا دیا اور اس پر امت کا اجماع ہے۔پس اس کے خلاف جو دعویٰ کرے۔کافر ہو جائے گا اور اگر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔''

۲......مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

۱...... ''سچا خدا وہی خدا ہے۔جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱،خزائن ج۱۸ص۲۳۱)

۲...... ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔'' (ملفوظات ج۱۰ص۱۲۷)

۳...... ''صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۵۰،خزائن ج۲۲ص۱۵۴)

۴...... ''قل یا ایھاالناس انی رسول اللّٰه الیکم جمیعا''

(تذکرہ ص۳۵۲،مجموعہ الہامات مرزا)

۵...... ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً کما ارسلنا الی فرعون رسولا''

(مجموعہ الہامات مرزا،تذکرہ ص۶۱۰)

۳......ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح قرار دینا

ا...... ’’میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۲۰، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

۲......

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطاء
ہمچوں قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمین است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک و وحید
و آن یقین کلیم بر تورات
آن یقین ہائے سید سادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

ترجمہ: ’’جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے، خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے۔ جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کو تورات پر اور حضور اکرم ﷺ کو قرآن مجید پر تھا۔ میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں۔ جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۳...... ’’تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

یہاں پر مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر صرف تین حوالوں پر اکتفا کیا گیا ہے اور تیسرے حوالہ میں مرزا قادیانی نہ صرف اپنی وحی کو قرآن کی سطح پر لایا ہے۔ بلکہ اس نے احادیث کی بھی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔

۴......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

۱...... ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

۲...... ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں۔ وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں۔ وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ ص۱۵۲)

۳...... ’’اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں۔ وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔‘‘ (کشتی نوح ص۵۶، خزائن ج۱۹ ص۶۰)

۴...... ’’خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں۔ وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کردیں، اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۵، خزائن ج۲۱ ص۱۱۱)

آخری حوالہ میں عبارت کے اس حصہ پر بھی توجہ فرمائیں کہ: ’’خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا‘‘ کیا نعوذ باللہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ خدا تعالیٰ کی کتاب تھی؟ ایسا کہنا بذات خود مستقل کفر ہے۔

۵......آنحضرت ﷺ کی توہین

مرزا نے اپنی تصنیفات میں تقریباً تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین وتنقیص

کی ہے۔ذیل میں آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخیوں اور توہین پر مشتمل مرزا کے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

۱...... ’’میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت:’’وآخرین منهم لما یلحقوابهم ‘‘بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام ’’محمد‘‘اور’’احمد‘‘ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸،خزائن ج۱۸ص۲۱۲)

۲...... ’’اس نبی کریم (ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چانداور سورج دونوں کا۔اب کیا تو انکار کرے گا۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۷۱،خزائن ج۱۹ص۱۸۳)

۳...... ’’مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ہے۔سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہوکر میں (مرزا) ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر۴ص۱۴،خزائن ج۱۷ص۴۴۵،۴۴۶)

۴...... ’’اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم ﷺ کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا۔یہاں تک کہ میرا (مرزا) وجود اس (آنحضرت ﷺ) کا وجود ہو گیا۔پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیرالمرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی: آخرین منهم کے لفظ کے بھی ہیں۔جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے۔اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱،خزائن ج۱۶ص۲۵۸،۲۵۹)

۵...... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے۔چنانچہ وہ لکھتا ہے:’’محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار ‘‘ اس وحی میں میرا (مرزا) کا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۴،خزائن ج۱۸ص۲۰۷)

۶......امت محمدیہ کی تکفیر

۱...... ’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت

پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۷)

۲...... "کفر دو قسم پر ہے۔ اول یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوم یہ کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے، اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

اسی طرح مرزا محمود اور مرزا بشیر احمد غلام احمد قادیانی کے نہ ماننے والوں کے بارے میں لکھتا ہے:

۳...... "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

۴...... "ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے۔ پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قادیانی اور اہل قبلہ

اہل قبلہ کا لفظ اصطلاح میں اہل ایمان کے لئے بولا جاتا ہے، اور شریعت میں اہل قبلہ وہی لوگ کہلاتے ہیں جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم اہل قبلہ کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ کسی موجب کفر قول یا فعل کا ارتکاب نہ کریں۔ جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہوں۔ مثلاً ختم نبوت کے منکر ہوں۔ آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو سچا مانتے ہوں۔ وہ شریعت میں اہل قبلہ نہیں۔ اہل قبلہ کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ جو شخص فقط قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہو۔ وہ اہل قبلہ ہے۔ چاہے وہ کسی قطعی حکم کا منکر بھی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز تو مسیلمہ کذاب بھی پڑھتا تھا۔ لہٰذا اہل قبلہ وہ کہلائیں گے جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہوں۔ وہ اہل قبلہ ہیں۔

قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق

جولوگ دین اسلام کے منکر ہیں۔وہ کافر ہیں۔جیسے عیسائی، یہودی۔لیکن عیسائیوں، یہودیوں اور قادیانیوں کے کفر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔موجودہ عیسائی خود جھوٹے ہیں۔مگر ان کے نبی، عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں۔موجودہ یہودی خود جھوٹے ہیں۔مگران کے نبی، موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں۔قادیانی خود بھی جھوٹے ہیں۔ان کا نبی بھی جھوٹا تھا۔اسلام سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کے وجود کو بطور اہل کتاب یا ذمی کے تسلیم کرتا ہے۔اسلام نہ جھوٹے نبی کو قبول کرتا ہے اور نہ اس کے پیروکاروں کو۔جھوٹے نبی کے پیروکاروں کا وہی حکم ہے جو صدیق اکبرؓ نے یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کے لئے تجویز فرمایا تھا۔عام کافروں پر قادیانیوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔اس لئے کہ قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کا وجود اسلام کو قبول نہیں ہے۔(تفصیل کے لئے ’’قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق‘‘ مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اوّل از حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا مطالعہ کریں)

قادیانی عبادت گاہ

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔منافقین نے عہد نبوت میں مسجد کے نام پر ایک اڈہ قائم کیا تھا۔جسے اسلام نے مسجد ضرار قرار دیا۔آنحضرت ﷺ نے اس کے انہدام واحراق کا حکم دیا تھا۔جب اسلام نے منافقین کی عبادت گاہ کو مسجد تسلیم نہیں کیا تو قادیانی زندیقوں کی عبادت گاہوں کو کیسے مسجد تسلیم کیا جاسکتا ہے؟۔نہ ان کی اذان کو شرعاً اذان قرار دیا جاسکتا ہے۔(تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ ’’قادیانی اور تعمیر مسجد‘‘ مؤلفہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول)

مسلم قبرستان میں قادیانی مردوں کی تدفین کا حکم

جس طرح کسی ہندو، یہودی، عیسائی، چوڑھے چمار کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا شرعاً جائز نہیں۔اسی طرح کسی قادیانی مردہ کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔اگر وہ چوری چھپے دفن کردیں تو اسے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال باہر کرنا ضروری ہے۔(تفصیل کے لئے دیکھئے ’’قادیانی مردہ‘‘ تحفہ قادیانیت جلد اول)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے احکام لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

کفر کے دنیوی احکام

۱...... ایمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ کفر اور کافروں سے تبری اور بیزاری ہو۔یعنی کافروں کو خدا کا دشمن سمجھے اور کوئی دوستانہ تعلق ان سے نہ رکھے۔کافروں سے موالات یعنی دوستانہ تعلقات کی ممانعت اور حرمت صراحتاً مذکور ہے اور علماء نے کافروں سے ترک موالات پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔

۲...... کافروں کو بچی دینا حرام ہے۔اہل کتاب کے علاوہ کافروں سے بچی لینا حرام ہے۔

۳...... کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں۔

۴...... کافر کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یا اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:''ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللّٰہ ورسولہ وما توا وھم فاسقون''

ترجمہ:''اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی۔اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان۔''

۵...... مسلمان کے جنازہ میں کافر کو شرکت کی اجازت نہیں۔وہ وقت طلب رحمت کا ہے اور کافر سے لعنت آتی ہے۔

۶...... مردہ کافروں کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔اگرچہ قریبی رشتہ دار ہوں۔چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:''ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ''

ترجمہ:''لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے۔''

۷...... کافر کا ذبیحہ اور شکار مسلمان کے لئے حلال نہیں۔

۸...... کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

۹...... جو کافر دارالاسلام میں مسلمانوں کی رعایا ہوں۔ان کو فوج میں بھرتی کر کے جہاد میں ساتھ لے جانا جائز نہیں۔

۱۰...... جو کافر اسلامی حکومت میں رہتے ہوں۔ان سے جزیہ لیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان ہے: ''لا اکرمهم اذا اهانهم الله ولا اعزهم اذا اذلهم الله ولا ادنيهم اذا اقصاهم اللہ تعالیٰ'' (اقتضاء الصراط المستقیم)

ترجمہ:''فاروق اعظمؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان لوگوں کا ہرگز اعزاز اور اکرام نہ کروں گا جن کو خدا نے ذلیل اور حقیر قرار دیا۔ان لوگوں کی ہرگز عزت نہ کروں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ہرگز اپنے قریب جگہ نہ دوں گا۔جن کو اللہ تعالیٰ نے دور رکھنے کا حکم دیا۔'' (''مسلمان اور کافر'' مؤلفہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ص ۴۲۹، ۴۳۱ ملخص احتساب قادیانیت ج ۲)

سوال۴......خصوصیات اوصاف نبوت کیا کیا ہیں؟ مرزا قادیانی کی زندگی اور اوصاف نبوت میں تضاد کو واضح کریں؟ نیز ان اوصاف کا مرزا قادیانی کی زندگی سے موازنہ کریں اور ثابت کریں کہ مرزا قادیانی میں ان اوصاف میں سے کسی بھی وصف کی کوئی ادنیٰ جھلک بھی نہ پائی جاتی تھی؟

جواب......حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بہت سی خصوصیات واوصاف سے نوازتے ہیں۔جن میں سے چند ایک کو ذکر کر کے ہم موازنہ پیش کرتے ہیں:

۱...... نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل العقل ہو۔ بلکہ اکمل العقل ہو۔تا کہ وحی الٰہی کے سمجھنے میں غلطی نہ کرے۔وہ عقل وفہم میں اس درجہ بلند ہو کہ اس زمانہ میں کوئی اس کی نظیر نہ ہو۔ناممکن ہے کہ کسی امتی کی عقل کسی نبی کے عقل سے بڑھ کر ہو۔عقل اور دانائی میں نبی اتنا برتر و بالاتر ہوتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے عاقل کی عقل اس کے ہم پلہ اور پاسنگ نہیں ہوسکتی۔جبکہ مرزا قادیانی ''دائیں اور بائیں'' جوتے کی تمیز نہیں کرسکتا تھا۔ (سیرت المہدی ج ۱ ص ۶۷ روایت ۸۳)

۲...... نبوت کا دوسرا وصف یہ ہے کہ اس کا حافظہ صحیح اور درست ہو۔نہ صرف یہ بلکہ کامل الحفظ اور اکمل الحفظ ہو۔جبکہ مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ ''مجھے مراق ہے۔''

(ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

نیز یہ کہ اس نے اپنے ایک مرید کو خط لکھا کہ:''میرا حافظہ بہت خراب ہے۔اگر کئی دفعہ کسی سے ملاقات ہو تو تب بھی بھول جاتا ہوں۔حافظہ کی یہ ابتری (یعنی بدترین حالت) ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔'' (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۱۳)

۳...... نبوت کا تیسرا وصف یہ ہے کہ نبی ایسا کامل اور اکمل العلم ہو کہ امت کے حیطۂ ادراک سے بالا اور برتر ہو۔ مرزا کے علم کا یہ عالم تھا کہ: ’’وہ ماہ صفر کو اسلام کا چوتھا مہینہ قرار دیتا ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص۴۲، خزائن ج۱۵ ص۲۱۸)

۴...... نبوت کا چوتھا وصف یہ ہے کہ وہ عصمت کاملہ و مستقرہ رکھتا ہو۔ مرزا قادیانی کے متعلق خود اس کے مریدوں کا اقرار ہے کہ: ’’وہ کبھی کبھی زنا کرلیا کرتا تھا۔‘‘

(خطبہ مرزا محمود، مندرجہ اخبار الفضل ۳۱؍اگست ۱۹۳۸ء)

مرزا قادیانی ’’غیر محرم عورتوں سے پاؤں دبوایا کرتا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی ج۳ ص۲۱۰، روایت ۷۸۰)

۵...... نبوت کا پانچواں وصف یہ ہے کہ نبی صادق اور امین ہو۔ جبکہ مرزا قادیانی پرلے درجے کا کذاب اور بددیانت تھا۔ اس نے پچاس کتابیں لکھنے کا وعدہ کیا۔ پچاس کی رقم لی۔ پانچ کتابیں لکھ کر اعلان کر دیا کہ: ’’پانچ سے پچاس کا وعدہ پورا ہوا۔ اس لئے کہ پچاس میں اور پانچ میں ایک نقطہ کا فرق ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷، خزائن ج۲۱ ص۹)

چنانچہ مرزا نے جھوٹ بولا اور بددیانتی سے لوگوں کا مال کھایا۔ ان کی دروغ گوئی کا نمونہ ملاحظہ ہو:

مرزا قادیانی کی دروغ گوئی کا نمونہ

یہ بات ذہن میں رہے کہ ’’راست بازی‘‘ نبی کے لئے وصفِ لازم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے جو قریش مکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ وہ بھی آپ ﷺ کے سچ بولنے (صدق وامانت) کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ’’ما جربنا علیہ الا صدقاً‘‘ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’فانہم لا یکذبونك و لکن الظلمین بایات اللہ یجحدون‘‘ مگر مرزا قادیانی کا یہ حال ہے کہ متعدد جگہ وہ اپنے بارے میں وحی نقل کرتے ہیں کہ:

’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ‘‘

(اربعین نمبر۲ ص۳۷، خزائن ج۱۷ ص۳۸۵، اربعین نمبر۳ ص۳۶، خزائن ج۱۷ ص۴۲۶)

اس کے باوجود وہ عرب کے نامور دروغ گو۔ ابوالحسین کذاب کو مات دے جاتے ہیں۔ ان کی کذب بیانی اور دروغ گوئی کا نمونہ ملاحظہ ہو:

۱...... ’’ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں

جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔''

(اربعین نمبر۳ ص ۱۷، خزائن ج۱۷ ص ۴۰۴)

بتایئے یہ پیش گوئیاں قرآن مجید میں کہاں ہیں؟ اور حدیث کی کون سی کتاب میں ہیں؟ مرزا قادیانی نے تین سطروں میں پانچ جھوٹ بول دیئے۔

۲...... یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔'' (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج۱۹ ص ۵)

۳...... ''وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی کہ: ''هذا خليفة الله المهدى ''اب سوچو کہ یہ حدیث کس مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو ''اصح الكتب بعد كتاب الله'' ہے۔''

(شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج۶ ص ۳۳۷)

بخاری شریف کا جو نسخہ ہندو پاک میں رائج ہے۔ وہ ۱۱۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ کوئی ہمیں بتائے کہ بخاری شریف کے کون سے صفحہ پر اور کس عنوان کے تحت یہ حدیث درج ہے؟

۴...... ''صحیح بخاری یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔'' (کشتی نوح ص ۶۰، خزائن ج۱۹ ص ۶۵)

جی کون سا صفحہ؟ کون سا باب؟

۵...... ''میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت (یعنی مسیح موعود کی آمد کے وقت) آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی۔'' (دافع البلاء ص ۳۴)

توریت اور انجیل تو دور کی بات ہے۔ قرآن پاک مسلمانوں کے گھر گھر میں موجود ہے۔ چلیئے اس میں کوئی دکھادے کہ یہ خبر کس جگہ موجود ہے؟

۶...... نبوت کا چھٹا وصف یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی اس کا وارث نہ ہو۔ حدیث متواتر سے ثابت ہے: ''لا نورث ماتركنا فهو صدقة'' (بخاری ج۱ ص ۵۲۶)

نوٹ......حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کو گیارہ بار اپنی صحیح میں ذکر فرمایا ہے۔ مزید تفصیلی حوالہ جات کی فہرست کے لئے (موسوعہ اطراف الحدیث ج ۷ ص ۲۹۱) دیکھئے بیسیوں حدیث کی کتب میں یہ روایت موجود ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۰۲) پر نحن معشر الانبیاء لانورث ماترکناہ فھو صدقۃ ہے جبکہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنے رسالہ شرائط نبوت ص ۱۴ پر نحن معشر الانبیاء لا نرث ولانورث ماترکنا فھو صدقۃ روایت نقل کرکے اسے متواترات میں شمار کیا ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی نہ صرف اپنے آباؤ اجداد کی جائیداد کے حصول کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمے لڑتا رہا، اور مرزا کی اولاد اس کی جائیدا کی وارث بھی ہوئی۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے رئیس قادیان)

۷...... نبوت کی ایک شرط زہد ہے۔ یعنی دنیا کی شہوات ولذات سے بے تعلقی۔ نبوت کا مقصد بندوں کو خدا تک پہنچانا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو خود لذات پرست ہو وہ دنیا کو خدا پرست کیسے بنا سکتا ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی ''کنجریوں کے مال پر بھی ہاتھ صاف کرنے کے لئے مستعد نظر آتا ہے۔''

(سیرت المہدی ص ۲۶۱ ج ۱ روایت ۲۷۲)

اور اس نے اسے استعمال میں لانے کے لئے دلیل بھی گھڑ لی۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۶۰۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اسی طرح مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ کے نام پر مردہ فروشی کی تجارت کو فروغ دیا جو آج بھی قادیانی جماعت کی عقل وخرد پر ماتم کررہی ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کھاؤ پیو تھا۔ چنانچہ اس کی خوراک کیا تھی؟ اس پر ایک حوالہ ملاحظہ ہو:

''سالم مرغ کا کباب، گوشت مونگرے، گوشت کی بھنی ہوئی بوٹیاں، سوپ، میٹھے چاول'' اور پتہ نہیں کیا کیا کھاتا تھا۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۸۲۱۸۱ روایت نمبر ۱۶۷)

جبکہ مرزا قادیانی کا ایک الہامی نسخہ زدجام عشق ہے جس میں ''زعفران، مشک اور افیون بھی پڑتا تھا۔''

(سیرت المہدی ص ۵۱ ج ۳ روایت ۵۶۹)

مرزا قادیانی ''شراب اپنے مریدوں سے منگوایا کرتا تھا'' ملاحظہ ہو ''خطوط امام بنام غلام'' (ص ۵ کالم ۱) مرزا ''مشک اور عنبر استعمال کیا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۷ روایت ۴۴۴)

۸...... نبوت کا ایک وصف یہ ہے کہ نبی حسب ونسب کے اعتبار سے اعلیٰ و برتر ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی مغل بچہ تھا، اور اس کا خاندان انگریز کا ٹوڈی خاندان تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (انگریز) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب نے رئیسان پنجاب میں کیا ہے، اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگ آزادی) کے وقت سرکار انگریز کی امداد میں دیئے تھے۔''

(کتاب البریہ ص۴، خزائن ص۴ ج۱۳)

۹...... نبی مرد ہوتا ہے۔ جیسا کہ نص قرآنی ہے: ''وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیھم'' جبکہ مرزا قادیانی کو ''مریم ہونے کا اور حاملہ ہونے کا دعویٰ بھی تھا۔

(کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

۱۰...... نبی خلق عظیم کا مظہر اتم ہوتا ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی ماں بہن کی گالیوں سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

الف...... ''جو شخص میری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار اسلام ص۳۰، خزائن ص۳۱ ج۹)

ب...... ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔'' (نجم الہدیٰ ص۵۳، خزائن ص۵۳ ج۱۴)

نیز یہ کہ الف سے یا تک کوئی ایسی گالی نہیں جو مرزا قادیانی نے نہ بکی ہو۔ لکھنؤ کی بھٹیارن سے بھی زیادہ بدزبان اور بداخلاق تھا۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے مغلظات مرزا مؤلفہ مولانا نور محمد خانؒ)

سوال۵...... دلائل سے ثابت کریں کہ مرزا انگریز کا ایجنٹ تھا اور انگریز نے اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لئے اس کو مذہب کا لبادہ اوڑھایا۔ واضح ہو کہ انگریز مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے خائف تھا اور چاہتا تھا کہ مسلمانوں سے یہ جذبہ ختم ہوجائے۔ آپ واضح کریں کہ مرزا نے انگریز کی خواہش کی تکمیل کس طرح کی؟

جواب......مرزا قادیانی جدی طور پر انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔ انگریز نے جب متحدہ ہندوستان پر قبضہ کیا تو اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے اور مسلمانوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمات حاصل کیں۔ مرزا قادیانی کی تحریرات سے ہمارے مؤقف کی صداقت ملاحظہ ہو:

۱...... ”یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار (انگریز گورنمنٹ) ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے...... اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت جزم اور احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے...... ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔“ (کتاب البریہ ص ۳۵۰، خزائن ص ۳۵۰ ج ۱۳)

۲...... ”سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ (انگریزی) نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولتمدار انگریزی کا خیر خواہ ہے...... ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب، میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ص ۹، ۱۰ ج ۳)

۳...... ”میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔“ (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۴...... ”اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا۔“ (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۵...... ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی

اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔''

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ص۱۵۶، ۱۵۵ ج۱۵)

۶...... ''سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی۔ جو درحقیقت ان کی محسن ہے۔ سچی اطاعت اختیار کرنی چاہئے اور وفاداری کے ساتھ اس کی شکر گزاری کرنی چاہئے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے گناہ گار ہوں گے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص۱۱ ج۳)

۷...... ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔...... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔''

(شہادۃ القرآن ص''ج، د'' خزائن ص۳۸۰، ۳۸۱ ج۶)

۸...... ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا، اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔''

(اربعین نمبر۴ ص۱۳ حاشیہ، خزائن ص۴۴۳ ج۱۷)

۹......

اب چھوڑدو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۴۱،۴۲،خزائن ص۷۷،۷۸،ج۱۷)

سوال۶ ......جن الفاظ کی بناء پر مرزا کی تکفیر کی گئی ہے۔اس طرح کے الفاظ بعض اولیاء سے بھی منقول ہیں۔اگر مرزا نے ایسے الفاظ لکھ دیئے تو صرف اسی پر فتویٰ کفر کیوں؟ الغرض قادیانی بعض اولیاء کی جن عبارتوں سے اپنے مؤقف کو ثابت کرتے ہیں۔ان کا شافی جواب تحریر کریں؟

جواب......سب سے پہلی گزارش تو یہ ہے کہ دین کا اصل سرچشمہ کتاب وسنت اور اجماعِ امت ہے۔مرزائیوں نے بہت سے مسائل میں ان کو ٹھکرا دیا ہے۔اب مبہم اور مجمل اقوال سے استدلال کر کے عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔نیز واضح ہو کہ:

۱...... اس ضمن میں مرزائی جو عبارات پیش کرتے ہیں۔وہ عموماً دوقسم کی ہیں: ایک خواب اور دوسرے شطحیات۔

یاد رہے کہ آج تک جس جس شخص نے جو بات خلاف شرع کہی ہے۔وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو جان بوجھ کر اس نے خلاف شرع کہا۔اگر ایسے ہے تو کہنے والا کافر ہے۔چاہے کوئی بھی ہو۔اگر حالت سکر میں کہا ہو۔تو وہ معذور ہے۔مرزا قادیانی کے متعلق قادیانی بتائیں کہ وہ کافر تھا یا معذور؟ ان دونوں حالتوں میں وہ نبوت کے قابل نہیں۔

۲...... بزرگوں کے خوابوں کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں۔بالخصوص عقائد کے باب میں تو صفر کے برابر بھی نہیں۔مرزا قادیانی کے خوابوں کے جواب میں بزرگوں کے خواب پیش کر دینا دیانت کے خلاف ہے۔اس لئے کہ مرزا نبوت کا مدعی تھا اور انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔جبکہ بزرگوں کے خوابوں کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں۔

۳...... اگر کسی شخص نے حالت سکر میں کوئی بات کہی۔جب بعد میں اسے بتایا گیا کہ آپ نے فلاں بات خلاف شرع کہی تو اس نے جواب میں کہا کہ تم نے اس وقت مجھے قتل کیوں

نہ کردیا۔ دیکھو پھر اگر میں کوئی بات خلاف شرع کہوں تو مجھے قتل کردیا جائے۔ بخلاف مرزا کے کہ یہ توان خلاف شرع باتوں کو کتابوں میں شائع کرتا ہے اور بڑی آب وتاب سے ان کی اشاعت کرتا ہے اوران پر فخر ومباہات کرتا ہے۔

۴...... اکثر وبیشتر قادیانی ان عبارتوں کو پیش کرتے ہیں کہ فلاں نے لکھا ہے کہ فلاں بزرگ نے یہ خواب دیکھا۔ جس بزرگ کا نام لیا جارہا ہے۔ وہ کتاب ان کی اپنی کتاب نہیں۔ اورکسی دوسرے کے لکھنے کی ان بزرگوں پر ذمہ داری کیسے؟ جبکہ مرزا کی تمام کفریات اس کی اپنی کتب میں پائی جاتی ہیں۔

۵...... مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے: ’’اقوال سلف وخلف درحقیقت کوئی مستقل حجت نہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۶۹ حصہ دوم خزائن ص۳۸۹ ج۳)

۶...... تصوف میں شطحیات وغیرہ کے متعلق یاد رکھیں کہ ہر علم وفن کا موضوع اور اس کے ماہرین علیحدہ ہوتے ہیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا وظیفہ اوراس کی اصطلاحات علیحدہ ہیں۔ ان علوم میں سب سے دقیق اور پیچیدہ تعبیرات تصوف کی ہیں۔ کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری اعمال کی بجائے ان باطنی تجربات اوران واردات وکیفیات سے ہے جو صوفیاء پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوئیں اور معروف الفاظ کے ذریعہ ان کی تعبیر دشوار ہوتی ہے۔ عقائد وعملی احکام‘ علم تصوف کا موضوع نہیں۔ اس لئے بعض صوفیاء کی کوئی بات از قسم شطحیات عقائد واعمال میں کوئی حجت نہیں۔ الحمدللہ! محقق صوفیاء کرام جیسے ہمارے حضرات اکابر ہیں۔ ان کا کلام اس قسم کے امور سے خالی ہوتا ہے۔ تاہم اس موضوع پر مولانا لال حسین اختر کا رسالہ ’’ختم نبوت اور بزرگانِ امت‘‘ مندرجہ ’’احتساب قادیانیت‘‘ جلد اوّل ملاحظہ فرمائیں۔

سوال ۷...... نبی جب کوئی پیش گوئی کرتے ہیں تو اللہ پاک اس کو ضرور پورا فرماتے ہیں۔ مگر مرزا کی ایک پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ کم ازکم تین مثالیں دیں؟

جواب...... مرزا کی زبانی پیش گوئیوں کی نسبت معیار صداقت ہونا ملاحظہ ہو: ’’اگر ثابت ہوجائے کہ میری سو پیش گوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۲۵ حاشیہ خزائن ج۱۷ ص۴۶۱)

''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔'' (کشتی نوح ص۵،خزائن ج۱۹ص۵)

پہلی پیش گوئی مرزا کی موت سے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ: ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (تذکرہ ص۵۹۱طبع سوم)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ، مدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی، اور خود اپنی پیش گوئی کے بموجب ذلیل ورسوا ہوا اور جھوٹا قرار پایا۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کا غلط ہونا ملاحظہ فرمائیں:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔'' (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۱۹روایت نمبر۶۷۲)

اسی طرح (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۱۱روایت نمبر۱۲) میں لکھا ہے کہ مرزا کی موت لاہور میں قے اور اسہال کی حالت میں دستوں والی جگہ ہوئی...... لہٰذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا کی پیش گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

دوسری پیش گوئی......زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لڑکے کی پیش گوئی

پیر منظور محمد مرزا قادیانی کا بڑا خاص مرید تھا۔ مرزا کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو مرزا نے ایک پیش گوئی کردی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں: ''پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا۔ بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔'' (حقیقت الوحی حاشیہ،خزائن ص۱۰۳ج۲۲)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی۔ تو مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے۔ لیکن اتفاق سے وہ عورت ہی مرگئی، اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹی نکلی۔ نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا، اور نہ وہ زلزلہ آیا، اور مرزا ذلیل ورسوا ہوا۔

تیسری پیش گوئی......ریل گاڑی کا تین سال میں چلنا

امام مہدی اور مسیح موعود کی علامات اور نشانیاں بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے ایک نشانی یہ بیان کی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تین سال کے اندر ریل گاڑی چل جائے گی۔عبارت ملاحظہ فرمائیں:''یہ پیش گوئی اب خاص طور پر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہوجائے گی۔کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہوکر مدینہ آئے گی وہی مکہ معظّمہ میں آئے گی۔اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سالوں تک یہ کام تمام ہوجائے گا۔تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں۔یک دفعہ بے کار ہوجائیں گے اور ایک عظیم انقلاب عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہورہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ مکرمہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہوجائے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۳،خزائن ص۱۹۵ج۱۷)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا ریل گاڑی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چل گئی ہے؟۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا یہ پیش گوئی جھوٹی ہوکر مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت ورسوائی کا باعث ہوئی یا نہیں؟یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل گاڑی چل جانی چاہئے تھی۔۹۲ سال اوپر گزر گئے ہیں۔مگر وہ ریل گاڑی ابھی تک نہ چل سکی۔بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ منورہ تک چلتی تھی۔وہ بھی اس جھوٹے مسیح کی نحوست کی وجہ سے بند ہوگئی۔

چوتھی پیش گوئی......غلام حلیم کی بشارت

مرزا صاحب نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود۔عمر پانے والا،''کأن اللّٰہ نزل من السماء''(گویا خدا آسمان سے اتر آیا)وغیرہ الہامات کا مصداق بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مرگیا۔اس کی وفات کے بعد ہر چہار طرف سے مرزا قادیانی پر ملامتوں کی بوچھاڑ اور اعتراضات کی بارش ہوئی تو انہوں نے پھر سے الہامات گھڑنے شروع کئے۔تاکہ مریدوں کے جلے بھنے کلیجوں کو ٹھنڈک پہنچے۔۱۶؍ستمبر۱۹۰۷ء کو الہام سنایا: ''انا نبشرك بغلام حلیم'' (البشریٰ ص۱۳۴ج۲)

اس کے ایک ماہ بعد پھر الہام سنایا: ’’آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا: ’’انا نبشرك بغلام حليم ‘‘ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔‘‘ ینزل منزل المبارك ‘‘وہ مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔‘‘ (البشریٰ ص۱۳۶ ج۲)

چند دن کے بعد پھر الہام سنایا

’’ساهب لك غلاماً زكيا ۰ رب هب لى ذرية طيبة ۰ انّا نبشرك بغلام اسمه يحيىٰ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔‘‘ (البشریٰ ص۱۳۶ ج۲)

ان الہامات میں ایک پاکیزہ لڑکے مسمی یحییٰ جو مبارک احمد کا شبیہہ اور قائم مقام ہونا تھا۔ کی پیش گوئی مرقوم ہے۔ اس کے بعد مرزا کے گھر کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا۔ اس لئے یہ سب کے سب الہامات افتراء علی اللہ ثابت ہوگئے۔ جبکہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ معجزات کا شرف نصیب فرماتے ہیں۔ جن سے وہ مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں۔ معجزہ خرق عادت ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے مدعی نبوت کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت کام نہیں ہوتا۔ تاکہ حق و باطل میں تلبیس نہ ہو۔ اس لئے بطور خرق عادت مرزا کی کوئی بات یا پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

سوال ۸...... محمدی بیگم کے نکاح کے بارے میں مرزا قادیانی کے متضاد دعوؤں کو واضح کریں؟ نیز واضح کریں کہ نبی کے کلام میں تضاد نہیں ہوتا۔ جبکہ مرزا کا کلام تضادات کا مجموعہ ہے؟ کم از کم تین مثالیں دیں؟

جواب......

محمدی بیگم سے متعلق

محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی۔ مرزا قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی۔ مرزا قادیانی نے اپنی مطلب برآری کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا۔ جب کچھ دن کے بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ

دستخط اسی شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کردو۔ خیریت اسی میں ہے۔ اس کی دھمکی کے الفاظ یہ ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرلے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہش مند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے۔ تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا۔ اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار رہو۔ مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا۔ تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔“ (آئینہ کمالات اسلام درخزائن ج۵ ص۵۷۲،۵۷۳)

ان دھمکیوں وغیرہ کا منفی اثر یہ ہوا کہ مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے صاف انکار کردیا۔ مرزا نے خطوط لکھ کر اشتہار شائع کرواکر، اور پیش گوئیاں کرکے حتی کہ منت سماجت کے ذریعہ ایڑی چوٹی کا زور لگادیا کہ کسی طرح اس کی آرزو پوری ہوجائے۔ لیکن محمدی بیگم کا نکاح ایک دوسرے شخص مرزا سلطان احمد سے ہوگیا اور مرزا قادیانی کے مرتے دم تک بھی محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی۔

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے جو جھوٹی پیش گوئی کی تھی۔ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ”خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے۔ اگر وہ اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہوجائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔“

(اشتہار ۲۰رفروری ۱۸۸۶ء، تبلیغ رسالت ج۱ ص۶۱، مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۲ حاشیہ)

اس پیش گوئی کی مزید تشریح کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے کہا: ”میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔ اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔ دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی سال کے عرصہ تک مرجانا۔ پنجم اس وقت

تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ ص۳۲۵)

اس بارے میں عربی الہام اس طرح ہے: ’’کذبوا بایتنا وکانوا بها یستهزؤن فسیکفیکهم الله ویردها الیك لاتبدیل لکلمت الله ان ربك فعال لما یرید، انت معی وانا معك عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محمودا‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ ص۲۸۶، ۲۸۷)

علاوہ ازیں (انجام آتھم ص۳۱) اور تذکرہ میں متعدد جگہ یہ پیش گوئی مختلف الفاظ میں مذکور ہے اور اللہ کی قدرت کہ ہر اعتبار سے مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ کوئی ایک بھی دعویٰ سچا نہیں ہوا۔ محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال میں تو کیا مرتا مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۴۸ء میں وفات پائی اور خود محمدی بیگم بھی ۱۹۶۶ء تک زندہ رہ کر مرزا قادیانی کے کذاب اور دجال ہونے کا اعلان کرتی رہی اور ۱۹؍نومبر ۱۹۶۶ء کو لاہور میں بحالت اسلام اس کی موت واقع ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیش گوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مرزا کے ذلیل ورسوا اور خائب وخاسر ہونے کا بہترین انتظام فرمادیا۔ آج کوئی بھی صاحب عقل محمدی بیگم کے واقعہ کو دیکھ کر مرزا کے جھوٹے اور اوباش ہونے کا بآسانی یقین کرسکتا ہے۔ فالحمدلله علی ذلك!

مرزا قادیانی کے مریدوں کا موقف

جب مرزا قادیانی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں بمرض ہیضہ آنجہانی ہوگیا اور محمدی بیگم سے نکاح نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ تو قادیانیوں نے جواب گھڑا کہ نکاح جنت میں ہوگا۔ اس پر کہا گیا کہ محمدی بیگم مرزا پر ایمان نہ لائی تھی۔ جبکہ مرزا کا کہنا تھا کہ میرے منکر جہنم میں جائیں گے۔ تو کیا مرزا جہنم میں برأت لے کر جائے گا۔ تو اس پر مرزائیوں نے جواب تیار کیا کہ یہ پیشگوئی متشابہات میں سے ہے۔ غالباً قادیانیوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ پیش گوئی رب کا وہ وعدہ ہوتا ہے۔ جس کا نبی تحدّی سے اعلان کرتا ہے۔ جو ضرور پورا ہوتا ہے۔ مگر (معاذاللہ) مرزا کا خدا بھی مرزا سے جھوٹے وعدے کرتا تھا۔

تضادات مرزا

ایک سچا نبی جو کچھ کہتا ہے۔ وہ وحی الٰہی کے تحت کہتا ہے۔ اس لئے اس کا کلام تضاد بیانی کے عیب سے بالکل پاک ہوتا ہے۔ تضاد بیانی خود اس بات کی دلیل ہے کہ کہنے والا جو کچھ کہہ رہا ہے۔ وہ منجانب اللہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اپنے ذہن کی اختراع اور من گھڑت ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: ''لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً'' اس اصول کے تحت جب ہم مرزا قادیانی کے کلام کو پرکھتے ہیں۔ تو وہ مضحکہ خیز تضادات سے پر نظر آتا ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱...... ''مرزا صاحب سے سوال ہوا کہ آپ نے فتح اسلام میں دعوائے نبوت کیا ہے۔ جواب دیا کہ نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اول ۴۲۱، ۴۲۲، خزائن ص ۳۲۰ ج ۳)

اس کے برخلاف دوسری جگہ کہتا ہے کہ: ''اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ص ۲۰۹ ج ۱۸)

۲...... ''ختم المرسلین کے بعد میں کسی دوسرے مدعی رسالت ونبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوگئی۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۲۳۰ ج ۱)

اس کے برخلاف ملفوظات میں کہتا ہے: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔''

(ملفوظات ص ۱۲۷ ج ۱۰)

۳...... ''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا۔ پھر زندہ ہوگیا۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۷۳، خزائن ص ۳۵۳ ج ۳)

اس کے برخلاف ست بچن میں کہتا ہے: ''اور حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے۔''

(ست بچن حاشیہ ۱۶۴، خزائن ص ۳۰۷ ج ۱۰)

۴...... ’’میں نے صرف مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۱۹۹، خزائن ص ۱۹۷ ج ۳)

اس کے برخلاف دوسری جگہ کہتا ہے کہ: ’’اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔‘‘ (تحفۃ الندوہ ص ۵، خزائن ص ۹۸، ج ۱۹)

۵...... ’’اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے۔‘‘

(تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ص ۴۸۱ ج ۱۵)

اس کے برخلاف ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ: ’’خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز ۶ ص ۲۵۷ ج ۱، مندرجہ حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ص ۱۵۲ ج ۲۲، دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

تضاد بیانی کی ایک اور واضح مثال سنئے۔ مرزا قادیانی اپنی تمام تر توانائیاں اس پر صرف کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام کو فوت شدہ ثابت کریں۔ اب نہ تو کتاب وسنت کی کوئی نص ان کے پاس موجود ہے۔ نہ کوئی قابل وثوق تاریخی، جغرافیائی حوالہ۔ وہ ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں۔ کبھی انہیں کشمیر پہنچا کر وہاں ان کا فوت ہونا اور قبر میں مدفون ہونا بتاتے ہیں۔ چنانچہ ’’ستارۂ قیصریہ‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’دلائل قاطعہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے...... آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا اور سری نگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے۔‘‘

(ستارۂ قیصریہ ص ۱۲، ۱۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۳، ۱۲۴)

’’اور لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے۔‘‘

(اتمام الحجۃ ص ۱۸، خزائن ج ۸ ص ۲۹۶)

پھر اپنی تائید میں مولوی محمد سعید طرابلسی کا ایک عربی خط نقل کیا ہے جس کا ترجمہ مرزا قادیانی نے کیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں: ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدۂ قدس میں موجود ہے۔‘‘ (اتمام الحجہ ص۲۰ حاشیہ خزائن ج۸ ص۲۹۹)

مرزا قادیانی کی یہ تضاد بیانی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں منجانب اللہ نہیں ہوتا۔

سوال۹...... مرزائی ارشاد الٰہی: ’’لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین‘‘ کو کس ضمن میں پیش کرتے ہیں؟ اس کا اصولی طور پر رد کریں؟ نیز مرزائی ’’هلا شققت قلبه‘‘ کو کس ذیل میں پیش کرتے ہیں؟ اسی طرح حضرت ابومحذورہؓ سے اذان کہلانے کا کیا مطلب بیان کرتے ہیں؟ مؤقف واضح طور پر بیان کر کے اس کا شافی رد تحریر کریں؟

جواب...... قادیانی کہتے ہیں کہ: ’’لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین (الحاقه: ٤٤،٤٦)‘‘

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ’’اگر محمد مصطفیٰ (ﷺ) مجھ پر کوئی جھوٹا افتراء باندھتے تو میں ان کی شہ رگ کو کاٹ کر ہلاک کر دیتا۔‘‘

اس سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کیا تھا تو اسے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی جاتی۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نبوت کے بعد ۲۳ سال تک بقید حیات رہے، اور یہ بات آپ کی اس زندگی سے متعلق ہے۔

جواب۱...... اس آیت کا سیاق وسباق دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں ہے۔ بلکہ یہ قضیہ شخصیہ ہے اور صرف حضور اکرم ﷺ کے متعلق یہ بات کہی جا رہی ہے اور یہ بھی اس بناء پر کہ بائبل میں موجود تھا کہ: ’’اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا۔‘‘ چنانچہ درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو: ’’میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تجھ سا...... ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا (مراد محمد عربی ﷺ ہیں) وہ سب ان سے (یعنی اپنے امتیوں سے) کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا

نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔“

(انجیل مقدس عہد نامہ قدیم ص ۱۸۴ کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ تا ۲۱)

جواب ۲...... بالفرض اگر یہ قانون عام بھی تسلیم کرلیا جائے تو یہ قانون سچے نبیوں کے متعلق ہوگا۔ نہ کہ جھوٹے نبیوں کے متعلق۔ کیونکہ جھوٹے نبیوں کو مہلت ملنے سے یہ قانون مانع نہیں۔ فرعون ونمرود، بہاء اللہ ایرانی وغیرہ کو خدائی اور نبوت کے دعویدار ہونے کے باوجود کافی مہلت ملی۔

جواب ۳...... مرزا قادیانی اپنی اس دلیل کی روشنی میں خود جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ مرزا نے نبوت کا دعویٰ ۱۹۰۱ء میں کیا۔ اس کا دعویٰ نبوت اگرچہ محل نزاع ہے۔ کیونکہ اس کے ماننے والے دو جماعتوں میں منقسم ہیں۔ لاہوری گروپ اس کو نبی تسلیم نہیں کرتا۔ گو اس کے خیال میں اس کا اپنا دعویٰ نبوت ہر شک سے بالا ہے۔ اس کے برعکس قادیانی گروپ اس کو نبی تسلیم کرتا ہے۔ اور نبی تسلیم کرنے والے گروپ کی تحقیق یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں ہوگئی تھی۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرزا قادیانی ۲۳ سال پورے کرنے سے پہلے ہی ہیضہ کی موت سے مرکر اپنی اس دلیل کو جھوٹا کر گیا۔

ھلا شققت قلبه کا جواب

”نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت اسامہؓ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ جنگ میں فلاں کافر سے میرا سامنا ہوا۔ جب وہ میری تلوار کی زد میں آیا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ اس کے باوجود میں نے اس کو قتل کردیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”میں تیرے اس فعل سے بری ہوں۔“ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! اس نے تو قتل سے بچنے کے لئے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ھلا شققت قلبه (کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا)“

قادیانی اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لے تو اس کے کلمہ کا اعتبار کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا شخص جس کے تفصیلی حالات معلوم نہ

ہوں۔اگراس کی کوئی ایسی بات ملتی ہو جو کفر کی طرف مشعر ہو تو اس کے معاملہ تکفیر میں احتیاط برتی جائے گی۔چنانچہ اگر کوئی خفیف سے خفیف ایسا احتمال نکلتا ہو جس کی وجہ سے وہ کفر سے بچ سکتا ہو تو اس احتمال کو اختیار کرتے ہوئے اسے کافر نہ کہا جائے گا۔لیکن قادیانیوں کا اس روایت سے استدلال پکڑنا غلط ہے۔اس لئے کہ ان کے کفریہ عقائد سینکڑوں تحریرات میں بعنوانات مختلفہ والفاظ واضحہ موجود ہیں۔پھر یہ شخص خود کفریہ معنی مراد لیتا ہے۔اس کے اپنے کلام میں کفر کی تصریحات موجود ہیں۔اس لئے باجماع فقہاء امت اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا جائے گا۔

حضرت ابومحذورہؓ کی اذان کا جواب

حضرت ابومحذورہؓ ابھی نوعمر تھے اور انہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔یہ کھیل رہے تھے کہ حضرت بلالؓ نے اذان دینی شروع کی تو انہوں نے بھی نقل اتارنی شروع کردی۔اس پر آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور ان سے اذان کے کلمات کہلوائے۔اشھد ان محمد رسول اللہ پر جب وہ پہنچے تو چونکے۔آپ ﷺ نے تلقین کی تو انہوں نے یہ کلمات بھی کہہ دیئے۔ساتھ ہی آپ ﷺ نے ان کے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔جس کے نتیجہ میں رسول اللہ ﷺ کی محبت ان کے رگ وریشہ میں سرایت کرگئی اور وہ صدق دل سے مسلمان ہوگئے۔قادیانی اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ ابومحذورہؓ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے غیر مسلم ہونے کی حالت میں اذان کہی۔چلو ہم قادیانی غیر مسلم ہی سہی۔مگر ہمیں اذان دینے کی تو اجازت دی جائے۔

جواب...... اذان مسلمانوں کا شعار ہے۔غیر مسلم کو اس مسلمانوں کے شعار کے اختیار کرنے کی قطعاً اجازت نہیں۔غیر مسلم بھی اگر اسلامی شعائر کو استعمال کریں تو پھر اسلام بازیچہ اطفال بن جائے گا۔اسلام کی تاریخ میں کبھی نماز کے بلانے کے لئے ایک بار بھی کسی غیر مسلم نے اذان نہیں کہی۔جس دن حضرت ابومحذورہؓ نے حضرت بلالؓ کی نقل اتاری تھی۔اس دن بھی نماز کے لئے اذان حضرت بلالؓ نے دی تھی۔تبھی تو وہ ان کی نقل اتار رہے تھے۔

سوال ۱۰...... ثابت کریں کہ مرزا قادیانی بداخلاق، بدزبان اور بدکردار انسان تھا۔اپنے مخالفین کو گالیاں دیتا تھا۔انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتا تھا۔کم ازکم بیس سطروں پر مضمون تحریر کریں۔

جواب......مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر واقع بستی قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور (انڈیا) میں ہوئی۔ انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور جہاد کو حرام قرار دلوانے کے لئے اپنی اغراض مذمومہ اور خواہشات فاسدہ کے لئے اسے پروان چڑھایا۔ یہ اتنا بداخلاق شخص تھا کہ معمولی معمولی باتوں پر بدزبانی پر اتر آتا تھا۔ اپنے مخالفین کو ولدالحرام، کنجری کی اولاد، کافر، جہنمی کہنا اس کا صبح شام کا مشغلہ تھا۔ جیسا کہ اس نے خود اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

الف...... ”اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“ (انوارالاسلام ص۳۰، خزائن ص۳۱ ج۹)

ب...... ”جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“
(نزول المسیح حاشیہ ص۴، خزائن ص۳۸۲ ج۱۸)

ج...... ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ص۵۴۷، ۵۴۸ ج۵)

د...... ”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔“ (نجم الہدیٰ ص۵۳، خزائن ص۵۳ ج۱۴)

ہ...... ”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی۔ وہ جہنمی ہے۔“ (تذکرہ ص۱۶۸ طبع دوم)

و...... ”خداتعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔“ (تذکرہ ص۶۰۰ طبع دوم)

اس کی بدزبانی صرف عامۃ المسلمین تک کو شامل نہیں۔ بلکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق بھی بدزبانی کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ ملاحظہ ہو:

ز...... ”میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۵، خزائن ص۵۷۳ ج۲۲)

ح...... ’’خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ص ۵۷۵ ج ۲۲)

ط...... ’’پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔‘‘ (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۹، خزائن ص ۹۹ ج ۲۱)

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو اس کی بدزبانی اور بدکلامی نے دنیا بھر کے بدزبانوں کا ریکارڈ توڑ دیا۔ ملاحظہ ہو:

ی...... ’’آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔‘‘ (حاشیہ انجام آتھم ص ۵ خزائن ص ۲۸۹ ج ۱۱)

ک...... ’’نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب ’’طالمود‘‘ سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔‘‘ (حاشیہ انجام آتھم ص ۶ خزائن ص ۲۹۰ ج ۱۱)

ل...... ’’آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ص ۲۹۱ ج ۱۱)

م...... ’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب

تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔'' (کشتی نوح حاشیہ ص ۷۳ خزائن ص ۷۱ ج ۱۹)

ن...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔''

(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸)

س......

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ص ۲۴۰ ج ۱۸)

دیکھئے یہ بدزبانی وہ شخص کررہا ہے جو خود شراب کا رسیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھئے ''خطوط امام بنام غلام'' ص ۵) اور غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں دبواتا تھا۔

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۰ روایت نمبر ۷۸۰)

دوائیوں میں افیون کھاتا تھا۔ جیسا کہ خود اس کے اپنے نام نہاد الہامی نسخہ زد جام عشق (قوت باہ) کے نسخہ کے اجزاء میں افیون بھی شامل ہے۔ (تذکرہ ص ۷۶۱ طبع سوم)

اسی طرح وہ خواب میں بھی ننگی عورتوں کے نظارے کرتا تھا۔ (تذکرہ ص ۱۹۹ طبع سوم)

اسی لئے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کے لاہوری گروپ نے جو اسے بجائے نبی کے ولی اللہ مانتے ہیں۔ اس پر زنا کا الزام لگایا۔

(ملاحظہ ہو الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۰۰، مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء)

ایسے اخلاق و کردار کا آدمی یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں، محمد رسول اللہ ہوں، اس سے بڑھ کر کوئی اور ظلم ہوسکتا ہے؟۔ نہیں! ہرگز نہیں۔ امت میں سے سب سے زیادہ مرزا قادیانی کے کفر کو اگر کسی نے سمجھا ہے تو وہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ مرزا قادیانی فرعون اور ہامان سے بھی بڑا کافر تھا۔ اس فتنہ سے بچنا اور پوری امت کو اس سے بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

برحمتك یا ارحم الراحمین والحمدلله اولاً وآخرا!

ضمیمہ آئینہ قادیانیت!

(مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی زید مجدھم)

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم ۰ اما بعد!

حضور اقدس ﷺ نے اپنے بعد بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت کی پیشین گوئی مختلف احادیث میں بیان فرمائی تھی۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ سے لے کر ماضی قریب تک بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے۔ ان میں سے اکثر تو اپنے متبعین کے ساتھ ایسے نابود ہوئے کہ سوائے تاریخ کے اوراق کے ان کا وجود نہیں۔ البتہ ماضی قریب میں کچھ ایسے مدعیان نبوت پیدا ہوئے کہ ان کے دنیا سے جانے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کی طرح ان کے متبعین کا وجود بھی بعض بعض علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ جس طرح قادیانی کے متبعین سے مسلمانوں کے دین وایمان کو بچانا ضروری ہے۔ اسی طرح ان جھوٹے مدعیان نبوت کی نشان دہی بھی اکابر نے ضروری سمجھی۔ تاکہ ان سے بھی ایمان کی حفاظت کی جاسکے۔

ان میں سے ایک ذکری فرقہ ہے۔ جس کے بانی محمد مہدی اٹکی ہیں جو ۹۷۷ھ کو پیدا ہوئے۔ اس نے پہلے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد میں اجرائے وحی کا بھی دعویٰ کیا اور اس کی غیبت ۱۰۲۹ھ کو ہوئی۔ یہ فرقہ ملا محمد اٹکی کو خاتم النبیین سمجھتا ہے۔ یہ فرقہ قوم بلوچ میں زیادہ پھیلا۔ یہ لوگ تربت (بلوچستان) میں کوہ مراد کا حج کرتے ہیں۔

دوسرا فرقہ بابی ہے جو علی محمد باب کی طرف منسوب ہے۔ علی محمد ۲۰ر اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز کے ایک تاجر خاندان میں پیدا ہوا اور مختلف مراحل سے گزر کر ۹ر جولائی ۱۸۵۰ء کو مرزا تقی خان وزیراعظم ایران کے حکم سے قتل کردیا گیا۔

تیسرا فرقہ بہائیہ ہے جو حسین علی عرف بہاء اللہ کی طرف منسوب ہے۔ اس کی پیدائش ۱۸۱۷ء میں ایران میں ہوئی اور وفات ۸ر مئی ۱۸۹۲ء کو ہوئی۔ اس نے علی محمد باب کی پیش گوئی کے

مطابق اپنے من یظہرہ اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔۱۸۵۳ء میں اس نے اپنے اوپر وحی کا دعویٰ کیا اور پھر دس سال بعد ۱۸۶۳ء میں اپنی ماموریت کا کھلم کھلا اعلان کر دیا۔

بہاء اللہ کی وفات کے بعد اس کے بڑے لڑکے عباس آفندی نے اس تحریک کی باگ ڈور سنبھالی۔اس نے ۲۸رنومبر ۱۹۲۱ء کو وفات پائی تو اس کا نواسہ شوقی آفندی اس کا جانشین بنا۔ اس نے ۴رنومبر ۱۹۵۷ء کو لندن میں وفات پائی تو اس کے بعد ۲۷ آدمی ایادی امر اللہ، کے نام سے جماعت چلانے لگے۔پھر انہوں نے ''بیت العدل'' کے نام سے ۹ آدمیوں کی کمیٹی تیار کی، جو یکے بعد دیگرے ۹ آدمیوں کی تعداد کے ساتھ جماعت کا نظم ونسق چلاتے آرہے ہیں۔اختصار کے ساتھ ان فرقوں کے بعض نظریات قلم بند کئے گئے ہیں۔وفاق العربیہ کے امیر محترم حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کے حکم پر''آئینہ قادیانیت'' کے ضمیمہ کے لئے فقیر کی درخواست پر یہ مضمون حضرت مولانا مفتی محمد انور، رئیس شعبہ دعوت وارشاد خیر المدارس ملتان نے تحریر فرمایا۔ جو پیش خدمت ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائیں اور خود بھی ان سے بچیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔یرحم اللہ عبداً قال آمینا!

فقیر! اللہ وسایا ...... ۱۰ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

عقائد ذکری فرقہ

۱...... ''اللہ الھنا، محمد نبینا القرآن والمھدی امامنا امنا وصدقنا''
(ذکر الٰہی ص۷)

۲...... ''نور پاك نور محمد مھدی رسول اللہ صادق الوعد الامین''
(ذکر الٰہی ص۹)

۳...... ''قدسیوں کا رفیق ہے۔میٹھے باغ کا بلبل ہے۔قرآن کی تاویل کرنے والا ہے۔ آخری نبی ہے اماموں کا سید ہے اور خاتم النبی ہے۔نور محمد مہدی اوّل آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام۔'' (ذکر الٰہی ص۳۸،۳۹)

۴...... ذکریوں کا کلمہ: ''لا الہ الا اللہ نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ ''
لیکن سفرنامہ مہدی ص ۵ میں اس کلمہ میں نور پاک کا لفظ نہیں لکھا۔

(بینات ص ۱۳)

۵...... ''لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ صادق الوعد الامین''

(ذکر وحدت ص ۱۶، ۱۷، نور تجلی ص ۱۱۸، ۱۲۲، ذکر الٰہی ص ۱۰، ۱۱)

۶...... ''لا الہ الا اللہ نور محمد مہدی رسول اللہ صادق الوعد الامین''

(ذکر توحید ص ۴۷)

۷...... ذکری محمد اٹکی کو رسول آخر الزمان خاتم المرسلین مانتے ہیں۔ ''ونعت درشان حضرت سید المرسلین نور محمد مہدی اوّل الآخرین ہادی برگزین رب العالمین''

(سفرنامہ مہدی ص ۳)

۸...... تاویل قرآن: ''تاویل قرآن، نبی تمام، سید امام، مرسل خاتم رفیع الاکرام نور محمد مہدی اوّل آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام۔'' (ذکر الٰہی ص ۳۹، مطبوعہ ۱۹۵۶ء)

۹...... ''توئی خاتم جملہ پیغمبراں، توئی تاجدار ہمہ سروراں، تو بودی پیغمبر بحق الیقین کہ آدم نہاں بود در ماء وطین۔'' (نور تجلی ص ۶۹، ۷۷)

۱۰...... ''امام رسل پیشوائے سبل، ہمہ ہمچو برگ است او ہمچو گل۔''

(نور ہدایت ص ۹۷، نور تجلی ص ۷۶)

۱۱...... ''جس نے اللہ تعالیٰ کی خدائی پر اور میری پیغمبری پر ایمان لایا وہ مجھ سے ہے اور جو الٹے منہ پھرا اور شک کیا وہ کافر ہوگیا۔'' (بینات ص ۱۷، از سیر جہانی قلمی نسخہ ص ۳۸)

۱۲...... قلمی نسخہ سیر جہانی ص ۱۶۸ میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ: ''جو شخص تمام دوسرے پیغمبروں پر ایمان لا کر محمد اٹکی کی پیغمبری کا منکر ہو یا ذکری دین کو غلط سمجھے وہ کافر شمار ہوگا اور دوزخ سے خلاصی نہ پا سکے گا۔'' (بینات ص ۱۸)

۱۳...... ’’محمد مہدی تمام پیغمبروں سے افضل ہیں۔تمام انبیاء کرام پر لازم ہے کہ وہ محمد اٹکی پر ایمان لائیں۔‘‘ (موسیٰ نامہ ص۱۰۰،۱۰۱، بینات ص۲۵،۲۶)

۱۴...... ’’اور ہم کپڑے بالکل پاک پہنتے ہیں اور پلید سے ذکر الٰہی کرنا گناہ سمجھتے ہیں اور جو آدمی ہمارے مذہب میں چالیس دن ذکر الٰہی نہ کرے اس کو کافر یا ناکارہ سمجھتے ہیں۔‘‘ (میں ذکری ہوں ص۳۱)

۱۵...... چنانچہ کوئی ایک ذکری بھی نماز نہیں پڑھتا ہے۔ اگر ان میں کوئی ایک بار بھی نماز پڑھے تو اس کو بددین اور مرتد شمار کرتے ہیں۔ (ذکری مذہب کے عقائد واعمال ص۵۴)

۱۶...... ذکری نماز کی طرح ماہ رمضان کے روزہ کے بھی منکر ہیں۔ (ایضاً ص۵۵)

۱۷...... ذکری زکوٰۃ کا بھی چالیسواں حصہ کی بجائے زکوٰۃ عشر لیا کرتے ہیں۔ (ایضاً ص۵۵)

۱۸...... ذکری لوگوں کے نزدیک حج بیت اللہ منسوخ ہے۔ (ایضاً ص۵۶)

۱۹...... ذکریوں کے نزدیک اللہ کے فرمان حتیٰ یاتی امر اللہ میں امر اللہ سے مراد مہدی ہیں۔

(نور تجلی ص۵، بحوالہ ذکری مذہب کے عقائد واعمال ص۴۹)

عقائد بابی فرقہ

۱...... ’’اے محبوب ذکر اعظم کی مہربانی کی قدر کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔‘‘ (سوانح علی محمد باب ص۹)

۲...... ’’حضرت باب نے نماز، روزہ، شادی، طلاق اور میراث کے بارے میں ان احکام کو قلمزد کیا جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئے تھے...... آپ نے ایسے احکام نازل کئے جو اپنے مختصر عہد کے لئے ضروری تھے۔آپ بیان کرتے ہیں کہ جب من یظہرہ اللہ کا ظہور ہوگا تو وہ مجاز ہوں گے کہ ان کے احکام (شریعت محمدی) کو برقرار رکھیں یا کسی حکم کو یا سب احکام کو تبدیل کر دیں۔‘‘ (ص۹۳،۹۴)

۳...... کتاب البیان میں حضرت باب نے صاف اور واضح طور پر حضرت محمد ﷺ کے وہ احکام قلمزد کر دیئے تھے جو نماز، روزہ، شادی یا طلاق کے بارے میں تھے اور جن پر مسلمان ایک ہزار سال سے عمل کر رہے تھے۔ (سوانح علی محمد باب ص۱۰۶)

۴...... حضرت باب نے نئے دور کا آغاز کیا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے دور سے قطعاً جدا ہے۔ (ص۱۰۶)

۵...... حضرت باب ایک نیا اور مستقل دین لائے ہیں۔ کانفرنس کے دوران ہر دن حضرت بہاءاللہ آیات نازل کرتے جو شرکاء کے سامنے پڑھی جاتیں اور ہر دن اسلام کے کسی ایک قانون کی منسوخی کا اعلان کیا جاتا۔ (ص۱۰۶)

۶...... جناب طاہرہ نے یہ ثابت کیا کہ حضرت باب کا امر، اسلام سے الگ ہے۔ (ص۱۰۷)

۷...... حضرت باب ایک نئے ظہور (نئے دین) کے بانی ہیں اور اسی روحانی سلسلہ کے ایک فرد ہیں۔ جس میں حضرت محمد ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یکے بعد دیگرے شامل ہیں۔ (سوانح حضرت بہاءاللہ ص۱۳)

۸...... حضرت سید باب کے پیغام کو جھٹلانا ایسے ہوگا جیسے اس پیغام کو جھٹلانا جو پیغام حضرت محمد ﷺ، حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر سارے پیغمبروں نے نازل کیا ہے۔ (سوانح حضرت باب ص۱۲۳)

۹...... ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم دوشبانہ روز میں اتنی تعداد میں آیات الٰہی نازل کرنے کے قابل ہیں جو پورے قرآن کے برابر ہوں۔ (ص۱۱۱)

۱۰...... آپ (باب) کے منصب دو طرح کے تھے۔ اوّلاً! شارح رحمانی کہ آپ نے خدا کی قدرت وعلم اور مشیت وارادہ سے شریعت نازل فرمائی اور اس کے ذریعے سنن سابقہ کو منسوخ کردیا۔ ثانیاً! مبشر من یظہرہ اللہ آپ نے اپنے صحائف میں بار بار بشارات دیں کہ آپ کی بعثت کے نو سال بعد اس ہستی کا ظہور ہوگا۔ جسے خدا ظاہر فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت بہاءاللہ کا ظہور ۱۸۵۲ء میں ہوا۔

(سوانح حضرت باب ص۱۴۱)

عقائد بہائی فرقہ

اجرائے وحی کا دعویٰ اور ختم نبوت کا انکار

۱...... ’’حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ ظہور موعود ہے نہ کہ دعویٰ نبوت یا نیابت تو واضح عقلی دلیل سے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ مظہر امر اللہ شریعت سابقہ کو جاری کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ، مرتبہ شارعیت ہے اور یہ مرتبہ سلطنت مطلقہ الٰہیہ کہلاتا ہے۔‘‘ (الفرائد ص۱۷۱)

۲...... ’’مہدی کا ظہور اسلام کے خاتمہ اور شریعت جدید کی ابتداء کا سبب ہوگا۔‘‘ (ایضاً ص۱۸۶)

۳...... ’’یہ خیال بالکل باطل ہے کہ اسلامی شریعت کے بعد کوئی اور شریعت نہیں آ سکتی اور مظاہر امر خداوندی کا دروازہ جو امت کی ہدایت ونجات وخوشحالی کا سب سے بڑا دروازہ ہے جو ہمیشہ کے لئے بند ہے۔‘‘ (الفرائد ص۱۸۷)

۴...... ’’اور نہ لفظ خاتم النبیین سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب کوئی شریعت جدید اسلام کے بعد نہیں آئے گی اور نہ کلمہ لا نبی بعدی سے اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی صاحب الامر ظاہر نہیں ہوگا۔‘‘ (الفرائد ص۲۰۵)

۵...... ’’قائم موعود کا اصل منصب ربوبیت وشارعیت ہے نہ کہ کسی شریعت کے ماتحت ہونا۔‘‘ (الفرائد ص۲۵۰)

۶...... ’’حضرت بہاء اللہ نے ۲۱ اپریل ۱۸۶۳ء کو اپنی بعثت کا عظیم الشان اعلان کیا۔ اس ظہور اعظم سے دوبارہ شور قیامت مچ گیا۔‘‘ (ذکر ایام حضرت بہاء اللہ ص۵۴)

۷...... ’’اڈریانوپل عکاسے بادشاہوں کے نام خطوط میں آپ نے اپنی روحانی ماموریت کا اعلان فرمایا۔ جب حضرت بہاء اللہ ارض مقدس میں اپنے قید خانہ میں تشریف لائے تو صاحبان ہوش نے محسوس کرلیا کہ وہ بشارات جو خداوند عالم نے اپنے پیغمبروں کی زبانی دو یا تین ہزار برس پہلے دی تھیں اب پھر ظاہر ہوئیں ہیں اور خدا کے وعدے سچے تھے۔ کیونکہ کچھ پیغمبروں پر خداوند عالم نے وحی فرمائی تھی اور خوشخبری دی تھی کہ رب الافواج کا ارض مقدس میں ظہور ہوگا۔ یہ سب وعدے پورے ہوگئے۔‘‘

(سوانح حضرت بہاء اللہ ص ۵۸)

۸...... ’’پیغمبروں کو بھیجنا خدا کی وہ سنت ہے جو جاری تھی اور خدا کی سنت جاری رہتی ہے۔ لہٰذا پیغمبروں کا آنا سنت اللہ کے مطابق نہ صرف ممکن بلکہ ضروری ہے۔‘‘

(ختم نبوت کی حقیقت ص ۵)

۹...... ’’پیغمبروں کا بھیجنا خدا کا سب سے بڑا فضل وکرم ہے۔ خدا کے فضل وکرم کے دروازے ہمیشہ کھلے رہے اور کھلے رہیں گے۔‘‘ (ختم نبوت کی حقیقت ص ۵)

۱۰...... ’’خدا نے کسی کتاب میں اور قرآن میں کہیں نہیں فرمایا کہ یہ کتاب اور شریعت آخری ہے اور اس پیغمبر کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ یہ باتیں امتوں اور لوگوں نے خود بنائی ہیں۔‘‘ (ختم نبوت کی حقیقت ص ۱۳)

۱۱...... ’’قرآن مجید میں مستقل رسولوں کی آمد کا دروازہ کھلا ہوا ہے کہ رسول آتے رہیں گے۔ نیا ذکر الٰہی یعنی کتاب وپیغمبر ضرور آئیں گے۔ حدیثوں میں فرمایا ہے کہ آنے والا موعود امر جدید اور شرع جدید لے کر آئے گا۔ مسیح موعود جہاد اور جزیہ کو ختم کردے گا۔ یہ کام ایک صاحب اختیار پیغمبر ہی کرسکتا ہے۔‘‘ (ختم نبوت کی حقیقت ص ۱۳)

۱۲...... ’’اگر ختم نبوت کی حقیقت یہ ہوتی کہ آنحضورﷺ کے بعد کوئی پیغمبر صاحب شریعت نہیں آسکتا تو ضرور تھا کہ شریعت قرآن اپنی اصل حالت پر رہتی اور امت اس پر کامیابی سے چلتی، مگر واقع ایسا نہیں۔ بلکہ سابقہ امتوں کی مانند امت محمدیہ اور گزشتہ شریعتوں کی مانند قرآنی شریعت، وقت کا ساتھ نہیں دے رہی ہے۔ روز بروز مسلمان شریعت اسلام سے بیگانہ ہوتے جارہے ہیں اور احکام شریعت مضمحل ہورہے ہیں۔ یہ دست قدرت کا عمل کافی شہادت ہے کہ اب نئے دور میں نئی شریعت اور نئی روح زندگی کی ضرورت ہے۔‘‘ (ختم نبوت کی حقیقت ص۱۸)

۱۳...... ’’حضرت بہاء اللہ تمام انبیاء کے موعود ہیں۔ انبیاء علیہ السلام اس لئے نبی کہلاتے ہیں کہ وہ الیوم الموعود کی خبر دیتے ہیں۔ الیوم الموعود حضرت بہاء اللہ کے ظہور کا زمانہ ہے۔‘‘ (ختم نبوت کی حقیقت ص۲۷)

۱۴...... ’’کسی گذشتہ پیغمبر کے ماتحت نہیں ہوگا۔ بلکہ مستقل صاحب امروشریعت، ایک عظیم الشان دور جدید کا بانی ہے۔ ایک نیا نظام عالم قائم کرنے والا ہے۔ نئے آسمان وزمین بنائے گا جن میں راست بازی بسے گی۔‘‘ (ختم نبوت کی حقیقت ص۳۰)

۱۵...... ’’تورات، انجیل، قرآن میں یہ بات کہاں اور کس آیت میں لکھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام یا محمدﷺ کے زمانے میں نوع انسان اتنی ترقی کر گئی تھی کہ اسے کامل شریعت دی گئی۔ جب خدا اور رسول یہ بات نہیں فرماتے کہ یہودی وعیسائی اور مسلمان اپنی طرف سے کیوں بات بناتے ہیں۔‘‘

(ختم نبوت کی حقیقت ص۸)

۱۶...... ’’موجودہ زمانے میں جس نے حضرت بہاء اللہ کی پیروی کی اور آپ کی شریعت پر عمل کیا اس نے مومنوں کی راہ کی پیروی کی اور جو اس سے منحرف ہوا وہ حق سے منحرف ہوا اور آگ میں پڑا۔‘‘ (التبیان والبرھان حصہ دوم ص۱۱)

۱۷...... ”خدا نے کسی شریعت کو ہمیشہ کے لئے نہیں بنایا اور اگر کوئی شریعت ہمیشہ رہنے والی ہوتی تو آدم یا نوح کی شریعت ہوتی۔ جبکہ شریعتیں بدلتی رہیں اور یہ تبدیلی شرائع کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے محمد ﷺ تک جاری رہا ہے تو آئندہ کیوں نہ جاری رہے گا۔ کیا وجہ ہے کہ پہلی شریعتوں میں تبدیلی ہوتی رہی اور شریعت محمدیہ لاتبدیل ہوگئی۔ شریعت کا بدلنا قانون الٰہی ہے۔“ (التبیان والبرھان حصہ اول ص۱۹)

۱۸...... ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ قولوا خاتم النبیین ولاتقولوا لانبی بعدہ اس کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد متصل نبی نہیں۔“ (التبیان والبرھان حصہ اول ص۶۸)

۱۹...... ”رسالت ہمیشہ جاری رہے گی جب تک نسل انسانی ہے رسول آتے رہیں گے۔“

(ایضاً ص۷۹)

۲۰...... ”قریب کی زندگی یعنی حضرت محمد ﷺ کے دور کے مومنوں سے مرتد بھی ہوئے۔ لیکن آخرت یعنی حضرت بہاء اللہ کے دور کے مومن مرتد نہ ہوئے۔ بلکہ اپنے ایمان میں ثابت قدم رہے۔“ (التبیان والبرھان حصہ دوم ص۱۰۴)

۲۱...... ”(سورج کا مغرب سے نکلنا) سورج سے آفتاب رسالت مراد ہے اور مغرب سے امت محمدیہ جس میں آفتاب رسالت غروب ہوا یعنی رفیق اعلیٰ سے جاملا۔ پس مغرب سے سورج کے نکلنے کے معنی یہ ہیں کہ امت محمدیہ کے اندر سے آفتاب رسالت دوبارہ طلوع کرے گا۔“ (التبیان والبرھان حصہ دوم ص۱۳۲)

۲۲...... ”جب پہلی بعثت حضرت محمد ﷺ کی رسالت ہوئی تو لازماً دوسری بعثت دوسری رسالت ہوئی جو حضرت بہاء اللہ کی رسالت ہے۔“ (التبیان والبرھان حصہ دوم ص۱۷۱)

۲۳...... ”چنانچہ مقررہ وقت پر حضرت بہاء اللہ پر کتاب اللہ نازل ہوئی اور اس کے ذریعے وراثت کتاب امت محمدیہ سے امت بہائیہ کو منتقل ہوگئی اور خدا کا وعدا پورا ہوا۔“

(التبیان والبرھان حصہ دوم ص۲۵۱،۲۵۲)

۲۴...... ”حضرت بہاء اللہ کا ظہور اپنے سے پہلے تمام ادیان کی نظام شریعت کو بلاشرط منسوخ کرتا ہے۔“ (ذکر ایام حضرت بہاء اللہ ص۲۲۲)

☆......................☆

www.amtkn.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

Aalmi Majlis Tahaffuz Khatm-e-Nubuwwat

kn apps	www.khatm-e-nubuwwat.com	www.khatm-e-nubuwwat.info	www.laulak.info	facebook.com/amtkn313
ختم نبوت ایپ	مرکزی ویب سائٹ	ہفت روزہ ختم نبوت	ماہنامہ لولاک	فیس بک

kk Course	Online Course	E-Maktaba	Sitemap	Contact us
خط و کتابت کورس	خط و کتابت آن لائن کورس	ای مکتبہ	سائٹ میپ	رابطہ

/amtkn313 www.emaktaba.info
www.amtkn.com
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ